Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

221

# उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम जाम फलक

लेखक लालजन्दे फलक

प्रकाशन वर्ष 1920

आगत संख्या 221

JAMIA MILLIA 1914 G.K.L

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

221

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# جامِ فلک

महर्षि कणाद पुस्तकालय
पुस्तक सं० ...
आगत सं० ...
तिथि ...
गुरुकुल कांगड़ी विश्वविद्यालय

قومی۔ مجلسی۔ مذہبی۔ تاریخی۔ علمی اور دیگر سبق آموز
معہ تصویر و حالاتِ زندگی لالہ چند فلک

جو سنہ ۱۹۱۴ء سے لیکر دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء تک کالم اور جیلخانہ میں کہی ہوئی
نظمیں درج ہیں

مصنفہ لالہ چند فلک

مدوّ مترجم۔ کلامِ فلک۔ پیامِ فلک۔ مسدّسِ فلک۔ شمسِ فلک۔ آئینۂ فلک
رت بطرز ناول۔ بھرتری ہری شتک۔ تربیت الاطفال۔ دولت پیدا کرنیکا ڈھنگ
آگرے۔ خیالات لاجپت۔ خیارت دادا بھائی۔ ہندوستانی کی کہانی خیتی۔ کی کہانی دیرہ

ویاس پریس لاہور

نے

ج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشردان بنسی چھپوا کر
شائع کیا

بکدو پیہ آٹھ آنہ (عصا)

221;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# لال چند فلک کی نظموں کے دیگر مجموعے

**کلامِ فلک** یعنی لال چند فلک کی ۱۹۰۴ء سے لیکر فروری ۱۹۱۲ء تک کی مقبولِ عام چیدہ چیدہ مُلکی و قومی نظموں کا پہلا مجموعہ مع تصویر لالہ چند فلک۔ قیمت فی جلد ... ... ... ایکروپیہ چار آنہ

## اس کتاب کے متعلق اخبار "زمیندار" کی رائے

اُس سے پیشتر "کلامِ فلک" یعنی پنجاب کے مشہور قوم پرست شاعر لالہ لالہ چند فلک کی مُلکی۔ قومی۔ مذہبی۔ تاریخی اور دیگر دلکش نظموں کے مجموعے کا ذکر کیا گیا تھا۔ آج ہم اس پر ذرا تفصیل کے ساتھ اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ یہ کتاب نہایت نفیس آبدری فنش چکنے کاغذ کے ۱۱۶ خوشخط اور صاف چھپے ہوئے صفحوں پر ختم ہوئی ہے اس میں سے کتاب ہذا کے مصنف لالہ لالہ چند فلک کی ہاف ٹون تصویر بھی شامل ہے۔ یہ کتاب دو مرتبہ چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے۔ مُلک کے نامور علمی رسالوں اور اخباروں نے نہایت عمدہ الفاظ میں اس کا ذکر اپنے قیمتی کالموں میں کیا ہے۔ اور ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ پنڈت برجموہن کیفی بی۔ اے۔ آغا شاعر قزلباش دہلوی منشی وناٹک پرشاد طالب بنارسی۔ اور جناب فضل الحسن حسرت موہانی بی۔ اے جیسے شہرہ آفاق شاعروں نے فلک صاحب کی خوش بیانی۔ بلند پروازی۔ اور پاکیزہ خیالی کی داد دی ہے۔ یوں تو آپ کی تمام نظمیں دردمند دل کے دلچسپ اعلیٰ خیالات اور حُبّ الوطنی کے سچے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن "ہر ہندو کا فرض ہے"۔ "قومی گیت"۔ "حُبّ الوطنی"۔ "بیداری ہند"۔ "مُلکی غزل"۔ "غفلت کی نیند چھوڑو"۔ "ترانۂ بیداری"۔ "ہاں ایکجا ہو بڑھے جا"۔ "محبانِ وطن کی آہ و زاری"۔ "ہندوستان ہمارا"۔ "ہم ہندوستانی"۔ "سوزِ جگر"۔ "صدائے درد"۔ "استقبالِ مصیبت"۔ "ہماری رانی ساپتا کا دندان شکن جواب ظالم راون"۔ "بھارت ماتا"۔ "مہاراج کی آمد پیش"۔ "مرے پیارے بھارت"۔ "نوحہ وفات حضور محبوب علی خان بہادر فرمانروائے حیدرآباد دکن"۔ "موجودہ حالت"۔ "گرو نانک جی"۔ "ترانۂ فلک"۔ "نوحہ نواب مہدی علی خانصاحب محسن الملک"۔ "قوم منتی ہے اپنی تہت سے"۔ "قحط سالی میں غریب"۔ "ہمارا پیارا دیس"۔ اور "ایک بیرحم امیر سے مُفلسوں کا خطاب" وغیرہ نظموں میں جن شستہ حوصلہ افزا اور دلپسند خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ گرے ہوئے دلوں کو اُبھارنے اور افسردہ طبیعتوں میں جوشِ زندگی پیدا کرنے والے ہیں۔ سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ فلک صاحب متحدہ ہندوستان کے حامی ہیں اور ہندو مسلمان۔ پارسی۔ عیسائی سب کو ہندوستان میں رہنے اور ہندوستان کو اپنا وطن تصور کرنے والے تمام فرقوں کے اتفاق و اتحاد کو ہندوستان کی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہندوستان کے تمام بہی خواہ اور ہمدرد دوست اصحاب کو ضرور کلام فلک کے مطالعہ سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔"

**پیامِ فلک** یعنی لالہ چند فلک کی مشہور و مقبول قومی مُلکی مجلسی و تاریخی۔ وطنی۔ اخلاقی اور دیگر دلکش و سبق آموز نظموں کا یہ تیسرا مجموعہ مع تصویر و مختصر سوانح عمری لالہ چند فلک جس میں مارچ ۱۹۱۲ء سے دسمبر ۱۹۱۳ء تک کا کلام درج ہے۔ قیمت مجلد ۱۰ر

**مسدسِ فلک** یعنی آریہ ورت کا عروج و زوال۔ قیمت فی جلد ... ... ... ۱ر

**آئینہ فلک** یعنی سبق آموز علمی و اخلاقی نظمیں۔ قیمت فی جلد صرف ... ... ... ۱ر

**مخمسِ فلک** یعنی ہم کیا تھے آپس میں نہایت دلکش طرز میں۔ اور چین بھارت کی عداوت جتلائی ہے

**فلک بھجنا ولی** یعنی قومی اخلاقی مُلکی۔ مذہبی بھجنوں کا مجموعہ۔ قیمت مجلد ۴ر

ملنے کا پتہ **مینجر ویاس پستکالہ لاہور**

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

LAL CHAND FALAK

Born 13th January 1887.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بندے ماترم

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

# جامِ فلک

## عرضِ حال

۲۶- مارچ ۱۹۲۰ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل سے کسی شرط یا پابندی کے بغیر رہائی حاصل کر کے آجتک میں اپنی جنوری ۱۹۱۴ء سے لیکر یکم اپریل ۱۹۱۷ء تک کی اخباروں میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نظموں کی تلاش میں سرگرم و پریشان رہا جن کو میری قید کے ایام میں میرے والدین نے اپنی لاعلمی و ناواقفیت کے سبب ردّی میں فروخت کر ڈالا تھا۔ چنانچہ جس قدر نظمیں مجھے اپنے احباب اور اخباروں سے مل سکی ہیں۔ اُن کے کیساتھ اپنے جیلخانہ میں کہے ہوئے کلام کو شامل کر کے میں اُنہیں "جامِ فلک" کا نام دیتا ہوں۔ اور اپنی مقبولِ خاص و عام ملکی و قومی نظموں کے اس تیسرے مجموعہ کو اپنے نوجوان محب لالہ ہری داس بھولا (جو میری عدم موجودگی میں میری غمگین ضعیف اور فرشتہ سیرت مادر کیلئے بیٹوں کی طرح تسکین و تسلی کا باعث ہوا) اور عزیز ترین بھائیوں کیطرح میرے مصائب پر اشکِ غم بہاتا اور سر شکیبائی پر استقامت کی درگاہ میں اُن کے جلد تر ختم ہونے کی دُعائیں مانگتا رہا) کی نذر کرتا ہوا اپنے پیارے اہلِ وطن کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ میری ان قومی ملکی نظموں کو پڑھکر اگر ایک نوجوان کے دل میں بھی دیش بھگتی اور آزادی کا مبارک و مقدس جذبہ موجزن ہو گیا تو میں سمجھونگا۔ کہ میری محنت کا معاوضہ اور کوشش کا پھل مل گیا۔

یکم دسمبر ۱۹۲۰ء

ملک و قوم کا خادم:- لال چند فلک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# فہرست مضامین


| نمبر شمار | مضمون | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | عرض حال | ۱ |
| ۲ | فہرست مضامین | ۲ |
| ۳ | سوانحعمری لالہ چند فلک (خود نوشتہ) | ۳ |
| ۴ | ہمارا پولیٹیکل ایمان | ۴۱ |
| ۵ | فطرتی استقلال | ۴۴ |
| ۶ | مفید ملکی خیالات | ۴۵ |
| ۷ | ملک کی خاطر مجھے بیکار رہنے دیجئے | ۴۶ |
| ۸ | میں کیا ہوں؟ | ۴۷ |
| ۹ | جھوٹے اور جاہ پرست لیڈروں کے دلی جذبات اور خیالات | ۴۸ |
| ۱۰ | سورہ راجن کا دلاور بیٹا اہمینوں | ۴۹ |
| ۱۱ | دیش بھگتوں کے سرتاج فلک مہاراج کا خیر مقدم | ۵۰ |
| ۱۲ | توکاگاما اور جہاز کے ہندستانی ساوذی کی ورائع کیدیو | ۵۲ |
| ۱۳ | مذہب کی آڑ میں لیڈر بننے والے سکھ اور آریہ بھائیوں سے شکوہ | ۵۳ |
| ۱۴ | ایک سچے وطن پرست کا روح پرور گیت | ۵۴ |
| ۱۵ | جنگ یورپ کا خونی منظر | ۵۵ |
| ۱۶ | بھارت کے سپوتوں سے خطاب | ۵۶ |
| ۱۷ | تو بھی بدل فلک کہ زمانہ بدل گیا | ۵۷ |
| ۱۸ | سوامی دیانند کا گورو جی بھارت سیوا کی اجازت مانگنا | ۵۸ |
| ۱۹ | ماتا بھوانی | ۵۹ |
| ۲۰ | آزادی کا نامی رشی دیانند | ۶۲ |
| ۲۱ | بسنت کا خوشگوار موسم | ۶۳ |
| ۲۲ | میدان یورپ کی جانب اے ہندوستانی سپاہیو نے خطاب | ۶۴ |
| ۲۳ | فلسفۂ زندگی | ۶۵ |
| ۲۴ | نئی روشنی | ۶۶ |
| ۲۵ | جنگی والنٹیر بننے کے خواہشمند ہندستانی کے چند | ۶۷ |
| ۲۶ | جنگ کے بعد دنیا کا نظارہ | ۶۸ |
| ۲۷ | مظلوم درد مندی کی فریاد | ۶۹ |
| ۲۸ | استقلال محترم رامچندر جی کا جواب بھرت کو | ۷۰ |
| ۲۹ | جوں کو جانیوالے بھگوان رامچندر کے جذبات | ۷۲ |
| ۳۰ | تیاگ محترم بھرت کا اظہار بیگانہی | ۷۳ |
| ۳۱ | ہندستانی سپاہی اور میدان یورپ | ۷۴ |
| ۳۲ | نیرنگ ہستی | ۷۵ |
| ۳۳ | پریم محترم بھرت کا اظہار خوشی | ۷۸ |
| ۳۴ | دولت کی دیوی لکشمی سے درخواست | ۸۰ |
| ۳۵ | جرأت و استقلال کا پتلا دیانند امرت سر میں | ۸۲ |
| ۳۶ | دیش بھگت فیروز شاہ مہتہ | ۸۴ |
| ۳۷ | دیش بھگت گورو گوبند سنگھ جی | ۸۶ |
| ۳۸ | توحید کے شیدائی حضرت محمدؐ سے خطاب | ۸۸ |
| ۳۹ | بہار و شادمانی کی دیوی سے گذارش | ۸۹ |
| ۴۰ | پولیٹیکل ہولی | ۹۱ |
| ۴۱ | لارڈ لجنز | ۹۲ |
| ۴۲ | پرارتھنا یہ دشکیمان پرماتما کی درگاہ میں | ۹۳ |
| ۴۳ | ہندو مسلم اتحاد ہوم رول اور اینگلو انڈین اخبار | ۹۴ |
| ۴۴ | ہوم رول ہمارا انعام نہیں حق ہے (حبیلخانہ میں کہی ہوئی نظمیں) | // |
| ۴۵ | پولیٹیکل قیدیوں کے دلی جذبات | ۹۵ |
| ۴۶ | راشیصاحب کے کارنامے | ۹۶ |
| ۴۷ | بھارت ویر دیانند کے جذبات گورو سے رخصت حاصل کرتے ہوئے | ۹۸ |
| ۴۸ | پرماتما سے یاس انگیز التجا | ۹۹ |
| ۴۹ | حبیلخانہ میں پولیٹیکل قیدی کی قابل رحم حالت | ۱۰۰ |
| ۵۰ | حبیلخانہ کی سبزی | ۱۰۱ |
| ۵۱ | ہزاری باغ و دل بیمار | ۱۰۲ |
| ۵۲ | لمال و نہال | ۱۰۳ |
| ۵۳ | دلیں اپنے وہیر دھرلے پیاری ماتا غم نکر | ۱۰۴ |
| ۵۴ | محبت مادری | ۱۰۶ |
| ۵۵ | سچا دیش بھگت | ۱۰۷ |
| ۵۶ | ستم ہے تم نے نہ وعدہ وفا کیا اب تک | ۱۰۸ |
| ۵۷ | زمانہ کی الٹی رسم | ۱۰۹ |
| ۵۸ | ڈوبتے ہو | ۱۱۰ |
| ۵۹ | بے خبر تو وہ | ۱۱۱ |
| ۶۰ | بھائی بڈھ اور گوالا دھنیہ کا مکالمہ | ۱۱۲ |
| ۶۱ | اظہار درد | ۱۱۴ |
| ۶۲ | رنگا رنگ کے پھولوں کا گلدستہ | ۱۱۵ |
| ۶۳ | حبیلخانہ کے ڈاکٹروں کا روشن و تاریک پہلو | ۱۱۶ |
| ۶۴ | ہندی تسلیم ہندے ماترم پنجاب دیش | ۱۱۷ |
| ۶۵ | بھارت ماتا " | ۱۲۰ |
| ۶۶ | رہے سٹرلنگ دائم سلامت | ۱۲۲ |
| ۶۷ | سورگباشی لالہ فتح چند مہاراج کی ارتھی پر مالے پھول | ۱۲۴ |
| ۶۸ | ایک پولیٹیکل قیدی کے دلی جذبات | ۱۲۵ |
| ۶۹ | سوراج کے بعد ہندوستان | // |


CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# لال چند فلک کی زندگی کے مختصر حالات

(خود نوشتہ)

قصے سنتے ہو روز اوروں کے
آج میری بھی داستان سنو

کئی سال ہوئے۔ بہت سے قدردان اصحاب و احباب کی فرمائش سے پیامِ فلک میں میں نے اپنی زندگی کے مختصر حالات لکھے تھے۔ جو ناظرین کی دلچسپی کی خاطر جامِ فلک میں کافی ترمیم و تجدید کے بعد نقل کئے دیتا ہوں۔ اگر زندگی نے فرصت دی اور خفیہ پولیس نے کچھ دن اور کھلی ہوا میں سانس لینے دی تو فسانۂ فلک کے نام سے اپنے مکمل و مفصل حالات ہدیۂ ناظرین کرونگا۔

**پیدائش** میں دو ماگھ سمت ۱۹۴۳ بکرمی مطابق ۱۳ جنوری ۱۸۸۷ء کو رات کے ۴ بجے مقام حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوا۔ یہ گنیش چوتھ کا دن تھا جبکہ قدیم رسم و رواج کے مطابق ہندو استریاں برت دھارن کرتی ہیں۔ اور رات کو چاند کے درشن کر کے کھانا کھاتی ہیں۔ میری ماتا شریمتی پاربتی دیوی نے بھی اس دن حسب دستور برت دھارن کیا ہوا تھا۔ میرا وطن لاہور ہے۔ جہاں میرا والد بزرگوار لالہ دیوان چند کپور اور دیگر اہل خاندان سکونت رکھتے ہیں۔ میرے حافظ آباد میں پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ میری ماتا کے ننہال حافظ آباد میں تھے۔ اور میری نانی بھگوان دیوی میری ماتا کو حافظ آباد میں لے گئی تھی۔ میری ماتا بتلاتی ہے۔ کہ میری پیدائش کے وقت تو اُسے کوئی غیر معمولی تکلیف نہ ہوئی۔ گو بعد میں میں اپنے پولٹیکل خیالات کے سبب اُس کے لئے باعثِ رنج و محن ثابت ہوا!

**بچپن** بچپن کا زیادہ زمانہ لاہور اور حافظ آباد میں گذرا۔ میری نانی کے ہاں کوئی لڑکا نہیں تھا۔ اُس کی نگاہیں ہر وقت میری طرف لگی رہتی تھیں۔ وہ مجھے اپنی آنکھوں کے گلشن کا مہکتا ہوا پھول سمجھتی تھی۔ اور مجھے دیکھکر باغ باغ ہو جاتی تھی۔ وہ مجھے اور میری ماتا کو حافظ آباد میں بلانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھی۔ جب میں حافظ آباد پہنچتا۔ تو وہ خوشی سے جامے میں پھولی نہ سماتی۔ مجھے گود میں اٹھا کر اسطرح خوش ہوتی جیسے طرح طرح کی کنگال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بے شمار دھن ملنے یا بھوکا عمدہ بھوجن پانے سے پرسن ہوتا ہے۔ مجھے جس پریم سے وُہ گلے لگاتی اور دُودھ۔ دہی۔ ماکھن وغیرہ کھلاتی تھی۔ وُہ مجھے عُمر بھر فراموش نہ ہوگا۔ آہ! وُہ زمانہ بھی کس قدر دِل خوش کُن اور راحت افزا تھا جب مَیں حافظ آباد کے سرسبز و شاداب کھیتوں میں اپنی نازک نازک ٹانگوں کے بل کھیلتا کُودتا پھرتا تھا۔ کوئل اور فاختہ کی دلکش آواز سُن کر ناچنے لگتا تھا۔ اور اپنے ہمسنوں کے باعث گھنٹوں جوہڑوں میں نہایا کرتا تھا۔ افسوس! اَب وُہ سچی بےفکری و حقیقی خوشی کا میسّر آنا تو کجا۔ خواب دیکھنا بھی امر محال نظر آتا ہے۔ مَیں بھی سرور مرحوم کی طرح بچپن کی تلاش میں بیتاب ہو کر کہتا ہُوں ؎

رُکدھر گیا آہ میرا بچپن بجات تھی جب غمِ جہاں سے ۔۔۔ نہ دِل تھا حسرت کش تمنا نہ تھی زباں آشنا فغاں سے
نہ تھی گرانبارئ مشاغل نہ تھی یہ پابندئ علائق ۔۔۔ اسیرِ زنجیرِ غم نہ تھا مَیں بجات تھی شورشِ جہاں سے

**تعلیم** جب مَیں ذرا ہوشیار ہُوا۔ تو میرے والدین نے میری تعلیم کی فکر کی۔ میرے والد صاحب شروع سے غلّہ کی دوکان کرتے ہیں۔ جس زمانہ میں اُنہوں نے میری تعلیم کی طرف توجہ کی۔ اسوقت لاہور میں عام طور پر پہلے پہل بچّوں کو مہاجنی حرُوف و ہندسے سِکھلائے جاتے تھے۔ اور بعد میں کسی سکُول میں داخل کرایا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی قاعدہ کے مطابق میرے پِتا نے مجھے ایک پانڈے (برہمن مدرس) کے سپُرد کیا۔ جہاں مَیں نے مہاجنی حرُوف و ہندسے سیکھے۔ جب مَیں نے اپنی تعلیم کا یہ ابتدائی کورس ختم کر لیا۔ تب مجھے سناتن دھرم ہائی سکُول لاہور میں تحصیل علم کے لئے داخل کرا دیا گیا۔ جہاں میں نے ناگری۔ اُردو۔ سنسکرت۔ فارسی وغیرہ زبانوں اور حساب جبر و مقابلہ۔ اقلیدس۔ سائنس۔ تواریخ و جغرافیہ وغیرہ علوم کی تعلیم حاصل کی۔ اس سکُول میں دُنیوی تعلیم کے علاوہ بچّوں کو دھارمک اور اخلاقی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ رامائن۔ گیتا۔ آدی گورسوں کے طور پر پڑھائی جاتی تھیں۔ بھارت کی کتھا بلاناغہ ہوتی تھی جس میں ہر طالب علم کا شامل ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ مَیں سچے دِل سے اِس بات کا اقرار کرتا ہُوں۔ کہ میرے دِل میں جو تھوڑی بہت دھرم بھاؤ دیش بھگتی۔ دلیری اور قومی خدمت کا خیال موجود ہے۔ اِسکی ابتدا رامائن اور گیتا کی تعلیم اور مہابھارت کی کتھا سے ہوئی مَیں نے ۱۹۰۲ء میں مڈل اور ۱۹۰۴ء میں انٹرنس کا امتحان دیا۔

**شادی** لڑکپن کی شادی نے ہمارے مُلک کو تباہ اور ہماری نسل کو کمزور کر دیا ہے۔ اسواسطے مجھے اس بات کے اظہار سے نہایت شرم محسوس ہوتی ہے۔ کہ میرے والدین نے ۱۹۰۴ء کو جبکہ مَیں ابھی سن بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ میری شادی محلہ نئو دی ٹیلہ واقعہ لکھنؤ میں لالہ گنیش جی ملہوترہ کی بڑی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیٹی رام پیاری کے ساتھ کر دی۔ شادی کے موقعہ پر ہندوستان کے نامور تاریخی شہر لکھنؤ میں میں نے قدیم رسم و رواج کے مطابق چند گھنٹوں کے لئے اُس تیغ ہندی کو ہاتھ میں اُٹھایا جس کی کاٹ کا لوہا دنیا کے تمام خنجر گذار بہادر مان چکے ہیں۔ اس بنا پر تو میں اپنے آپ کو خوش نصیب جانتا ہوں۔ کہ مجھے بھی شادی کے وقت اُس مقدس و مبارک تیغ ہندی کو کاندھے پر رکھنے کا موقعہ ملا۔ جو کبھی ہندو کل دیپک مہاراناپرتاب۔ چھترپتی سیواجی۔ سچے بادشاہ گورو گوبند سنگھ جی۔ شہنشاہ اکبر۔ سلطان ٹیپو۔ اور نواب سراج الدولہ وغیرہ شیر دلانِ ہند کی کمر کی زینت و زیبائش کا باعث تھی۔ اور جس کا بغیر لائسنس کے قبضے میں رکھنا بھی آجکل جرم عظیم ہے۔ ورنہ میں اپنے موجودہ ملکی و قومی خیالات کو مدنظر رکھ کر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس شادی سے میری بڑی بڑی اُمیدوں اور شاندار خواہشوں کا خون ہو گیا۔

## کاروبار

جب میں انٹرنس کا امتحان دے چکا۔ تو میرے والدین نے مجھے کسی سرکاری دفتر میں ملازمت کرنے پر زور دیا۔ باپ کے اصرار پر میں چیف انجینیر آفس میں کام سیکھنے کے لئے چلا تو گیا۔ مگر جب میں نے اچھے اچھے دیسی افسروں کو ذرا ذرا سی بات پر انگریز افسروں سے جھاڑ کھاتے اور تھر تھر کانپتے دیکھا۔ تو میری طبیعت اُکتا گئی۔ اور میں نے سرکاری ملازمت کے خیال کو ہمیشہ کے لئے دِل سے نکال دیا۔ اس کے بعد میرے چچا اور تاؤ نے مجھے ریلوے وغیرہ میں ملازمت اختیار کرنے کی جو تحریک کی۔ اُسے میں نے کبھی کامیاب ہونے دیا۔ چیف انجینیر کے دفتر کی اُمیدواری کو چھوڑ کر میں چند ماہ تک اپنے ایک رشتہ دار کے پاس بطور مُنشی کے کام کرتا رہا۔ اس عرصہ میں لالہ پنڈی داس اور بابو دینا ناتھ حافظ آبادی سے میری ملاقات ہو گئی۔ اوّل الذکر صاحب نے اُس وقت "خورشید عالم" کے نام سے ایک چھاپہ خانہ اور "نیو ایجنسی" نامی کتب خانہ کھولا ہوا تھا۔ آخر الذکر شخص نے میرا اخبار کی اسسٹنٹ ایڈیٹری چھوڑ کر اخبار "ہندوستان" نکالنا شروع کیا تھا۔ ان دونوں اصحاب کی سرگرمی دیکھ کر میرے دِل میں بھی کُتب فروشی اور پبلشنگ کے کام کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ علمدوست طبیعت اور مطالعہ تو مجھے تحریک کرتا تھا۔ کہ فوراً اس میدان میں اُتر پڑو لیکن عملیہ کی کمی کہتی تھی کہ خبردار ایسی غلطی نہ کرنا۔ بہرحال میں نے اس کشمکش کے عالم میں ہمت کر کے کتب فروشی کے نام کو شروع کر دیا۔ اور "اُمید بک ایجنسی" کے نام سے ایک بک ایجنسی کھولدی۔ جب اس میں ذرا کامیابی کی صورت نظر آئی۔ تو جھٹ "بیزار" عُرف "ہندوستان گزٹ" نامی اخبار جاری کر دیا۔ اس اخبار کی مانگ تو خوب ہوئی لیکن "ہندوستان" کے قریباً قریباً ہمنام ہونے کے سبب میری اور لالہ دینا ناتھ جی کی ڈاک میں گاہے بگاہے مجھنے لگی۔ جس سے میرے اور لالہ دینا ناتھ جی کے تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ میں نے اس کشیدگی کو دُور کرنے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مقدمہ بازی کی تباہ کن کارروائی سے بچنے کے خیال سے اخبار کو بند کر دیا۔ اب میں نے اپنی علمی قابلیت بڑھانے کیواسطے بڑے وسیع پیمانے پر اُردو۔ ہندی۔ فارسی۔ انگریزی زبان کی کُتب کا مطالعہ شروع کیا۔ اور بہت سی نامور اور سُفید کُتب پر عبُور حاصل کر لیا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں میں نے اور لالہ پنڈی داس نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ چلو پنجاب سے باہر نکلیں۔ اور سیر و سیاحت سے تجربہ حاصل کریں۔ خاص وجوہ سے ہماری یہ تجویز تو ملتوی ہو گئی۔ لیکن اس کی جگہ یہ بات طے پائی۔ کہ گوجرانوالہ سے ہم دونوں مِل کر ایک اخبار نکالیں۔ جو نہایت آزادی و دلیری کے ساتھ باشندگانِ ہند کی شکایات کو گورنمنٹ کے روبرو پیش کرتا رہے۔ چنانچہ میں اور لالہ پنڈی داس دونوں گوجرانوالہ میں پہنچ گئے۔ تمام سکیم تیار ہو گئی۔ اخبار "انڈیا" کے نام کا ڈکلریشن داخل کر دیا گیا۔ لیکن چند اُمور میں میرے اور لالہ پنڈی داس جی کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ کہ جس کے سبب میں لالہ پنڈی داس جی کے ساتھ شریک نہ ہو سکا۔ اور وہاں سے سیالکوٹ کو چل دیا۔ سیالکوٹ میں پہنچکر میں سردار نرائن سنگھ پُردھنی کو ملا جن کو اپنے اخبار "گلنار" کے لئے اڈیٹر کی تلاش تھی۔ سردار صاحب میرے ساتھ نہایت خوش خُلقی اور محبت سے پیش آئے۔ اور مجھے اپنی اخبار کا اڈیٹر مقرر کر دیا۔ میں نے اس اخبار کا نام "گلنار" کی بجائے ہندی تجویز کر کے ٹائٹل پر اقبال کا مشہور مصرعہ

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

بطور موٹو لکھ دیا۔ اس اخبار کے ذریعہ میں نے نہایت دلیری و متانت کے ساتھ اپنے خیالات کا پرچار کیا جسکی داد ملک کے بہت سے نامور پرچوں نے دی۔ اس اخبار میں گنوشالا سیالکوٹ کے جنا میں گڑبڑ مچنے کے متعلق ایک نوٹ لکھنے پر منتظمان گنوشالا نے اخبار ہذا کے مالک۔ پرنٹر۔ مینیجر۔ کاتب اور مجھ پر ہتک عزت کی نالش داغ دی۔ اس مقدمہ سے پیشتر میرے اور مالک اخبار کے درمیان ایک مضمون کی اشاعت پر جھگڑا ہو گیا تھا جس میں نے اخبار کی اڈیٹری چھوڑ دی تھی۔ جب اس مقدمہ میں فریقین کے مابین صُلح ہو گئی۔ تو تین دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو لاہور چلا آیا۔ لاہور میں آکر کچھ دن میں نے لالہ دینا ناتھ جی کے اخبار "ہندوستان" اور کچھ دن "پیسہ اخبار" میں بطور سب اسسٹنٹ اڈیٹر کام کیا۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں میں نے اخبار "شکاری" کا اڈیٹر بنکر آزادی سے اپنے خیالات ظاہر کئے +

## شاعری و مضمون نگاری

یوں تو شاعری کا مجھے بچپن سے شوق تھا۔ کیونکہ میں چھوٹی سی عمر میں سکول میں دھارمک و اخلاقی بھجن گایا کرتا تھا۔ لیکن شاعری میں کمال حاصل کرنے کا خیال مجھے سنہ ۱۹۰۴ء میں آیا۔ چنانچہ میں نے سنہ ۱۹۰۵ء میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



نامور ناظم و ناثر منشی دوارکا پرشاد صاحب آفق لکھنوی کی جوان دنوں لاہور میں سکونت رکھتے تھے۔ شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ ان سے اصلاح لینے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے سے مجھے لاتعداد علمی فیض پہنچے۔ آہستہ آہستہ مجھے مضمون نگاری اور شعر گوئی میں یہ رتبہ حاصل ہوگیا۔ کہ زمانہ اور ادیب جیسے نامور ادبی رسالے میرے مضامین نظم و نثر کو شوق سے اپنے اوراق میں جگہ دینے لگے آج تو پنجاب و صوبجات متحدہ کا شاید ہی کوئی اخبار ایسا ہوگا جس میں میرا کلام یا اسکی تعریف نہ چھپی ہو۔ اسوقت تک میں قریباً ۲۵ عدد ملکی۔ قومی۔ تاریخی۔ اور علمی کتب تصنیف و تالیف کر چکا ہوں جن پر ملک کے نامور اخباروں اور رسالوں نے نہایت عمدہ ریویو لکھے ہیں جن میں سے "کلام فلک" "پیام فلک" اور "مہابھارت" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جن کے کئی اڈیشن اس وقت چھپکر فروخت ہو چکے ہیں +

**پبلک زندگی** ۱۹۰۷ء کے شروع ہوتے ہی پنجاب میں کہرام مچ گیا۔ گورنمنٹ آف پنجاب نے دو تین ایسی کارروائیاں کیں جن سے پنجاب کے امن و امان کے خرمن میں بےچینی و بے اطمینانی کے شعلے بھڑک اٹھے۔ لائل پور کے زمیندار اور ان کے متعلقین جو فوجوں میں ملازم تھے۔ ایکٹ نو آبادیہائے کی سختیوں سے بپھر گئے۔ راولپنڈی میں ایذادئی مالگذاری نے وہاں کے جاٹوں کو برانگیختہ کر دیا۔ فیروزپور اور اس کے گرد و نواح کے علاقہ میں آبیانہ کے ڈیوڑھے دوگنے ہو جانے کے سبب کاشت پیشہ لوگوں میں ہل چل مچ گئی۔ لاہور میں پنجابی کے مقدمہ نے تعلیمیافتہ جماعت میں آگ لگا دی مسٹر گوکھلے نے دورہ لگا کر پنجاب میں قومی خیالات کا دریا بہا دیا۔ سردار اجیت سنگھ کو سالیکر میں اور دیگر کئی ایک نوجوانوں نے تمام کارروائیوں کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے "انجمن محبانِ وطن" قائم کی۔ پنجاب بھر میں دورہ لگا کر ایسی حالت پیدا کر دی۔ کہ گورنمنٹ کو مجوزہ ایکٹ نو آبادیہائے کو ملتوی اور مالگزاری و آبیانہ کی ایذادی کو منسوخ کرنا پڑا۔ گو اس کے ساتھ ہی گورنمنٹ نے لالہ لاجپت رائے جی و سردار اجیت سنگھ جی کو ہندوستان سے جلاوطن کر دیا۔ "انجمن محبانِ وطن" کے ممبروں پر بلوہ کا مقدمہ دائر کیا۔ چونکہ میں بھی اپنا کام دھندہ چھوڑ کر سردار صاحب کے ساتھ مل کر جگہ بہ جگہ لیکچر دیتا اور نظمیں پڑھتا پھرتا تھا۔ اسواسطے پولیس نے مجھ پر بھی بلوہ کا جھوٹا مقدمہ بنایا۔ پہلی عدالت نے مجھے ۹ ماہ قید سخت کی سزا دی لیکن چیف کورٹ نے میرے خلاف شہادت دینے والے گواہوں کو جھوٹا قرار دیکر مجھے عزت کے ساتھ بری کر دیا۔ اتنے میں سردار صاحب اور لالہ صاحب نومبر ۱۹۰۷ء کو جلاوطنی سے واپس آ گئے۔ دسمبر میں میں سردار صاحب کے ساتھ سورت کانگرس میں شریک ہوا۔ جہاں مجھے پنڈت بال گنگا دھر تلک جابوا بندھو گھوش۔ مسٹر رابنجے اور دیگر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام نامور محبانِ وطن و لیڈرانِ ہند کے دیدار و صحبت سے آثار نصیب ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۸ء و سنہ ۱۹۰۹ء میں میں نے متعدد قومی و ملکی جلسوں میں حصہ لیا۔ اور اپنی نظمیں پڑھکر سنائیں۔ ۵۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء کو گورنمنٹ آف پنجاب نے مجھ پر بغاوت کے آٹھ مقدمے بنائے۔ تین مقدموں میں مجھے سپیشل مجسٹریٹ ہرکشن نے بری کیا۔ اور پانچ میں ۳ سال آٹھ ماہ قید سخت اور پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ میں نے جیل سے خود اگر چیف کورٹ میں اپیل کی۔ مسٹر آلوز صاحب جج نے تین روز تک یعنی ۴۔ ۵۔ ۶۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو بڑے غور اور تحمل سے میرا ڈیفنس سنا۔ وہ میری صفائی کی تقریر سے ایسے متاثر ہوئے۔ کہ انہوں نے تحت مجسٹریٹ کے فیصلہ کو نہایت سخت قرار دیکر میری سزا اسقدر کم کردی۔ کہ ۱۹۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو ان کا فیصلہ جیل میں پہنچتے ہی مجھے رہا کر دیا گیا +

## نظارہ

سنہ ۱۹۱۶ء کی مایوس کن حالت میں میں نے اپنا ماہواری رسالہ "نظارہ" جاری کرنے کی ہمت کی۔ رسالہ جاری کرنے کا خیال میرے لئے کوئی نیا نہ تھا۔ بلکہ عرصہ دراز سے یہ خیال میرے دل میں موجزن تھا۔ سب سے پہلے رسالہ نکالنے کا خیال مجھے سنہ ۱۹۰۴ء میں آیا تھا جبکہ میں نے "اُمید" کے پیارے نام سے اشتہار دیا۔ اُسوقت میرے دل میں بڑی بڑی اُمنگیں تھیں لیکن گھر کے ایک خاص واقعہ نے میری تمام اُمیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور رسالہ جاری نہ ہوسکا +

اُس کے بعد سنہ ۱۹۰۵ء میں میں نے ایک شخص کے ساتھ مل کر "خبردار" نامی روزانہ رسالہ جاری کرنے کی تجویز کی۔ جسکا اشتہار بڑے زور شور سے اخبار "ہندوستان" اور "وطن" میں دیا گیا۔ لالہ دینا ناتھ جی اڈیٹر اخبار "ہندوستان" اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب اڈیٹر اخبار "وطن" نے ہماری اس اولوالعزمی کو بڑے تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھا۔ میں اُن کے اس تعجب و حیرت پر ہنستا تھا۔ کیونکہ میرے کانوں میں نپولین کا وہ فقرہ گونج رہا تھا۔ کہ "دُنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ لفظ ناممکن" فقط بیوقوفوں کی ڈکشنری (لغت) میں پایا جاتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے دونوں اڈیٹری کے متعلق اختلاف ہوگیا جس کے بعد رسالہ "خبردار" تو گیا۔ اُسکی خبر تک نہ لگا کہ کونسے کونہ میں پہنچی +

اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء میں پھر رسالہ نکالنے کا شوق دامنگیر ہوا۔ "بھیشم" نام رکھا۔ اشتہار دیدیئے کاپیاں لکھوالیں۔ پہلا پرچہ مکمل کرکے پریس میں چھپنے کی غرض سے دینے ہی چلا تھا۔ کہ لاٹ صاحب پنجاب کے حکم سے چند پولیٹکل کتب کی اشاعت کی بناء پر مجھے گرفتار کرکے دُنیا کے اُس عجیب و غریب مقام میں پہنچا دیا گیا۔ جسے پنجابی اصطلاح میں بڑا گھر (عام طور پر جیلخانہ کہا جاتا ہے +

نومبر سنہ ۱۹۱۳ء میں پھر رسالہ جاری کرنے کی دُھن سمائی۔ "بھارت درشن" کے مبارک و مقدس نام سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اعلان کیا گیا۔ قریباً قریباً پنجاب کے سب ہندو مسلمان اخباروں نے اس تجویز کو پسند فرمایا۔ متعدد ان اصحاب نے دھڑا دھڑ خریداری کی فرمائشیں بھیجیں۔ مگر اس دفعہ پریس ایکٹ کے سبب ضمانت کا خدشہ تھا۔ اس واسطے رسالہ ڈکلریشن داخل کئے بغیر نکالنے کا ارادہ تھا۔ چند اصحاب کی فہمائش کے باوجود بھی میں کسی خبر یا خبروں پر نکتہ چینی درج کرنیوالے رسالہ سے ڈکلریشن کے مطالبہ کے جواز یا عدم جواز کی آزمائش کے لئے مصر تھا۔ اور ایک ذی ہمت مطبع کا مالک بھی میرا ساتھ دینے پر آمادہ تھا۔ کہ دہلی کے خوفناک مقدمہ سازش کمیتعلق گرفتاریاں شروع ہوگئیں۔ اس تشویشناک حالت میں میں نے اور میرے مہربان مالک مطبع نے اس نئی آزمائش سے حکام کی تشویش میں اضافہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اس طرح رسالہ کی یہ چوتھی تجویز بھی عملی صورت نہ پکڑ سکی۔

آخر ۱۹۱۵ء کا مبارک نمبر آیا جبکہ رسالہ نکالنے کی آرزو نے پھر ایک دفعہ میرے دل میں گدگدی کی۔ دوڑا دوڑا اپنے مہربان ذی ہمت کشادہ دل دوست پنڈت آتمارام صاحب مالک مطبع "سیوک سٹیم پریس لاہور" کے پاس گیا جنہوں نے میرے ساتھ چلکر عدالت میں **نظارہ** کا ڈکلریشن داخل کر دیا جسپر بہت جلد منظوری کی مہر لگا دی گئی۔

گو "نظارہ" کا ظہور ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ اخبارات اور رسالہ جات کی اشاعت پریس ایکٹ اور جنگ کی مشکلات کے سبب کم ہو رہی تھی لیکن میں نے اپنی ہمت و احتیاط، چمک کی قدردانی اور خدا کی مہربانی پر جو عدالت کے کمروں اور حوالجانہ کی سنگین کوٹھڑیوں تک میں میرے شامل حال رہی ہے بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے آپکو اس نئی آزمائش میں ڈالا۔

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق
باشد بقدر ہمت تو اقتدار تو

۵ جنوری ۱۹۱۶ء کو میں نے بڑی شاندار امیدوں کے ساتھ **نظارہ** کا پہلا نمبر شائع کیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ علم دوست اصحاب اور وطن پرست احباب میری اس ولولہ انگیزی کی کمال قدر کرینگے۔ اور مجھے علم و وطن کی خدمت کیساتھ اپنی گزر اوقات کی طرف سے بھی تسلی مل جائیگی۔ لیکن افسوس کہ یہ تمام اُمیدیں دل کی دل ہی میں رہیں۔ وہ خوشگوار خواب جو میں نے ۵ جنوری کو دیکھا تھا ۵ دسمبر ۱۹۱۶ء تک ایک خواب ہی ثابت ہوا۔ کیونکہ حساب کرنیپر معلوم ہوا۔ کہ **نظارہ** نے بمشکل تمام اپنا خرچ ہی نکالا ہے۔ دوسرے الفاظ میں سال بھر جسقدر دماغ سوزی اور سر دردی کی گئی۔ اسکا مجھ غریب کو ایک پیسہ بھی معاوضہ نہ ملا۔ ہاں "انتخاب الجواب" "پیسہ اخبار" "دیش" "پنچ" "ہمالہ" "شانتی" "بلٹیین" اور ملک کے دیگر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



نامور اخباروں کے مالک اڈیٹر ضرور فائدہ میں رہے جنہوں نے نظارہ کے اکثر مضامین نظم و نثر اپنے کالموں میں درج کر کے اپنے ناظرین کی خوشنودی حاصل کی۔

نظارہ نے اپنی قلیل زندگی میں اپنے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے کیا کیا سامان مہیا کئے۔ کیسے کیسے مضامین بہم پہنچائے۔ کیسی کیسی نظمیں کہانیاں۔ سوانحعمریاں۔ معلومات اور ہدایات شائع کیں اسکی نسبت مجھے اپنے قلم سے لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ان ہا رہ میں لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ کوئٹہ۔ بلوچستان۔ کلاچی۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ آگرہ۔ میرٹھ۔ متھرا۔ مراد آباد۔ حیدرآباد۔ برار۔ الہ آباد۔ کلکتہ وغیرہ مقامات کے معزز ہندو و مسلمان۔ سکھ۔ دیو سماجی وغیرہ تمام فرقوں کے ملکی و مذہبی اخباروں اور علمدوست اصحاب نے جن زوردار الفاظ میں اسکی داد دی تھی وہ میری اور خود پبلک کی تسلی کے لئے کافی ہے۔ پبلک نے "نظارہ" کے مضامین نظم و نثر کو کمال قدردانی کی نگاہوں سے تو دیکھا لیکن وہ قدردانی زیادہ تر نگاہوں اور زبانوں تک ہی محدود رہی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اسکا عملی ثبوت بہت کم دیا گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ میں مالی نفع کے لحاظ سے بالکل کورا رہا۔ باقی رہی خالی داد اور سوکھی شہرت اس کو کوئی اہل سرمہر عالم میں نیچے بچھائے یا اوپر اوڑھے یا پیٹ کا اینڈھن بنائے۔

ایسے حسرت و یاس کیوقت جو کسی انسان کی حالت ہو سکتی ہے وہ میری بھی ہوئی۔ کیونکہ میں انسان ہوں۔ فرشتہ نہیں ہوں۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ کہ آیا نظارہ کو آیندہ سال کے لئے جاری رکھوں یا بند کر دوں۔ چنانچہ ۵ دسمبر ۱۹۱۶ء سے لیکر ۵ جنوری ۱۹۱۷ء تک میں عجیب ادھیڑبن میں مبتلا رہا۔ اس کشمکش کے دوران میں "نظارہ" قریبا بہ پر مرا۔ اور زندہ ہوا۔

اس تنگ و تاریک زمانہ میں جبکہ "نظارہ" اپنی سیاسی موت اور زندگی کی منزلیں طے کر رہا تھا نظارہ کے چند ایک خریداروں کی طرف سے ایسی مفہوم کی چٹھیاں موصول ہوئیں۔ کہ کیوں پیارے نظارہ کا جنوری نمبر سال بھر کے لئے ہمارے نام وی۔ پی نہیں بھیجا گیا۔ ضرور کہیں "نظارہ" کو بند کر کے ہمیں ایک بینظیر علمی و دلی ضیافت سے محروم نہ کر دینا۔ ہائے آپ کو پچھلے سال ایک پیسہ کا بھی مالی فائدہ نہیں ہوا۔ مگر ہمکو بہت کچھ فائدہ پر اپ ہوا ہے۔

ان چٹھیوں نے "نظارہ" کے متعلق کسی فیصلہ پر پہنچنے میں میرے لئے وہی کام کیا۔ جو روشنی کے مینار کی شعاعیں کسی گمراہ جہاز کے کپتان کیلئے راستہ دریافت کرنے میں مددگار ہو کر کیا کرتی ہیں۔ اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ کم از کم ۵ دسمبر ۱۹۱۸ء تک اپنے اہل وطن کی علمی اور ملکی خدمت کو ضرور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


جاری رکھونگا۔ خواہ ایسا کرنے میں مجھے کچھ اپنی گرہ سے بھی کیوں نہ دینا پڑے۔

کاغذ کی بیحد گرانی کا مقابلہ کرنے کے لئے دوسرے سال میں میں نے نظارہ کی ضخامت میں مناسب کمی کردی۔ مضامین کے لحاظ سے "نظارہ" کی سابقہ علمی۔ سیاسی۔ اور قومی شان و خصوصیت کو قائم رکھتے ہوئے میں اپنا فرض نہایت جوش سرگرمی اور ایمانداری کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن افسوس ہے کہ میں اپنی اس کوشش کو انجام تک پہنچا سکا۔ کیونکہ میں ۲ اپریل ۱۹۱۷ء کو گرفتار ہوکر حبلیخانہ میں جا پڑا۔ جہاں سے قانوناً اور مجبوراً میں اس فرض کی ادائیگی کرنے قابل تھا

## نگرانی اور آخری مقدمہ

۱۹۰۷ء میں پنجاب کی پولیٹیکل ہل چل میں عملی حصہ لینے اور ایکٹ نوآبادیہائے پنجاب و ایذادہی مالگزاری و آبیانہ کے خلاف پُرزور صدا بلند کرنیکے معاوضہ میں پنجاب کے محکمہ خفیہ پولیس نے میرا نام پنجاب کے امور مشتبہ۔ پولیٹیکل شورش پسند کی فہرست میں لکھ لیا تھا جسکی وجہ سے مجھے کمال تکالیف مصائب کا شکار ہونا پڑا۔ لاہور سے یا لاہور سے باہر جہاں کہیں بھی میں ہوتا میری کڑی نگرانی کی جاتی۔ اس نگرانی سے مجھے جو روحانی صدمہ محسوس ہوتا۔ اسکو میں پورے نو سال تک بڑے صبر و اطمینان سے برداشت کرتا رہا۔

جولائی ۱۹۱۰ء میں جب میں مسٹر رائیوز دھا صاحب جج چیفکورٹ پنجاب کے فیصلہ کے مطابق جیل سے نجات حاصل کرکے آیا۔ تو مجھے ڈپٹی کمشنر (لاہور) مسٹر بٹلر نے بلا کر کہا۔ کہ اگر تم گورنمنٹ کو ناجائز طور پر بدنام یا ٹنگ کروگے۔ تو تمہیں آئندہ کبھی کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائیگی۔ اور مناسب وقت آنے پر تمہاری نگرانی بھی منسوخ کردی جائیگی۔"

میں نے ہمیشہ بٹلر صاحب کی اس ہدایات پر عمل کیا۔ اور اپنی کسی تحریر یا تقریر میں گورنمنٹ کو ناجائز طور پر بدنام کرنیکی کوشش نہ کی۔ بلکہ زندگی امن و امان سے اپنی زندگی کے دن کاٹتا ہوا اس مناسب و مبارک وقت کا منتظر رہا جسکی آمد پر میری نگرانی کی منسوخی کا حکم جاری کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔

اس عرصہ میں میں ملک و قوم کی خدمت میں برابر مصروف رہا۔ اور تحریر و تقریر کے ذریعہ دیش اور جاتی کی جس قدر سیوا مجھ سے ہوسکتی تھی۔ اسکے کرنے سے میں نے کبھی دریغ نہ کیا۔ اور کرتا بھی کس طرح جبکہ میں دیش بھگتی کو اپنا دھرم اور قوم کی خدمت کو اپنا فرض مقدم سمجھتا ہوں۔ دنیا کی کوئی زبردست سے زبردست طاقت حتی کہ موت بھی میرے آب و گل سے اس پاک مقدس جذبہ کو زائل نہیں کر سکتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



وطن اور قوم کی اُلفت نہ میرے دِل سے نکلیگی
یہ وُہ تاثیر ہے مر کر نہ میری گِل سے نکلیگی

فروری ۱۹۱۴ء میں جب مَیں آئے دِن کی پولیٹیکل تلاشیوں سے تنگ آگیا۔ تو مَیں نے اخبار "دیش" میں ایک بردست شکایتی چٹھی لکھکر گورنمنٹ پنجاب اور ذمہ وار پولیس افسروں کو سمجھایا کہ وُہ مہربانی فرماکر آیندہ مجھے ناجائز و بے محل تلاشیوں سے پریشان نہ کریں۔ اور مجھے ایک عمدہ دست شہری اور امن پسند دیش بھگت کی زندگی بسر کرنے دیں۔ جو میری عین خواہش ہے۔

یہی بات میں نے اُسوقت کے ڈپٹی کمشنر صاحب جناب ایچ۔ پی۔ ٹالنٹن سے خود مِل کر کہی۔ جنہوں نے کمال مہربانی سے اس امر کی طرف گورنمنٹ پنجاب کی توجہ دلانیکا وعدہ فرمایا۔

اُن دِنوں مَیں نے اپنی پبلک زندگی میں اپنے آپ کو ایک امن پسند اور وفادار دیش سیوک ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا۔ مَیں نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے گورنمنٹ پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں کردی۔ کہ جہاں مَیں اپنے مُلک و قوم کا ایک لیڈر اور سچا خیر خواہ و خدمت گار ہُوں۔ وہاں گورنمنٹ کے اچھے کاموں کا بھی تہہ دِل سے معترف ہُوں۔

یہی وجہ تھی کہ پنجاب کے حاکم اعلیٰ کے ایما سے میرا نام پنجاب کے نامور شتبہ پولیٹیکل شورش پسندوں کی فہرست سے کاٹ دیا گیا۔ جہاں میری اس سبکدوشی پر پبلک نے خوشی کا اظہار کیا۔ وہاں لاہور کے بعض تنگدل ادنیٰ پولیس افسروں کے گھر میں ماتم بپا ہوگیا۔ انہوں نے میرے خلاف زہر اگلنے اور جھوٹی سچی رپورٹیں دینے کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ چنانچہ جب مَیں ہوم رول کارپوریشن پاس کرنیوالی لکھنؤ کانگریس دیکھ کر لاہور میں واپس آیا۔ تو اس موقعہ کو چند دُشمنِ مُلک حکومت مخبروں نے میرے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے نہایت موزوں و مناسب موقعہ سمجھکر اپنے افسر اعلیٰ کو اس مطلب کی رپورٹیں دینی شروع کیں۔ کہ لال چند فلک کانگریس سے مسٹر تلک کی خاص ہدایات لیکر آیا ہے۔ وُہ خود مسٹر تلک کی ہوم رول لیگ کا ممبر بن آیا ہے۔ اُسکا نمبر ممبری فلاں ہے۔ اُس نے لاہور میں مسٹر تلک کی ہوم رول لیگ کی شاخ کھولدی ہے۔ وُہ عنقریب تمام پنجاب میں مزید شاخیں قائم کرکے ہوم رول کی تحریک کو ترقی دیگا۔ وُہ مسٹر تلک اور ہوم رول کے دیگر تحریک کنندوں کو بلائیگا۔ اور پنجاب میں ایک ہل چل ڈالدیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

میرا خیال نہیں نہیں یقین تھا۔ کہ گورنمنٹ ان رپورٹوں کو صحیح تسلیم کرنیسے پیشتر ان کی کافی سے زیادہ تصدیق کریگی جس سے خود بخود مخبروں کی قلعی کھل جائیگی۔ لیکن اُن کی خوش قسمتی سے بدیں حال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



لاہور میں اصلاحات بعد از جنگ کے متعلق ایک زبردست اور دلیرانہ جلسہ ہو گیا۔ اس جلسہ میں مزید پولیٹیکل جلسوں کے منعقد ہونے کی بھی اُمید دلائی گئی۔ پنجاب میں اس نئی پولیٹیکل جدوجہد کو دیکھ کر پولیٹیکل تحریک کے جانی دشمن سر مائیکل اوڈوائر اور اُسکی گورنمنٹ نے مذکورہ بالا رپورٹوں پر بھروسہ کر لیا اور پیش بندی کے طور پر پنجاب میں تلک مہاراج اور بابو بپن چندر پال کی آمد کی ممانعت کا حکم جاری کر دیا۔

لیکن ایسا فرمان جاری کرنے سے پیشتر اس امر پر غور نہ کیا گیا۔ کہ جس صوبہ کے قریباً ڈیڑھ درجن نامور لیکچراروں میں سے برڈلا ہال کے جلسہ میں ایک نے بھی ہوم رول کا ذکر کرتے ہوئے تلک مہاراج کا نام تک لینے کی جرأت نہ کی۔ وہ صوبہ تلک مہاراج کو ہوم رول پر لیکچر دینے کی دعوت کیونکر دے سکتا ہے۔

میں نے بھی ہندوستان کے سلیم الطبع دیش سیوکوں کی طرح اس امتناعی حکم کے خلاف آواز اُٹھائی۔ اور "پنجاب میں تلک مہاراج کی بندش کا حقیقی سبب" کے عنوان سے ایک نہایت زوردار مضمون لکھکر مخبروں کی کارستانی پر حیرت انگیز روشنی ڈالی۔ یہ مضمون ۵ مارچ ۱۹۱۷ء کے "نظارہ" میں نکلا اس کے شائع ہوتے ہی مخبروں اور اُن کی رپورٹوں کو اعلیٰ حکام کے آگے پیش کرنے والے ذمہ دار افسروں میں سخت تشویش پھیل گئی۔ اور اُنہوں نے اپنی جھوٹی رپورٹوں کی جوابدہی کی آزمائش میں پڑنے کی تکلیف سے بچنے کے لئے میرے خلاف جال پھیلانا شروع کیا۔

اُن وسیع اختیارات اور طاقتوں کے طفیل جو جور پر ورمیکائل اوڈوائر کے عہد میں پولیس اور سی۔ آئی۔ ڈی کو حاصل تھیں۔ اُن کا اپنے اس ظالمانہ مقصد میں کامیاب ہونا ایک معمولی سی بات تھی۔ سب سے پہلے اُنہوں نے لاہور کے چند نوجوانوں پر (جو گاہے گاہے قومی گیت گایا کرتے تھے) اپنے ڈورے ڈالے۔ اور اُن کو اپنے ایک ایجنٹ یعنی بھیڑیے کے میٹھے کے ذریعہ ۵ مارچ ۱۹۱۷ء کے روز شراب اور مانس کی دعوت دیکر چند قومی گیت سُنے۔ اور بوقت ۱۰ بجے اپریل کو دو پہر کو وہ بھی ڈیفنس ایکٹ کے ماتحت حراست میں لیکر نولکھا کے تھانہ کی حوالات میں بند کر دیا گیا۔ میرے مکان اور دوکان ہڑدی بڑی سختی کے ساتھ تلاشی لیگئی۔ لیکن کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہ ہوئی۔ نولکھے کی حوالات میں میرے والدین وغیرہ کسی کو بھی میرے ساتھ ملنے کی اجازت نہ دیگئی۔ میری گرفتاری کے وقت مجھے گرفتاری کی وجہ نہیں بتلائی گئی تھی۔ نہ ہی میرے وارنٹ پر کوئی وجہ لکھی ہوئی تھی۔ دوسرے الفاظ میں میں اُس وقت تک بالکل بے قصور تھا۔ اور مخبر سی۔ آئی۔ ڈی کو کوئی الزام لگانے کے ناقابل تھی۔ لیکن جنگ یورپ سے گھبرائے ہوئے انگریز حکام نے بیگناہوں کو حراست میں لینے کے جو اختیارات اُسے دے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



رکھے تھے۔ اُن کی بدولت پہلے اُسنے مجھے آزادی سے محروم کر کے آہنی پنجرے میں ڈالدیا۔ اور بعد میں میرے خلاف الزام گھڑنے اور شہادت فراہم کرنے کا کام شروع کیا۔ اس منحوس کام میں برائے نام کامیابی حاصل کرنے کے لئے سی۔ آئی۔ ڈی اور لوکل پولیس افسروں کو قریباً ۱/۳ اناہ ضائع کرنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنے لگائے ہوئے الزامات کے ثبوت میں اپنے سکھلائے پڑھائے ہوئے مخبر اور سلزموں کے علاوہ کوئی آزاد گواہ یا تحریری شہادت نہ پیش کر سکے۔

۱۳ مئی کو اپنا جال مکمل کر کے ۱۴ مئی کی صبح کو مجھے لاہور سنٹرل جیل میں بھیج دیا گیا جہاں مجھے پھانسی کی کوٹھڑی میں بند کیا گیا۔ اور تعزیرات ہند کی ۱۲۰ سے لیکر ۱۲۴ تک کی سخت ترین دفعات میرے نام کے خلاف لکھ دی گئیں۔ ۲۸ مئی کو میرے خلاف مقدمہ کی سماعت جیل کے اندر بیٹھنے والی کمیشن کے سامنے شروع ہوئی:۔

سرکاری وکیل پیٹ مین نے مقدمہ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ "گذشتہ مقدمات سازش سے اس مقدمہ کا کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ ان سے بالکل مختلف ہے۔ اس مقدمہ کو ان باغیانہ سرگرمیوں کی گونج کہا جا سکتا ہے۔ جو آجسے دس سال پیشتر پنجاب میں ظہور میں آئی تھیں۔ اسوقت مسٹر ہریسن کی عدالت میں باغیوں کے ایک گروہ پر مقدمہ کی سماعت ہوئی تھی جن میں سے دو ہردیال اور اجنا پرشاد مفرور ہو گئے۔ اور ابھی تک مفرور ہیں۔ دو اور اجیت سنگھ اور لاجپت رائے کو جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ ملزم نمبر ۱ (یعنی لال چند فلک) ہردیال اور اجنا پرشاد کا مداح تھا۔ اور لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کا دوست۔ جس کے ثبوت میں ہم اسکی تصنیف کردہ کتاب "خیالات لاجپت" پیش کرتے ہیں۔ جس کا دیباچہ مفرور باغی ہردیال کا لکھا ہوا ہے۔ شاعروں نے دنیا کے سیاسی انقلابات میں بڑا حصہ لیا ہے۔ لال چند فلک بھی پنجاب کلاسیک مورلیسٹ شاعر ہے۔ اس نے ۱۹۰۷ء میں بھارت ماتا کے جلوس میں بڑی بڑی سخت پولیٹکل نظمیں پڑھی تھیں۔ اور سرکار کے خلاف بہت سی باغیانہ کتابیں چھاپی تھیں۔ جن کیلئے ۱۹۰۹ء میں اس پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اسکے بعد کچھ عرصہ تک اس کی روش گورنمنٹ کے متعلق بہت اچھی رہی۔ اور یہ ایک فادار شہری کی طرح زندگی بسر کرتا رہا۔ لیکن جب ۱۹۱۴ء میں غدر پارٹی کے لوگ ہندوستان میں واپس آئے۔ اور انہوں نے پنجاب میں باغیانہ لہر چلائی۔ تو لال چند کے بھی دبے ہوئے خیالات جوش میں آ گئے۔ اور اس نے بھی پھر ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۹ء کی طرح باغیانہ تحریک میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اور نوجوانوں کو بغاوت آمیز سازش کرنے باغیانہ گیت گانے اور ہتھیار وغیرہ جمع کر کے ایک بڑے جتھے کے ساتھ بادشاہ معظم کے خلاف جنگ کر کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسکی حکومت کا ہندوستان میں خاتمہ کر دینے کی تعلیم دینے لگا۔ اس نے کافی نوجوانوں کو اپنے گرد جمع کر لیا۔

جس طریقہ سے لالہ چند فلک اور اس کے ساتھی ملزم اپنی اغراض حاصل کرتے تھے۔ وہ بہت مکمل تھا۔ ملزم جن کارروائیوں کا خیال کرتے تھے۔ اگر ان کو زیادہ عرصہ تک بھی کیا جاتا۔ تو معمولی بات تھی۔ ان کی غرض یہ تھی۔ کہ اپنے دوستوں دانشمندوں اور عام لوگوں پر ایک خاص غرض کے لئے اثر ڈالا جائے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے راستہ تیار کیا جائے۔ مثال کے طور پر وہ اکثر ریوٹر کے تاروں کی سچائی میں شک ظاہر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ جرمن جنگ میں فتح حاصل کر رہے ہیں اور بہت جلد ہندوستان میں آ جائینگے۔ وہ ان معاملات پر نہ صرف تقریریں کرتے تھے۔ بلکہ ان پر گیت بناتے تھے۔ یہ گیت وہ بوڑ سنگھ کی دوکان پر لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ نیز ایک شخص گردھاری لعل کی ٹھیک میں یہ گیت سنائے جاتے تھے۔ گردھاری لال ایک ہارمونیم ٹیچر ہے جب وہ ٹھیک سے باہر ہوتا تھا تو اسکا بھائی پیارے لال ملزم ہارمونیم کو استعمال کیا کرتا تھا۔ بوڑ سنگھ بھی اس ہارمونیم کو استعمال کیا کرتا تھا۔ جو باغیانہ باتوں کے پرچار کے متعلق اہمیت میں دوسرے درجہ پر تھا۔ ان مقامات میں جو گیت گائے جاتے تھے۔ وہ لالہ چند فلک کے بنائے ہوئے تھے۔ پیارے لال نے بھی ایک گیت گایا تھا۔ جو اس مقدمہ میں بہت ضروری ہے۔ یہ گیت بہت قابل اعتراض ہوتے تھے۔ اور ان میں گورنمنٹ اور برٹش قوم کے خلاف سخت خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان میں بموں کا استعمال کرنے اور قتل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ غرض یہ تھی۔ کہ ان گیتوں کو اور بھی ہر جگہ سیکھا اور گایا جائے۔ پیارے لال یہ گیت سکھلایا کرتا تھا۔ غلام حسین یعنی ملزم نمبر ۴ ایک گویا ہے۔ اس کو ملزم نمبر ۱ یعنی لالہ چند فلک نے تعلیم دی تھی۔ ملزم نمبر ۵ یعنی گوردیال سنگھ کے خلاف بھی سخت الزام ہے۔ وہ مختلف مقامات پر سرکاری نمائشوں میں جایا کرتا تھا۔ اور دیسی ساخت کی چیزیں پیش کیا کرتا تھا۔ جو جرمنی اور آسٹریا کی چیزوں کی جگہ لینے کے لئے بنائی جاتی تھیں۔ یہ سازش کے بڑے بڑے پہلو تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ملزم ممنوعہ لٹریچر جمع کیا کرتے تھے۔ مثلاً اخبار غدر۔ وہ گوپی کی ایک کتاب ہے جو حاضرین کے سامنے چند حصے پڑھا کرتے تھے۔ یہ کتاب بھی کتاب کی شکل میں مرتب کئے گئے تھے۔ اور غدر کی گونج کے نام سے شائع کئے گئے تھے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ زیادہ اثر ڈالتے تھے جو شہادت پیش کی جائیگی۔ اس سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ ان کے پاس دستاویزیں تھیں۔ ایک سرکاری گواہ (ٹھاکر سنگھ) کے پاس سے پستول بھی برآمد ہوا تھا۔ جو پہلے پہل ملزم بوڑ سنگھ کو دیا گیا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


ملزموں کے آپس میں گہرے باغیانہ تعلقات تھے۔ وہ برابر ایک جگہ اکٹھے ہو کر سازش کرتے اور باغیانہ گیت گاتے تھے"۔

سرکاری وکیل کی افتتاحی تقریر کے بعد پولیس افسروں اور اُن کے طوطے کی طرح پڑھائے سکھائے مُعافی دار ملزموں یا سرکاری گواہوں کی شہادت قلمبند ہونی شروع ہوئی۔ جو فونوگراف کے ریکارڈ (توے) کی طرح بلا ہچکچاہٹ سکھلائے ہوئے سبق کو دہراتے جاتے تھے۔ اور اگر کوئی کمی رہ جاتی تھی تو سرکاری وکیل اپنے الفاظ۔ اشارے اور کنایہ سے اُن کی یادداشت پر زور ڈال کر پوری کرا لیتا تھا۔ خیر آٹھ دس روز تک یہ مضحکہ خیز عدالتی تماشہ جیل کے اندر ہوتا رہا۔ شہادتیں ہوئیں۔ بیان لئے گئے۔ استغاثہ اور صفائی کی تقریریں ہوئیں۔ اور ۱۱ جون ۱۹۱۷ء کو شام کے پانچ بجے کے قریب مجھے عُمر بھر کالے پانی میں رہنے کا ظالمانہ حکم سُنا دیا گیا +

**فیصلہ** انگریزی انصاف اور عدالت کے نام کی توہین کرنے والی نام نہاد عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ "یہ مقدمہ نوعیت کے لحاظ سے ان مقدماتِ سازش سے بالکل مختلف ہے۔ جو آغاز جنگ سے لیکر خاص کر شنروں کی عدالت میں سماعت ہوئے ہیں۔ سرکاری وکیل نے مقدمہ کا افتتاح کرتے ہوئے اس کو ان باغیانہ سرگرمیوں کی صدائے بازگشت بتایا تھا۔ جو دس سال پیشتر پنجاب میں ظہور پذیر ہوئیں۔ اگرچہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس سازش کا آغاز صرف ۱۴ ماہ سال سے ہوا ہے لیکن اس میں کچھ شک معلوم نہیں ہوتا۔ کہ لال چند اور اس کے ایک سے زیادہ دوستوں پر ہرنام سنگھ صوفی اجیت سنگھ اور اجیت سنگھ کا بہت اثر تھا۔ لال چند کو ۱۹۱۰ء میں قید کی سزا ہوئی تھی۔ اور بہت عرصہ تک پولیس کی نگرانی میں بھی رہا لیکن موجودہ سازش کا علم پولیس کو مارچ گذشتہ تک نہیں تھا۔

ہمارے خیال میں یہ بات کافی طور پر ثابت ہو گئی۔ کہ ۱۹۱۴ء کے شروع میں لال چند۔ پیارے لال اور بوڑ سنگھ پہلے بوڑ سنگھ کی دوکان میں جمع ہو کر کرتے تھے۔ اور بعد میں پیارے لال کی بیٹھک پر۔ نیز یہ کہ وہ آہستہ آہستہ باغیانہ گفتگو پر آجاتے تھے۔ اور آدمی بھی دوکان پر بوڑ سنگھ کی تصویروں اور فوٹوگرافوں کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ مگر یہ آدمی لال چند۔ پیارے لال اور بوڑ سنگھ کے خیالات سے ہمدردی رکھنے والے معلوم ہوتے تھے۔ تو ان کی موجودگی میں بھی باغیانہ گفتگو شروع ہو جاتی تھی۔ اسطرح سے لال چند اور اسکے دوستوں اور ہم خیالوں کی تعداد بڑھ کر کم از کم ۱۵ ہو گئی۔ ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان اشخاص کے باہم ملنے جلنے کا بہت سا امکان تھا۔ کیونکہ یہ سب ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



ہی قسم کے پیشوں سے تعلق رکھتے تھے یعنی موسیقی۔ ہارمونیم ساز ایکٹری۔ تصویر فروشی اور ڈرائنگ ماسٹری وغیرہ۔

اس عرصہ کے بعد اُنہوں نے خیال کیا۔ کہ ہمیں اپنے کام کا ترجمہ افعال میں کرنا چاہیئے۔ اُنہوں نے اس ذریعہ سے برٹش گورنمنٹ کو نکالنے کی غرض سے عملی کارروائیاں شروع کیں۔ اُنہوں نے خیال کیا۔ کہ ہماری تعداد میں اضافہ ہونا اور ہتھیار جمع کرنا ضروری ہے۔ تعداد میں اضافہ کرنیکے لئے اس پارٹی کے تمام ممبروں نے باغیانہ گیت یاد کر لئے۔ جو تقریروں کی نسبت زیادہ مؤثر خیال کئے گئے۔ ایک حد تک باغیانہ لٹریچر کی بھی اشاعت کیگئی۔ پارٹی کے ایک ممبر نے اپنے مقاصد کو ترقی دینے کے لئے درحقیقت ہتھیار جمع کئے۔ اور مزید ہتھیار جمع کرنیکے لئے اُنہوں نے کم از کم ایک دفعہ اور بھی کوشش کی اسلئے ہم سمجھتے ہیں۔ کہ تمام ملزم ایک ایسے جرم کے مرتکب ہیں جو زیر دفعہ ۱۲۱ الف قابلِ سزا ہے یہ سچ ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف جنگ کرنیکے متعلق اُنہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس بات کے لئے کوئی خاص طور پر انتظام کیا۔ تاہم ہمیں یقین ہو گیا ہے۔ کہ اس سازش کے ممبر گورنمنٹ کے خلاف جنگ کرنے کا محض فضول ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اس بات پر متفق تھے۔ کہ اپنی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور ہتھیار جمع کئے جائیں۔ یہ کارروائیاں ایسی تھیں جو ایک مناسب وقت پر ان کو گورنمنٹ کے خلاف بغیر امداد کے یا جرمنوں کی امداد پر جنگ کرنیکے قابل بنا سکتیں۔

ہمارا یہ بھی خیال ہے۔ کہ ملزم ان جرائم کے بھی مرتکب ہیں۔ جو زیر دفعہ ۱۲۴ الف قابلِ سزا ہیں لال چند فلک کے خلاف یہ بات بھی کافی طور پر ثابت ہو چکی ہے۔ کہ وہ کئی باغیانہ گیتوں کا مصنف ہے اور اس نے اپنی سازش کے تمام ممبروں سے اس بات کا اقرار لیا تھا۔ کہ وہ ان گیتوں کو گائیں۔ جن کا مقصد گورنمنٹ کے خلاف نفرت پھیلانا ہے۔ اسلئے وہ زیر دفعہ ۱۲۴ الف اور زیر دفعہ ۱۲۱ الف مجرم ہے۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک ملزم کی سزا پر کچھ بحث کی جائے۔ اس مقدمہ میں جو شہادت پیش کیگئی ہے۔ اس سے اس بات میں کچھ شک نہیں رہتا۔ کہ امیر چند اس سازش کا سب سے ممتاز ممبر تھا۔ اور وہ پہلا شخص تھا جس نے دوسروں کے دلوں کو زہر دینے کی کوشش کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سازش کی اغراض و مقاصد کے متعلق عملی طور پر تمام تجاویز وہی سوچا کرتا تھا۔ پہلے سے بیشتر وہ زیر دفعہ ۱۲۴ الف سزا پا چکا ہے۔ باوجود یکہ اسکے ساتھ اسوقت نرم سلوک کیا گیا۔ اس نے اپنی باغیانہ سرگرمیوں کو پہلے سے بھی زیادہ خوفناک طریقہ میں جاری رکھا۔ یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام نہیں۔ کہ آیا اسکے منصوبے گورنمنٹ کو پریشان کرنے میں کامیاب ہوتے یا نہ ہمیں اسمیں کچھ شک معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اسے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وُہ بڑی تیز رفتاری سے ایک سخت بغاوت کا مرکز بنتا گیا۔ اور اگر کام کرنے والے آدمی اس کے مطابق مل جاتے۔ تو اسکی پارٹی بڑی آسانی سے کوئی بلوہ بپا کر سکتی تھی۔ وُہ جس لائن پر کام کر رہے تھے۔ اسکا اغلباً وہی نتیجہ ہوتا۔ جو ایسی سازشوں کا ہُوا کرتا ہے یعنی وُہ اپنی پارٹی میں سے کسی آدمی کو یا کسی اور سادہ لوح کو کسی بڑے سرکاری افسر یا کسی بدنصیب پولیس افسر کو قتل کرنے کی کوشش کرنیکے لئے ترغیب دیتا۔ ہمارے سامنے اس بات کی شہادت موجود ہے۔ کہ اس گروہ نے عملی طور پر وائسرائے لاٹ صاحب اور ایک مشہور کپتان پولیس کو قتل کرنیکے معاملہ پر بحث کی۔ عالمگیر جنگ کے دوران میں گورنمنٹ کے خلاف جنگ کرنے کی سازش کرنا معمولی زمانہ امن میں اس قسم کی سازش کرنے کی نسبت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ خاصکر لال چند اس وجہ سے کسی نرمی کا مستحق نہیں۔ کہ وُہ لگاتار دھوکہ دینے والے طریقہ سے خود تو گورنمنٹ کی وفاداری کا اظہار کرتا رہا لیکن درحقیقت وُہ بغاوت کے لئے دُوسروں کی رہبری کر رہا تھا۔ مذکورہ بالا حالات کو مدنظر رکھکر ہم اسپر کسی قسم کا رحم کرنا فضول سمجھتے ہیں۔ اور اسکو عمر قید کالے پانی کی سزا دیتے ہیں"۔

## عُمر بھر کالے پانی کا حُکم سُننے کے بعد

عُمر بھر کالے پانی کی دِل ہلا دینے والی ظالمانہ سزا سُن کر اور اس کے دو تین ماہ بعد تک میرے دِلی دماغ کی کیا حالت رہی اسکا صحیح صحیح اندازہ لگانے کے لئے ناظرین میری مفصلہ ذیل چٹھی کو بلاحظہ فرمائیں جو مَیں نے اپنے ایک شفیق کے نام لاہور سنٹرل جیل سے ۳۰ اگست ۱۹۱۷ء کو بھیجی تھی:۔

"میرے پیارے ہمدرد۔

محبت نامہ ملا۔ پڑھکر کمال خوشی ہوئی۔ یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ جب جب مجھپر مصیبت بنتی ہے۔ تب تب میرے لئے پرماتما ایک فرشتہ میری ہمدردی اور میرے والدین کی تسلی کے لئے بھیج دیتا ہے۔ پچھلی مرتبہ پنڈت رامجھایا نے بڑی خیر خیریت کی تھی۔ اب کے ہمدرد آپ بھولا کہیں سے نمودار ہو گیا ہے۔ میں پرماتما پر نہار ہوں۔ قربان ہوں۔ تو مجھ گنہگار کا کیسے عجیب غریب طریقے سے مددگار ہوتا ہے۔ ہری کی دیا سے ہمدرد اس سہائی ہوئے ہیں۔ اُمید ہے کہ دیا اور کرپا واقعی لافنا اور باقی ثابت ہوگی۔ آپکی محبت واقعی حقیقی محبت ہے۔ سچی دوستی کی بُو آپکی تحریروں سے آتی ہے۔ میں عرصہ دراز سے ایسے دوست کی تلاش میں تھا۔ مگر افسوس اُسکا پتہ جب چلا جب میں بیکار ہو کر دُنیا کے ایک کونے میں آگیا۔ لیکن نہیں۔ جب ہری کی کرپا شامل حال ہو۔ جگد سہارتھی دعائیں اور پرارتھنائیں کرے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


رام پیاری فریاد کرے۔ تو بھگوان کیون دیا لو نہ ہونگے۔ وہ ضرور مجھ بیگناہ کو گج راج اور پرہلاد کی طرح اگر بچائینگے۔ سگریو اور بھبھیکن کی طرح میری رکھشا کرینگے۔ میری جلاوطنی کے حکم کو منسوخ فرما کر آزاد بنائینگے۔ کشل بہت گھر پہنچائینگے۔ اور آپکے ساتھ بقایا دن زندگی کے بھائیوں کی طرح بسر کرنیکا موقعہ دلائینگے۔

میں نے جس لعل کی تلاش میں کئی رنگے ہوئے چھوٹے پتھروں پر عزت و محبت کے پھول چڑھائے لیکن وہ لعل نہیں تھے۔ گرمی میں اُن کا رنگ قائم نہ رہ سکا۔ وہ فوراً پھیکے پڑ گئے۔ خیر لعل تو ہاتھ آیا لیکن بُرے وقت میں۔ اچھا بُرے وقت ایام مصیبت میں کسی مائی کے لال کا ملنا غنیمت ہے۔ ایشور آپ کو خوش رکھے۔ لیکن آپکا احسان عمر بھر نہ بھولونگی۔ زندان کی تاریک و تار کوٹھڑی میں تمہارا خیال بھی ماتا پتا اور بہنوں کے خیال کی مانند میرے لئے چاندنی کا کام دیتا ہے۔ اور میرے اندھیرے خانۂ دل میں اُجالا کر دیتا ہے اور اس مصیبت کے گھر کو روشن و منور بنا دیتا ہے جس کی بربادی کے لئے میں آپ اور دیگر عزیز و اقارب دست بدعا ہیں۔ ایشور اپنی دیا سے میرے اس نئے تاریک و تنگ گھر کو برباد کرے۔ اور مجھے میرے اصل گھر میں پہنچائے۔ جہاں میرے ماتا پتا چاند سورج کی طرح اپنی محبت کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ بہنیں اور بھانجے روشنی وغیرہ تاروں کی طرح چمک رہی ہیں۔ اور پیارا ہریداس دھرم دوستانہ کی طرح نمودار ہو کر لعل کی غیر حاضری کی کمی کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ لعل ہمیشہ تاریک کوٹھڑیوں میں ہی چمکا کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی لعل جوہری کی دوکان پر ہی اپنی قیمت پاتے ہیں۔ اُن کی جانچ پڑتال سورج کی روشنی میں روز روشن میں ہی ہو سکتی ہے۔ اور خریدار کی نظر بھی انہی دوکانوں پر جا کر اُن کی تلاش کرتی ہے۔ گویا لعل اس وقت دکھ کے سمندر کی تہ میں پنہاں ہے۔ اور مصیبت کی کان کے اندر دبا ہوا ہے۔ لیکن جہاں ہر یداس ساغوطہ خور اور لائق کان کن آگیا ہے۔ وہاں وہ لعل کو کیوں نہ اپنی انتھک کوشش اٹل بلکہ عرش اعظم تک پہنچا دینے والی دعاؤں سے کھوج نکالیگا۔ میرا پورن وشواس ہے۔ کہ اس بھوسلے ہریداس کی کوشش ضرور بار ور ہوگی۔ اور لعل ضرور اپنی جگہ سے نکل دنیا کی منڈی میں پھر سے آئیگا۔ اپنی مناسب قیمت پائیگا۔ اور اپنے غوطہ خور متلاشی رتنا پارکھی دیوی اور رتنا دیوان چندر دتی جوہریوں کو نہال کر دیگا۔

میں خوش ہوں۔ اور اس تاریک خانہ میں میرا غمزدہ دل اس خیال سے باغ باغ ہو گیا ہے کہ آخر میرے ماتا۔ پتا۔ بہنوں۔ بھانجوں۔ استری وغیرہ کے علاوہ دنیا میں ایک اور ہاں کا لال بھی ہے جو میرے لئے محبت اور غم کے ملے جلے آنسو بہاتا ہے۔ میرے درد سے درد محسوس کرتا ہے۔ اور میرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عزیزوں کیلئے اپنا قیمتی وقت دیتا اور میری مصیبت کے خاتمہ کے لئے دعا مانگتا ہے۔ خیر پیارے میں الفاظ میں اُس محبت اور جذبۂ عشق کو بیان نہیں کر سکتا۔ جو مجھے آپکی طرف بیطرح کھینچے ہوئے ہے۔ آپ خود ہی محسوس کر لیں۔ یا میں رہا ہو کر تمہیں الیشور کی دیا سے اسکا ثبوت خود ہی آکر دیدونگا اور ضرور دونگا۔ الیشور نے دو دل ملائے ہیں۔ دو محبت کرنیوالے پیدا کئے ہیں۔ تو اُن کو گلے ملانے کے سامان کیوں نہ کریگا۔ ضرور کریگا۔

آپنے پروگرام پوچھا تھا۔ حوالات کے تھانہ کے حالات آپکو معلوم ہیں۔ چونکہ میں اس پہلو سے بالکل بیگناہ ہوں۔ اسلئے میری گرفتاری پر میری حیرانی کی کوئی حد نہیں تھی۔ اُسوقت میرا دل واقعی اس خیال سے خودکشی کو چاہتا تھا۔ کہ ایسے راج میں جہاں بیگناہ و گنہگار کی تمیز نہیں کی جاتی زندہ رہکر کیا کرنا ہے۔ لیکن الیشور کی دیا پر کامل یقین تھا۔ اب بھی ہے۔ وطن اور ماتا پتا کی خدمت کرنے کی حسرت تھی۔ اسلئے زندہ رہا اور مقدمہ کے مصائب دیکھے۔ عدالت کا رویہ پہلے ہی سے میرے خلاف تھا۔ اسلئے عدالت کے خیال سے تو مایوسی تھی۔ مگر اپنی بیگناہی اور الیشور کی دیا سے پوری پوری اُمید تھی۔ لیکن افسوس کہ دونوں اُمیدیں فیصلہ کے روز خاک میں مل گئیں۔ بحث کے دن سب عدالت میں رو پڑے تھے۔ لیکن میں نے خوش ہو کر کہا تھا۔ کہ میرے ساتھ انصاف کیا جائے۔ فیصلہ سن کر میں نے بالکل افسوس نہ کیا۔ بلکہ پرینہ ایشور کا شکریہ ادا کیا۔ اور بڑی خوشی سے قیدیوں کے کپڑے پہنے۔ اسے الیشور کی مرضی سمجھکر میں بالکل نہیں گھبرایا۔ سزا بڑی سخت تھی۔ جیتے جی قبرستان میں آ پڑنیوالا معاملہ تھا۔ لیکن پاتما نے نہ معلوم کس طرح صبر و شکر کی سل اُٹھا کر چھاتی پر دھر دی۔ میں نے اُس روز الیشور سے خوب پرارتھنا کی۔ اور اُسکے گنگان باد گائے۔ پنجابی کا مصرعہ ع

مندا نہ جوں سہتئے رب کیڈا یاں کمساں وچہ راضی

اور ع راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

ع رنج اچھا ہے غم اچھا ہے ملال اچھا ہے

رکھے جس حال میں اللہ تو وہی حال اچھا ہے

وغیرہ اشعار زبان کا ورد رہے۔ دن باپ کی ملاقات پر قدرے افسوس ہوا۔ اور اُن کے رونے سے پہلے میرے بھی آنسو نکل گئے۔ بعد میں میں نے اُن کو تسلی دی۔ اور رام چندر جی مہاراجہ یودھشٹر کی مثالیں دیکر سمجھایا۔

دوسرے دن ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا ملاحظہ ہوا۔ مشقت یعنی کار اُسکے اختیار ہے اُسنے ۱۲۱ و

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


۱۲۴ دفعہ دیکھتے ہی فوراً دس سیر مونج کٹائی کی کا روزانہ لکھدی۔ ہم قلم چلانے والے اکھڑ آدمی بھلا مونج کہاں کوٹتے۔ ہم نے کہا کہ نہیں کوٹیں گے۔ چونکہ نو روز تک ہم نے بھی مونج نہ کوٹی پر نہ کوٹی ایک دو قیدیوں نے ازراہ ہمدردی سیر ٹھیک سیر کوٹ دی۔ وہی شام کو جاکر گودام میں دیدی۔ آخر ڈپٹی نے پیشی لکھی۔ بڑے سپرنٹنڈنٹ کے پیش ہوئے۔ انہوں نے سامنے جاتے اور میرا نام پڑھتے ہی بڑے انداز سے سر ہلایا اور کہا کہ "فلک"۔ میں نے کہا Yes۔ اسپر آپ نے فوراً ایک مہینہ کے لئے چکی پیسنے کی ظالمانہ سزا تجویز۔ حالانکہ ایک ماہ چکی بڑے بڑے بدمعاشوں کو اور خطرناک کام کرنیکے لئے دیجاتی ہے۔ اور کام کی پہلی پیشی یا تو معاف کردی جاتی ہے۔ یا ہم رات ہتھکڑی دیجاتی ہے لیکن ہمارے حال پر یہاں ان لوگوں کی خاص شفقت ہے۔ افسوس ہے کہ یہی لوگ جرمنوں کو قیدیوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے پر کوستے ہیں۔ میں تو پہلے سپرنٹنڈنٹ سے کہنے لگا تھا۔ کہ دو اگر سرائیڈورڈ گرے کو جو جیلخانہ میں مونج کٹائی کا کام دیا جاتا۔ تو انگریزی اخبار زمین آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ لیکن اب آپ خود ویسا وحشیانہ ظلم میرے ساتھ کر رہے ہیں۔ جو انگریزوں کے لئے باعث ندامت ہے۔" لیکن تازہ تازہ معاملہ ہونیکے سبب خاموش رہا۔ میں نے اسی وقت حسب ذیل شعر کہا ؎

فلک صاحب دونوں صاحبوں نے خاص شفقت کی
کٹائی مونج کی دی ایک نے اور اک نے چکی دی

اسکے بعد جب میں چکر میں آیا۔ تو مجھے سیاست خانہ (جہاں عام قیدی چکی پیستے ہیں) نہ بھیجا گیا بلکہ ۴ نمبر میں خاص میرے لئے چکی لگوائی گئی۔ اور علیحدہ چکی دیگئی۔ لوگوں کے ساتھ چکیوں میں نہ بھیجا گیا۔ ۴ نمبر بڑا سخت نمبر ہے۔ جہاں پہلے بڑے بڑے خوفناک بدمعاش قیدیوں کو رکھا جاتا تھا۔ لیکن جب غدر اور سازش کے مقدمے چلنے شروع ہوئے۔ تب سے سازشی اور پھانسی والے ملزم اسمیں بند رکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی جب سے گرفتار ہو کر جس میں آیا ہوں۔ اسی نمبر میں بند ہوں۔ اس جیل میں تین ہزار کے قریب قیدی ہیں۔ لیکن میں پھانسی والوں سے بھی زیادہ اہم اور خطرناک سمجھا جاتا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ کو ہر دم میری فکر رہتی ہے۔ عرصہ دراز تک میں پھانسی والی کوٹھڑی میں ہی بند رہا۔ اب کچھ دنوں سے وہاں سے خلاصی ملی ہے اور دوسری کوٹھڑیوں میں ہی بند ہوتا ہوں۔ مگر کوٹھڑی روز بدلتی رہتی ہے۔ آدم بر سر مطلب۔ ہاں میرے لئے خاص چکی ۴ نمبر میں تیار ہوئی۔ اور مجھے ۴ سیر دانے پیسنے کو ملے۔ میں چکی سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ میں نے فوراً دانے پیس کر رکھدیئے۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے مہربانی فرما کر میری صحت کے مطابق ۳ سیر سے ۹ سیر

पुस्तकालय
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


کر دیئے۔ خیر یہاں دن کو چکی پیس کر رات کو میں پھانسی پانیکے منتظر مجرموں میں جا بند ہوتا جیل میں دو بڑے بڑے Blocks یعنی احاطے ہیں۔ ۴ نمبر سرکل نمبر ۲ میں واقع ہے مونج کٹائی کے لئے سرکل نمبر ۲ میں جانا پڑتا تھا میں نے دونو سرکلوں کے متعلق ایک شعر کہا ہے ؎

فلک سے یکساں یہ دونوں سرکلو نہیں قہر و آفت ہے
مصیبت مونج کی ہے واں یہاں چکی کی زحمت ہے

میری چکی کے نزدیک مگر ۴ نمبر کے آہنی جنگلے کے پار غلہ گودام ہے۔ وہاں خراس لگا ہوا ہے جہاں بیلوں کی جگہ آدمی جوتے جاتے ہیں۔ اور حیوانوں کی طرح اُن کے چوتڑوں پر جوتے مارے جاتے ہیں۔ جوتوں کی تڑتڑ آواز مجھے اکثر حیران کرتی اور چونکا دیتی تھی۔ میں اپنے ان بدنصیب اہل وطن کی (گو وہ جرائم پیشہ لوگ ہی ہیں) اس درگتی پر اکثر رویا اور پرماتما سے پرارتھنا کی۔ کہ وہ اُن کو اخلاق بخشے۔ اور اس مصیبت سے چھڑائے۔ اس موقعہ پر بھی میں نے حسب ذیل طبع آزمائی کی ؎

لیا جاتا ہے انسانوں سے بھی کام بیلوں کا — مقام دل لگی زنداں نہیں اِک جائے عبرت ہے
یہ حیرتناک نظارے فلک نے دیکھکر پوچھا — یہ پھل کرموں کا ہے کہ ظلم ہے یا رب کی قدرت ہے

یہاں کے داروغہ جی ذرا شعر شاعری کے قدرشناس ہیں۔ اور خدا پرستی کے بھی دعویدار معلوم ہوتے ہیں۔ ایک دن میں نے اُن سے کہا ؎

تمہارے عہد میں صد حیف ہی پیسے فلک چکی
فلک کیا مالک ارض و فلک کو سخت حیرت ہے

داروغہ صاحب پہلے یہ شعر سن کر ہنس دیئے۔ پھر شرمندہ ہو کر آگے چل دیئے۔

ہاں میں آپ کو بتلا رہا تھا۔ کہ میں نے بڑے شوق سے چکی پیسی۔ لوگ چکی کے نام سے ڈر جاتے ہیں لیکن مجھے جب صاحب نے چکی دی۔ تو میں دل میں خوش ہوا۔ کیونکہ میں چکی کو کچھ چیز نہیں سمجھتا خیر چکی کا خاتمہ ہوا۔ چکی پیستے پیستے میں نے اپنی مختصر عبدالعزیز سزا کے متعلق حسب ذیل شعر کہا تھا ؎

وہ ملزم ہوں جسے قانون کی سنگین چکی نے
سمجھ کر خشک و نا بے تکلف پیس ڈالا ہے

انہی دنوں میں میں نے ایک اور شعر بھی کہا تھا ؎

پڑے ہیں پیسنے دانے فلک نازک خیالوں کو — کٹائی مونج کی سستی ہے پانی رت کے لالوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


یہاں کے داروغہ صاحب بظاہر ہر وقت خدا خدا کرتے ہیں ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں۔ میں نے اُن کی ماتحتی میں چکی پیسی۔ دانے رگڑے۔ اور اسی وجہ سے ایک شعر موزون کیا ؎

مجھ کو ہیں دانے دیئے اِک صاحب تسبیح نے
کس طرح پیسوں فلک اُنمیں خدا کا نام ہے

انہی دنوں میں ایک دن داروغہ صاحب میرے پاس سے گزرے۔ پوچھنے لگے فلک صاحب کیا حال ہے کیا آپ ہر طرح اچھے ہیں۔ میں نے فوراً ایک شعر موزون کیا۔ یہ دن رمضان مبارک کے تھے ؎

مبارک ماہ رمضاں میں تمہیں حق کی عبادت ہو
فلک بھی نام لے اُس کا اگر چکی سے فرصت ہو

وہ ہنسکر چلدیئے۔ جو دو تحفے تم کو بھیجے گئے تھے۔ اُن کے مصرعہ طرح اُنہوں نے ہی تبلائے تھے۔ کیونکہ اُن کے پاس شہر سے اشتہار آیا تھا جس میں مشاعرہ کا ذکر تھا۔ اُس طرح پر دو چار متفرق شعر بھی کہے تھے۔ جو حاضر خدمت ہیں ؎

تھام لینا آپ نداں کے در و دیوار کو — یاد میں کرنے لگا ہوں چشم دریا بار کو
مذہب و ملت پہ کر دی جان تک جس نے نثار — آفریں صد آفریں اُس مرد ہمت کار کو
لگ گیا ہے زنگ یا کہ کھا گیا ہے سر چاہ — یا الٰہی کیا ہوا ہے ہند کی تلوار کو

جب چکی ختم ہوئی میں نے پکا ارادہ کیا۔ کہ میں بموجب شوق سے کوٹونگا۔ اور مادر ہند کے لئے کسی سخت سے سخت کام اور تکلیف کا بھی خندہ پیشانی سے مقابلہ کر کے دکھلاؤنگا۔ کہ ماتا کو پریم کرتا ہوں۔ ہندوستان سے سچی محبت و عقیدت رکھتا ہوں۔ گو میں باغی نہیں سازشی نہیں۔ میں بے گناہ ہوں۔ مفت میں مارا گیا ہوں تاہم مجھ پر مصیبت پولیس اسی لئے لانے میں کامیاب ہوئی ہے۔ کہ میں ہندوستان کو پیار کرتا ہوں۔ اور اہل ہند کیلئے پولیٹیکل حقوق طلب کرتا ہوں۔ میں اپنے لئے کیلئے Anarchical ایکٹ قانون اسلحہ کو زہر قاتل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس سے ملک کی بہادر اور جنگی سپرٹ تباہ ہو رہی ہے اگر یہ نیحوس ایکٹ نہ ہوتا۔ تو موجودہ جنگ میں ہندوستان کم از کم تیس کروڑ سپاہی جرمنی کے مقابلے میں جا کھڑا کرتا۔ اور انگریز کیلئے بیحد مفید ثابت ہوتا۔ میں الشیور کی پالیسی اور انگریز کی فیاضی پر یقین رکھتا ہوں اُمید ہے کہ وہ مجھ پر اور میرے ملک کو پولیٹیکل حقوق ضرور دینگے۔ الشیور کرے کہ اُن کے دماغ و دل ان ہائی مشکلات و تکلیفات کو صحیح طور پر محسوس کرنے لگیں۔ ہاں میں نے پکا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ میں ہر شکل کام کرونگا۔ ان دنوں میری زبان پر میرے یہ نئے تصنیف شدہ اشعار چڑھے ہوئے تھے ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



خوش ہو کے مونج کوٹیں گے چکی چلائینگے — کولھو کنواں خراس خوشی سے پھرائینگے
زنداں کی کچی روٹیاں خوش ہو کے کھائینگے — اور ادبھنے چنے بھی خوشی سے چبائینگے
رنج و غم و الم میں بھی خوشیاں منائینگے — سختی تمام جھیلیں گے کڑیاں اٹھائینگے
درد و محن میں پھنس کے نہ گردن جھکائینگے — مونچھوں پہ تاؤ دینگے اکڑ بھی دکھائینگے
روئینگے بزدلی سے نہ آنسو بہائینگے — اس رنج و بے بسی میں ہمت دکھائینگے

خود سہہ کے ظلم ظلم کی ہستی مٹائیں گے
بھارت کے حال زار کو بہتر بنائیں گے

لیکن پرماتما کی قدرت دیکھو۔ کہ جب دل اس قدر مضبوط و توانا ہو کر مصائب اٹھانیکے لئے تیار ہوا تو پرماتما نے ایسی کرپا کی۔ کہ فوراً مجھے بیڑی لگ گئی۔ اور کام بالکل معاف ہو گیا۔ چنانچہ اب چکی کے بعد کوئی کام نہیں کیا۔ سارا دن یا کتاب پڑھتے ہیں۔ یا ایشور کا نام لیتے ہیں۔ یا آپ لوگوں کو یاد کرتے ہیں۔ اور خوش رہتے ہیں ؎

آفت کا اس طرح سے زمانہ گذر گیا — جھونکا ہوا کا جیسے ادھر سے ادھر گیا

میں نے ایک مرتبہ لکھا تھا۔ کہ میری فکر نہ کرنا۔ کیونکہ جہاں میں جاؤں گا میری تقدیر میرے ساتھ جائیگی چنانچہ میری تقدیر میرا ساتھ دے ہی رہی ہے۔ یہاں کے لوگ تہ دل سے میری عزت کرتے ہیں۔ گو وہ بعض باتوں کے لئے افسروں کے احکام کی تعمیل کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ یہاں نمبردار جمعدار بابو لوگ اور قیدی صاحبان سب مجھے یا تو فلک صاحب یا بابو جی کہکر پکارتے ہیں۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں۔ ماتا پتا کو سمجھا دیجئے۔ تاکید ہے۔ ہر وقت ایشور سے دست بدعا رہتا ہوں۔ میں نے ایشور کے بندوں کی تو خدمت دنیا میں بہت کی۔ لیکن خود ایشور کو بہت کم یاد کیا۔ اب تھا میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھے اپنا نام جپنے کا بھی موقعہ دیا۔ ہاں سچ ہے۔ کہ عام لوگ مندر مسجد میں دعا پڑھتے ہیں۔ میں یہاں پنجرے میں ہی نام جپ لیتا ہوں ؎

مندروں مسجدوں میں لوگ دعا کرتے ہیں — ہم تو پنجرے میں یاد خدا کرتے ہیں

مگر حقیقت کی بات یہ ہے۔ کہ دنیا میں لوگ سچے دل سے خدا کا نام نہیں لیتے۔ سچے دل سے خدا کا نام جیل کی کوٹھڑی میں عموماً اور ۳ نمبر کی پھانسی لین کی کوٹھڑیوں میں خصوصاً بڑی عقیدت اور سچائی کیساتھ لیا جاتا ہے۔ یہاں میں ایشور کی عبادت کا دن رات عجیب نظارہ دیکھتا ہوں۔ ایسی ایسی پرارتھنا مجرم لوگ کرتے ہیں۔ جن سے دل ہل جاتا ہے۔ حوالاتی بھی اسی سبزہ میں رہتے ہیں۔ میں اب عام طور پر حوالاتیوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


میں بند ہوتا ہوں جس عقیدت کے ساتھ یہ لوگ "پربھو توہی ہے۔ مالک توہی ہے" "ست گورو جا" "ست گورنام جہاز جیہڑا چڑھے سو اُترے پار" "جلد رَن لیئیں مالکا میری کوک سنیئے دھائی" "رام جی بخشو" "اللہ ہو" وغیرہ رقت بھرے الفاظ کہتے ہیں۔ اُن کو سُن کر ضرور عرشِ اعظم ہل جاتا ہوگا۔ اور اللہ کی ذات والا صفات ضرور جوشِ رحمت پر آتی ہوگی۔ غرضیکہ میرا اپنا خیال ہے۔ کہ واقعی خدا ہم انسان میں ہے۔ اُمید ہے کہ میں رہا ہو کر ایک سوکھ آرانظم "خدا کس جگہ ہے" کے عنوان سے لکھونگا جس کو پڑھکر دُنیا حیران ہو جائیگی۔

میں نے عدالت خاص کے کمشنروں کے ظالمانہ فیصلہ کے خلاف اپنی بیگناہی کا کچا چٹھا لکھکر لاٹ صاحب پنجاب کو بذریعہ رجسٹری سپیشل وارہ ۴ اگست کو شملہ روانہ کر دیا ہے۔ اُن کی طرف سے تو مایوسی ہی مایوسی ہے لیکن پرماتما کے دربار سے ہر طرح اور ہر وقت بھلائی کی اُمید ہے۔ آشا ہے کہ وہ ضرور مجھے آزاد بنا کر آپ لوگوں سے ملائیگا۔ وہ بڑا دیالو ہے۔ کپالو ہے۔ اُس کے دربار سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ ضرور دیا دکھلائیگا۔ اور ان خود غرض حاکموں کو ایکدن میرے ساتھ انصاف برتنے اور منصفانہ سلوک کرنیکے لئے آمادہ و مستعد کریگا۔ دُعا کیئے جائیے۔ یہ ضرور قبول ہوگی۔ ایشور آپکو سدا سلامت رکھے۔ اور قرار دوستی بخشے۔ میں آپ پر بہت خوش ہوں۔

آپکا۔ لال چند فلک

## عُمر بھر کالے پانی سے ۴۰ سال کالے پانی

میں نے اپنی بیگناہی کا کچا چٹھا (جو پنسل کے لکھے ہوئے ۴۲ صفحوں پر ختم ہوا تھا) انگریزی زبان میں تحریر کر کے ۱۸ جولائی ۱۹۱۸ء کو مدراس جیل کے حوالہ کیا۔ لیکن افسرانِ جیل کی غفلت کے سبب بمشکل ۲۰ اگست کو ٹائپ ہو کر اوڈوائر کے نام شملہ روانہ کیا گیا۔ لیکن اس بیگناہی کے چٹھے کے پہنچنے سے پیشتر ہی لاٹ صاحب نے میرے نام نہاد ساتھیوں کی درخواستوں پر غور کرتے ہوئے میری عُمر بھر کالے پانی کی سزا کو بھی کم کر کے ۴۰ سال کالے پانی میں تبدیل کر دیا۔ ۲۹-۱۰ اگست کو مجھے یہ خبر دارو غہ جیل نے سُنادی۔ مجھے اس تخفیف سزا پر ذرا بھی خوشی نہ ہوئی۔ کیونکہ میں ۴۰ سال کالے پانی اور ۴۰ سال کالے پانی میں کچھ فرق نہیں سمجھتا تھا۔ کیونکہ میرا خیال بلکہ یقین تھا۔ کہ تین سال کے اندر اندر میرا ملک اپنی پولیٹیکل جد و جہد کے طفیل فتری حکومت کے اقتدار و طاقت کو توڑ کر ہوم رول یا سوراج کی ابتدائی منزل طے کریگا۔ اور اس کے طے ہوتے ہی نئے دور کے آغاز پر مجھے دیگر پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ اسی طرح آزادی حاصل ہوگی جس طرح راجہ سبودھ چندر ملک۔ بابو کرشن کمار مترا۔ اور بابو پلن بہاری وغیرہ بنگال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



کے ۹ عدد نامور دیش بھگتوں کو فروری ۱۹۱۰ء کو مارلے منٹو کی اصلاح یافتہ کونسلوں کے افتتاحی اجلاس کے موقعہ پر آزادیاں نصیب ہوئی تھیں۔ اسی یقیں کی وجہ سے ایک روز جب مجھے مسٹر جیکب سپرنٹنڈنٹ جیل نے آکر کہا۔ کہ لاٹ صاحب نے تم پر بڑی مہربانی کی۔ کہ تمہاری سزا چھ سال کم کر دی ہے۔ تو میں نے چہرے پر شکن ڈال کر جواب دیا۔ کہ "ہاں صاحب بڑی مہربانی کی ہے۔ مجھ بے گناہ کے بیس سال چھین کر اس میں سے ۶ سال واپس کر دیئے ہیں۔ واقعی یہ بڑی مہربانی ہے۔ اگر قیصر جرمنی خاصبانہ طور پر بلجیم کا ۱/۴ حصہ اپنی سلطنت میں شامل کر لے اور باقی ۳/۴ حصہ البرٹ شاہ بلجیم کو واپس کر دے۔ تو آپ اسے بھی قیصر کی بڑی مہربانی سمجھیں گے۔ آپ مہربانی کر کے لاٹ صاحب کو لکھ دیجئے۔ کہ وہ اپنی اس مہربانی کو واپس لے لے۔ میرے نزدیک یہ کوئی مہربانی نہیں ہے۔"

جیکب صاحب میرے ان الفاظ کو سن کر ناک بھوں چڑھا کر چلے گئے۔ جن دنوں میں اپنی بیگناہی کا کچا چٹھا قلمبند کر رہا تھا۔ انہی دنوں میں نے ایک شکوہ آمیز غزل لکھی تھی۔ جس میں میں نے سرکار سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ ؎

میں نے دلیں دی جگہ تیرے پریم اور پیار کو — دا کیا تو نے در زندانِ تنگ و تار کو
میں نے تیرے ملک کے حق میں دعائے خیر کی — تو نے پر مجھ سے چھوڑایا ہے میرے گھر بار کو
میں نے کی امداد تیری تو نے ڈالا جیل میں — کون بتلائیگا اچھا تیرے ان اطوار کو
بے طرح پولیس کے دھوکے میں آکر بے سبب — کر دیا ہے قید اپنے محسن و غم خوار کو۔
مان کر بکواس کچھ لونڈوں کی مجھکو دی سزا — جانچ کر دیکھا نہ خود میری روش رفتار کو
بیگناہوں کو ستا کر کوئی سکھ پاتا نہیں — یہ حقیقت میں کہے دیتا ہوں خود سرکار کو
باغ بھارت میں چہکنے دے مجھے کچھ اور دن — بند پنجرے میں نہ کر مجھ مرغ خوش گفتار کو
بیگناہ و بے خطا ہوں چھوڑ دے ہمدرد کی — منصفی سے جانچ میرے پچھلے ہر کردار کو
ٹال دے میری بلا کو مجھکو پنجرے سے نکال — دیکھنے دے مجھ کو پھر جا کر گل و گلزار کو
میرے اُجڑے گھر کو پھر ہر سبز اور آباد کر — پھر ملا مجھ سے میرے ماتا پتا پروار کو
میری نیرا دو فغاں کی داد گر دے گا نہ تو — داستانِ غم سناؤں گا میں پھر کرتار کو
وہ دیا لو تیرے ہاتھوں سے بچائیگا مجھے — گراہ سے جس نے بچایا گج کی جانِ زار کو
پھوڑ کر کھمبے کو کی جس نے مدد پرہلاد کی — توڑ دے گا اب وہ زنداں کے در و دیوار کو
میرا وہ ایشور نکالیگا مجھے بھی جیل سے — دی رہائی جس نے اگر بے بس و لاچار کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قید بیڑی مُونج چکی کی نہیں پروا مجھے ۔ ہر دو یا پک ٹال دیگا میری ہر بیگار کو
بیس سالہ قید کٹنی ہے بہت مُشکل مگر ۔ سہل کر دیگا پر بھو اس منزلِ دُشوار کو
میری قیدِ غم کو آزادی بنا دیگا وہی ۔ تھا بنایا جس نے سالگرام زہری مار کو
توڑ ڈالا جس نے ظالم کنس کا راون کا سر ۔ توڑ دیگا وُہ ہی آکر ظُلم کی تلوار کو

آسرا ہے مجھ کو اُس پرماتما کا اے فلک
سہل کر دیتا ہے جو ہر سخت و مُشکل کار کو

---

## لاہور سنٹرل جیل میں ماتا سے بات چیت

جب میں آزاد تھا۔ اور اپنی حقیقی اور بزرگ ترین ماں مقدس بھارت ماتا کی خدمت میں محو و مست رہتا تھا۔ تو میری دُنیوی ماں شریمتی پاربتی دیوی مجھ سے کہا کرتی تھی۔ کہ بیٹا انگریزوں میں جہاں بہت سی برائیاں ہیں۔ وہاں اُن میں کئی ایک گُن بھی ہیں۔ وُہ اپنے ملک کے خیر خواہ ہیں۔ قوم پرور ہیں۔ اور نسبتاً ان پسند اور منصف مزاج واقع ہوئے ہیں۔ اگر تم اپنے ملک قوم کے حقوق کے مطالبہ میں سخت کلامی سے کام نہ لوگے۔ اپنی پولیٹیکل جدوجہد میں حکومت کے احترام کو ہاتھ سے نہ دوگے۔ اور حکمرانوں کے مظالم کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے اُن کے اچھے کاموں کے اعتراف سے مجتنب نہ رہوگے۔ تو انگریز کبھی تمہارے ساتھ سختی کا برتاؤ یا ناانصافی نہیں کرینگے۔" اپنی ماتا کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے میں نے جولائی ۱۹۱۰ء سے لیکر ۲۰ اپریل ۱۹۱۲ء تک اپنے لب و لہجہ میں نرمی اور اعتدال کو جگہ دیئے رکھی۔ اور انگریزوں کی خوبیوں کا بھی کافی سے زیادہ اعتراف کیا۔ جرمنی کے ساتھ انگلستان کی جنگ چھڑنے پر زبان و قلم سے گورنمنٹ کی بیحد خدمت کی لیکن جب اس تمام نرمی۔ ان پسندی۔ وفاداری اور عملی ہمدردی کے صلے میں ظالم اوڈوائر اور اس کے ماتحت انگریز حاکموں نے مجھے جھوٹے مقدمہ اور ظلم کی طرح سکھلائے پڑھائے ہوئے سرکاری گواہوں کے برابر جھوٹے اور لغو بیانات پر عُمر بھر کا لئے پانی بھیجے جانے کی ظالمانہ و وحشیانہ سزا دیدی۔ تو میں نے اپنی ماتا کو جبکہ وُہ مجھے لاہور سنٹرل جیل میں ملنے کے لئے روتی ہوئی آئی۔ نہایت طنز آمیز لہجہ میں کہا۔ کہ میری سادہ لوح اور بھولی بھالی ماتا دیکھی انگریزوں کی منصف مزاجی؟ اُنہوں نے تمہارے بیٹے کی نرم مزاجی، اعتدال پسندی، اور وفاداری کا کیسا عمدہ صلہ دیا ہے! افسوس تُو نے مجھے اپنے اُپدیش سے اعتدال پسند بنا کر بیس سالہ قید کی مُصیبت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


میں پھنسایا۔ ورنہ میں کوئی بہادرانہ کارنامہ دکھا کر سُور بہادر کشتریوں کی طرح خندہ پیشانی کے ساتھ پھانسی کے تختہ پر چڑھکر زندہ جاوید ہو جاتا۔ میری ایک مُٹھی میں موت تھی۔ اور دُوسری میں دائمی زندگی افسوس تُو نے مجھے دونوں میں سے ایک کو بھی نہ حاصل کرنے دیا۔ تیرا خیال غلط نکلا۔ میں بھی بھولا۔ انگریز اس سے بھی کہیں زیادہ ظالم نکلے جس قدر کہ میں پہلے سمجھتا تھا۔ تیری اُمیدوں کا خون ہو گیا! تیری مُرادوں کا باغ اُجڑ گیا! رنجور نہ ہو۔ ایشور سے پرارتھنا کر۔ تلک مہاراج اور مسز بیسنٹ کی ہوم رول کی تحریک کی خیر منا جس سے تیرا میرا اور سارے دیش کا بھلا ہو گا۔ اُٹھ اب کائروں اور بزدلوں کی طرح میرے سامنے میری کھوئی ہوئی زندگی اور چھینی ہوئی آزادی کا ماتم نہ منا آہیں نہ بھر! آنسو نہ بہا! جا میری آنکھوں کے آگے سے ہٹ جا۔ میں تجھے اس حالت میں زیادہ دیر تک نہیں دیکھ سکتا۔" ان الفاظ کے خاتمہ کیساتھ میرا صبر و تحمل بھی ختم ہو گیا۔ میری آنکھوں سے بھی ٹپ ٹپ آنسو ٹپکنے لگے۔ میں اسی حالت میں جی کڑا کر کے اُٹھا۔ اور اپنے نئے شاہی کُرتے کے آنچل سے اپنے آنسوؤں کو پونچھتا ہوا اپنی کال کوٹھڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔ ستمبر کے پہلے ہفتہ میں جب میری تاما میری ملاقات کو آئی۔ تو میں نے اُسے خوب اچھی طرح تسلی دی۔ اور ہوم رول کی تحریک کے مسئلہ کو نہایت خوبی کے ساتھ اُس کے ذہن نشین کر کے بتلایا۔ کہ "جنگ کے خاتمہ کے بعد جب کانگریس اور مسلم لیگ متحدہ خواہشات کو منظوری کا شرف حاصل ہو گا۔ تو ہم پولیٹیکل قیدیوں کے معاملہ پر ضرور دوبارہ غور کیا جائیگا۔ اور زیادہ سے زیادہ تین سال کے عرصہ میں میں بھی اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ آزاد ہو کر اپنے چرنوں میں پہنچ جاؤنگا۔ اسلئے ایشور کے دربار سے مایوس نہ ہو۔ اُسکی مہربانی پر کامل بھروسہ رکھ"

## منٹگمری سنٹرل جیل میں

۱۴ ستمبر ۱۹۱۸ء کو مجھے لاہور سنٹرل جیل سے منٹگمری سنٹرل جیل میں تبدیل کیا گیا منٹگمری میں بھی مجھے لاہور کیطرح چھ کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ بورڈ ڈاکٹر کے ملاحظہ کے بغیر ہی چکی پیسنے کی جشیانہ مشقت دیدی گئی۔ دُوسرے قیدیوں کو تو صبح کو ٹھڑیوں سے نکالا جاتا تھا۔ اور جب تک اُن کو مشقت نہیں ملتی تھی۔ تب تک باہر رہنے دیا جاتا تھا لیکن مجھے عین مشقت لینے کے وقت باہر نکالا جاتا۔ اور مشقت دیکر چھٹ پھر کوٹھڑی میں بند کر دیا جاتا تھا۔ دُوسرے قیدیوں کی کوٹھڑیوں کے تالے عام طور پر ایک بجے کے قریب کھول دیئے جاتے تھے۔ لیکن میری کوٹھڑی کا تالہ بدستور بند رہتا تھا میری کوٹھڑی فقط مشقت واپس دینے کے وقت کھولی جاتی۔ اور پھر چھٹ بند کر دی جاتی تھی۔ دُوسرے قیدی جب کوٹھڑیوں سے باہر نکلتے۔ تو خوب آزادی کے ساتھ آپس میں بات چیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے تھے خوش گپیاں اُڑاتے آپس میں محبت سے ملتے تھے۔ لیکن میرے ساتھ کسی کو بات کرنے کی اجازت تو کجا۔ میری کوٹھڑی کے نزدیک تک پھٹکنے کی بھی سخت ممانعت تھی۔ اکثر مجھے اشنان کرنے اور اپنے شاہی برتن (لوہے کی دو باٹیاں) ملنے یا دھونے کا بھی موقعہ نہ دیا جاتا تھا۔ میرے پیروں میں بیڑیاں تھیں۔ ایک پاؤں سخت زخمی تھا۔ ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے چھالے پڑ گئے تھے۔ میں نے سپرنٹنڈنٹ سے بیڑیاں اُتارنے اور چکی کی وحشیانہ مشقت بدلنے کے لئے سوال کرتے ہوئے کہا۔ کہ "میں قلیمیافتہ ہوں۔ صاحب قلم ہوں۔ پانچ زبانیں جانتا ہوں قلم کے کام کے سوا میں نے دُنیا میں کوئی کام نہیں کیا۔ میں کالے پانی کو بھیجے جانیوالا قیدی ہوں۔ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنا مجھ سے چکی پیسنے کی وحشیانہ مشقت لینا اور ہر وقت کوٹھڑی بند رکھنا نا قواعد جیل کے مطابق ہے۔ اور نہ ہی کسی مہذب گورنمنٹ یا اُس کے ماتحت افسر کے شایان شان ہے"۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے چہرے پر شکن ڈال کر جواب دیا۔ کہ "تم لاکھ قلیمیافتہ ہو۔ پانچ نہیں پچیس زبانیں جانتے ہو۔ تمہارا پاؤں بیشک زخمی ہو۔ ہم تمہاری بیڑیاں نہیں اُتار سکتے۔ تمہیں کوٹھڑی سے باہر نہیں نکال سکتے۔ ہمارے پاس تمہارے لئے چکی کی مشقت کے سوائے اور کوئی کام نہیں ہے"۔ میں یہ جواب سُن کر خاموش ہو گیا۔ اور سپرنٹنڈنٹ آگے چل دیا۔ میں نے رات کو اس معاملہ پر غور کیا۔ اور گہری سوچ کے بعد فیصلہ کر لیا۔ کہ "جب تک مجھے دو وقت اشنان کرنے اور کوٹھڑی سے باہر نکل کر ٹہلنے کا موقعہ نہ ملیگا۔ میری بیڑیاں کاٹی جائینگی۔ تب تک میں نہ کھانا کھاؤنگا۔ نہ مشقت کو ہاتھ لگاؤں گا"۔ چنانچہ میں نے دُوسرے دن سے ایسا ہی کیا۔ یہ سلسلہ تین دن تک قائم رہا۔ مجھے قیدیوں، برقداروں، سپاہیوں حتّٰی کہ ہیڈ وارڈر یعنی سب سے بڑے جمعدار نے بھی کئی مرتبہ آکر سمجھایا لیکن میں نے کسی کی ایک بھی نہ مانی یعنی تین روز تک میں نے نہ تو مشقت کو ہاتھ لگایا اور نہ ہی کھانا کھایا۔ آخر چکیوں کا انچارج بابو آیا۔ اور مجھ سے بولا۔ کہ "دیکھو لالچند تم ناحق تکلیف نہ اُٹھاؤ۔ تم ابھی نئے نئے ہم میں آئے ہو۔ صاحب نے تمہاری کڑی نگرانی رکھنے اور کوٹھڑی سے باہر نہ نکالنے کا سخت حکم دے رکھا ہے۔ لیکن میں اپنے طور پر تمہیں آج سے کوٹھڑی کے باہر ٹہلنے اور دو وقت اشنان کرنے کا موقعہ دیا کرونگا۔ بیڑیوں کے متعلق تم داروغہ جی سے اپنے طور پر کہنا۔ میں بھی سفارش کر دُونگا۔ کھانے کے متعلق تمہیں میری طرف سے کوئی تکلیف نہیں ہو گی"۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ تیر نشانہ پر بیٹھا۔ وار کارگر ہو گیا۔ میں نے بابو کا کہنا مان کر دوسرے روز سے تھوڑی بہت مشقت کرنا اور کھانا کھانا شروع کر دیا۔

ایک دو روز بعد میں نے داروغہ کے پاس جا کر بیڑیاں اُتارنے کے لئے کہا۔ بہت سی بات چیت کے بعد میری بیڑیاں اُتار دی گئیں۔ اب کیا تھا۔ مزے سے دن کٹنے لگے۔ دو وقت ٹہلنے اشنان کرنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پانچ چھ سیر دانے رگڑتے یا دوسرے قیدیوں سے خوش گپیاں ہانکتے اور آرام کرتے۔

اسی عرصہ میں میں نے اخبار "پرکاش" لاہور کے رشی نمبر کے لئے تمر لال چرخ کے فرضی (لیکن لاپچند فلک کے ہم معنی) نام سے دو نظمیں لکھکر بھیجیں جن میں سے ایک رشی نمبر میں اور دوسری غالباً شوراتری نمبر میں شائع ہوئی تھی۔

## ماتا سے ملاقات

۸۔ نومبر ۱۹۱۷ء کو میرے والدین اور ہمشیرہ مجھے منٹگمری جیل میں ملنے کے لئے گئے۔ میری ماتا مجھے دیکھکر آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔ میں نے اس کو محبت آمیز ڈانٹ بتلا کر کہا۔ کہ "دیکھ ماتا اگر تو میرے سامنے روئیگی۔ تو میں تجھ سے بات چیت کئے بغیر ہی اٹھ کر اپنی کوٹھڑی میں واپس چلا جاؤنگا۔ ہرگز ہرگز تیرے ساتھ ملاقات نہ کرونگا۔ ماتا! رامچندر جی کی ماتا کوشلیا کے دکھوں کا دھیان کر۔ مہارانی کیتی کی ناقابل برداشت مصیبتوں کو خیال میں لا سورہر کشترانیوں کی طرح صبر و تحمل سے کام لے آنسو نہ بہا"۔ میری ماتا میرے ان الفاظ سے جھٹ سنبھل گئی اسکی آنکھوں سے کوئی آنسو ٹپکنے نہ پایا۔ میں نے اپنی معمولی گھر کی بات چیت کے بعد ماتا کو پھر یقین دلایا۔ کہ "پیاری ماتا تو میری اس بات کا یقین رکھ۔ اور بڑی اچھی طرح یقین رکھ۔ کہ انگلستان ۲ یا ۲½ سال کے اندر اندر ہندوستان میں اپنے طرز حکومت کو تبدیل کرنے اور اہل ہند کو کم و بیش ہوم رول یا سوراج دینے پر مجبور ہو جائیگا۔ اس نے اپنے ۲۰۔ اگست کے شاہی اعلان میں ہندوستانیوں کے اس حق کو تسلیم کر لیا ہے۔ اسے بہت جلد ہندو مسلمانوں کے متحدہ مطالبہ حکومت خود اختیاری کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم پولیٹیکل قیدیوں کے معاملہ پر بھی دوبارہ غور کر کے ہمیں چھوڑنا پڑیگا۔ اسواسطے تو بیفکر رہ اعتماد کر الشور سے بدستور پرارتھنائیں جاری رکھ۔ وہ بڑا دیالو ہے۔ سرد شکتیمان ہے۔ وہ ضرور ہی اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلائیگا۔ اور ہم بچھڑے ہوؤں کو پھر سے ملائیگا"۔ یہ باتیں سن کر ماتا کو اطمینان آگیا۔ میں نے بڑی شردھا اور پریم سے اسکے چرنوں پر سر رکھا۔ اسنے مجھے اٹھا کر گلے سے لگایا۔ پیچھے دلسے خوش ہو کر آشیرباد دیئے۔ ملاقات ختم ہوئی۔ جیل کا پھاٹک کھولا گیا۔ ماتا اور ہمشیرہ باہر نکل کر سامنے گھاس پر بیٹھ گئیں۔ میرے پتا میرا بستر اور دری۔ گلاس۔ جامہ تلاشی کے روپے۔ اور میرے پہننے کے کپڑے (جو مرا یاب ہونے کے بعد میرے تن پر سے اتار لئے گئے تھے لیکن ابھی تک جیل کے گودام میں پڑے ہوئے تھے۔ لینے کے لئے اندر پھاٹک گئے۔ چند منٹ میں مذکورہ اشیاء گن گنا کر ان کے حوالہ کر دی گئیں۔ وہ گٹھڑی کو دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر جیل کے پھاٹک سے باہر نکلے۔ ماتا اور ہمشیرہ نے دوڑ کر گٹھڑی پکڑی۔ گٹھڑی بڑے اشتیاق سے کھولی گئی۔ میرے پہننے کے کپڑے چومے گئے۔ سر آنکھوں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



لگائے گئے۔ آہ! وہ عارضی اشتیاق افسوس و حسرت سے بدل گیا۔ ملاقات کی خوشی غم و رنج میں تبدیل ہوگئی۔ کپڑوں پر حسرت کی نگاہیں پڑنے لگیں۔ ماتا۔ پتا۔ بہن تینوں نے اپنی غمزدہ گردنیں اٹھائیں پہلے منہ پھیر کر انتہائی یاس و حسرت کی نظریں جیل کے در و دیوار پر ڈالیں۔ پھر جیتے جی مار دینے والی امید کے ساتھ کپڑوں کو دیکھا۔ میں جیل کے بیرونی پھاٹک کے قریبی آہنی جنگلوں میں کھڑا ہوا یہ پاگل بنا دینے والا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ "ایک غمزدہ ماتا اپنے مُردہ بچے کے کپڑے دیکھ دیکھ کر بے موت مری جا رہی ہے۔ اب میں نے اپنے آپ کو اس غمناک نظارہ کی مزید دید کے ناقابل پایا۔ میں نے دربان جمعدار سے جیل کے اندرونی پھاٹک کھولنے کے لئے کہا۔ پھاٹک کھلا۔ میں بحرِ غم میں غرقاب اپنی کال کوٹھڑی میں پہنچا۔ کمبل اوڑھکر اور آنکھیں بند کر کے کھڈی (خام اینٹوں کا تھڑا جس سے جیل میں چارپائی کا کام لیا جاتا ہے) پر دراز ہو گیا۔ ایامِ قید میں اس الم ناک نظارے کی یاد میرے دل و دماغ پر اکثر اوقات بجلی کا سا اثر کر جاتی تھی۔

## چکّی کا جھگڑا

مجھے دس سیر دانے روز پیسنے کو ملتے تھے۔ لیکن میں فقط پانچ ساڑھے پانچ سیر رگڑا کرتا تھا۔ چکیوں کا انچارج بابو اور قیدی منشی دونوں میرا لحاظ کرتے تھے۔ ہمیشہ اخلاق اور شیریں بیانی سے پیش آتے تھے۔ انہوں نے ۴ ستمبر سے ۸۔ نومبر تک میرے خلاف کوئی رپورٹ نہ کی تھی۔ ۹۔ نومبر یعنی ملاقات کے دوسرے دن میری طبیعت علیل ہو گئی میں نے اس روز ۲ یا ۲½ سیر کے قریب دانے رگڑے ہونگے۔ ۱۰۔ نومبر کو میں نے بابو کی آنکھیں کچھ بدلی ہوئی دیکھیں۔ بابو نے میرا سٹری ٹکٹ ہاتھ میں لیکر مجھے پیشی یعنی سپرنٹنڈنٹ کے سامنے سزا کیلئے پیش کرنے کی دھمکی دی۔ میں نے کہا۔ کہ "آجتک کسی ہندوستانی نے میری پیشی نہیں کی۔ افسوس ہے کہ تم ہندوستانی ہو کر مجھے سپرنٹنڈنٹ کے سامنے سزا کے لئے پیش کرنے کی دھمکی دیتے ہو۔" اس نے بڑے روکھے پن سے جواب دیا۔ کہ "مجھ سے ایسی امید نہ رکھو۔" میں جواب میں "بہت اچھا" کہکر بڑی لاپروائی سے اپنی کوٹھڑی میں چلا آیا۔ بابو نے میرے ٹکٹ پر کلم نہ کرنے کی رپورٹ لکھدی۔ میں نے رات کو اپنے دل میں وچار کیا۔ کہ "اگر بابو کی دھمکی سے ڈر کر پورے دس سیر دانے پیس دیئے۔ تو بابو خیال کیا کریگا کہ میں نے فلک کو دھمکا کر اس سے چکی کی پوری مشقت کروالی۔" اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے جان کو آن پر قربان کر دینے کا ارادہ کیا۔ اور دل سے اس بات کا تہیہ کر لیا۔ کہ میں آئندہ فقط سر شکتیمان پرماتما قادرِ مطلق خدا کا بھروسہ رکھونگا۔ اور جب تک اس بابو کے رویہ میں تبدیلی نہ ہوگی چکی کو ہاتھ نہ لگاؤنگا۔ چنانچہ دوسرے دن میں نے چکی پیسنا بالکل بند کر دیا۔ اور سات روز تک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



مشقت کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ بابو کا جوش تین روپیہ لکھکر ٹھنڈا ہو گیا۔ مجھے سپرنٹنڈنٹ کے سامنے تین دن لگاتار کام نہ کرنے کے قصور میں پیش کیا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے مجھ سے کام نہ کرنے کا سبب پوچھا میں نے جواب دیا۔ کہ چھ ماہ کوٹھڑی میں رہتے رہتے میری صحت سخت خراب ہو گئی ہے۔ میں اپنے آپ کو اب چکی پیسنے کے بالکل ناقابل پاتا ہوں۔ اگر کوئی اور ہلکا کام ملے تو کرونگا۔ چکی ہرگز نہیں پیسونگا۔ ہر قیدی کی مشقت گاہے بگاہے قواعد جیل کے مطابق بدلتی رہتی ہے لیکن مجھے برابر چکی مل رہی ہے۔ میری بھی مشقت تبدیل ہونی چاہیئے۔ کیا میرے لئے چکی ہی کی مشقت لکھی ہوئی ہے۔ جو آپ اسے تبدیل کرنے میں بالکل نہیں آتے"۔ یہ جواب سُنکر سپرنٹنڈنٹ نے میرے ٹکٹ پر سے چکی بابو کی لکھی ہوئی تینوں روپیہ سُرخ سیاہی سے کاٹ دیں۔ اور اس کے نیچے دو ہفتہ سُوت کھولنے کا کام لکھکر مجھ سے کہا۔ کہ "اچھا اب تم دو ہفتہ آرام کرو۔ تھوڑا بہت سُوت کھول دیا کرو"۔ میں خوش خوش اپنی کوٹھڑی میں آگیا۔ بابو کو جب اس بات کا پتہ لگا۔ تو وہ سخت رنجیدہ ہوا۔ اور اُس نے اُسی رنج میں مجھے ۶۰ عدد سُوت کی چھلیاں روزانہ کھولنے کے لئے دیں۔ لیکن میں نے بھی کبھی ۱۵ یا ۲۰ سے زیادہ نہ کھولیں +

## جیل ہے وائسرائے کے نام پرائیویٹ چٹھی

باایں ہمہ میں اس قدر عرصہ کوٹھڑی میں رہتے رہتے اور چکی کی مشقت کرتے کرتے تنگ آگیا ہوا تھا۔ کیونکہ میں کوٹھڑی میں رکھے جانے اور چکی پیسنے پر مجبور کئے جانے کو قانون اور انصاف کے سراسر خلاف سمجھتا تھا۔ قواعد جیل کے مطابق کوٹھڑی میں فقط اُس قیدی کو چکی پیسنے کی مشقت دی جاتی ہے۔ جسے عدالت نے خاص طور پر قید تنہائی کی سزا لکھی ہوئی ہو۔ جو عام طور پر تین ماہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن یہ تین ماہ کی مدت بھی جیل میں یکدم نہیں بھگتائی جاتی۔ ایک مہینے میں زیادہ سے زیادہ کئی ایسے قیدی کو ایک ہفتے کیلئے کوٹھڑی میں رکھا جاتا ہے۔ اور جیل کے ضابطہ کے مطابق سپرنٹنڈنٹ کسی قیدی کو بھاری بیڑی کے بھاری قصور پر اس شکنی کے بدلے زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کے لئے قید تنہائی کی سزا دے سکتا ہے۔ لیکن ہم پولیٹیکل قیدیوں کو بلا کسی قصور یا جرم کے بھی جیل افسر ہمیشہ کوٹھڑی میں بند رکھتے اور چکی پیسنے کی مشقت دیتے تھے۔ اس واسطے میں نے تنگ آکر اسکی نسبت دوسرے پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ مشورہ کیا۔ منٹگمری میں دو بنگالی اور کئی سکھ پولیٹیکل قیدی تھے۔ وہ سب کے سب کوٹھڑیوں میں بند تھے۔ اور چکی کی مشقت کرتے تھے۔ کمود بابو بڑا منچلا جوان تھا اُسکا سپرنٹنڈنٹ سے کئی مرتبہ جھگڑا ہو چکا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ نے اُسکی ۶ ماہ معاف شدہ قید ضبط کر لی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


ہوئی تھی۔ اُس نے کاغذ پنسل وغیرہ حاصل کر کے جھٹ وائسرائے کے نام ایک چٹھی لکھکر پرائیویٹ طور پر پوسٹ کرادی۔ اس چٹھی میں اُس نے ہم پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ ہونے والی سختیوں اور بے ضابطگیاں کا کچا چٹھا تحریر کر دیا لیکن اس کا نتیجہ ہمارے حق میں اچھا ثابت ہونے کی بجائے اُلٹا مُضر نکلا۔ وائسرائے نے جھٹ وُہ چٹھی ظالموں کے سرتاج اوڈوائر کے نام ارسال کر دی۔ اوڈوائر نے جیلخانوں کے انسپکٹر جنرل کے نام اور انسپکٹر جنرل نے سپرنٹنڈنٹ منٹگمری سنٹرل جیل کے نام تحقیقات کیلئے بھیجدی اس تحقیقات کا نتیجہ وہی ہُوا جو کسی مجرم کو اپنا مقدمہ آپ فیصل کرنے کا اختیار دینے سے ہو سکتا ہے۔ اُس نے ہم سب پولیٹیکل قیدیوں کو جیل کے مختلف سخت ترین حصّوں میں منتشر کر کے ہمپر کڑا پہرہ مقرر کر دیا اور ہمیں چوبیس گھنٹے کوٹھڑی میں بند رکھے جانے کا حکم دیدیا +

## دو ہفتہ کی لگاتار فاقہ کشی اور کام سے سبکدوشی

{دسمبر کا مہینہ تھا کڑکڑاتی ہوئی

سردی پڑ رہی تھی۔ پُرانے جیل کی نکمّی بوسیدہ مندار اور گندی کوٹھڑیاں تھیں۔ تین پھٹے ہوئے بدبودار اور نہایت پتلے کمبل تھے۔ رات کو سردی سے جان نکلتی تھی۔ دن کو ٹھنڈی کوٹھڑی میں بیٹھے بیٹھے بدن کانپتا تھا۔ دُھوپ کا تو ذکر ہی کیا۔ خود سُورج دیوتا کے درشن بھی نصیب ہوتے تھے۔ زندگی موت سے کہیں زیادہ تکلیف دہ معلوم ہوتی تھی۔ ان حالات میں میں نے پھر اپنی پراچین قومی خصلتوں یعنی کشتریوں کی ناقابلِ تسخیر بیتابی اور اٹل ہٹ دھرمی کو یاد کیا۔ اور پرماتما پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور کھشاترو دھرم کا آسرا لیتے ہوئے ۱۶۔ دسمبر کو کام کرنا تو کجا۔ کام کو ہاتھ تک لگانا بھی چھوڑ دیا۔ جیل کے پُرانے حصّہ کا انچارج ایک ہندو داروغہ تھا۔ اُسنے بڑے مسلمان داروغہ کی ہدایت کے باوجود بھی میرے خلاف کام نہ کرنے کی رپورٹ کرنے سے انکار کیا۔ تب مسلمان جیلر نے خود اپنے ہاتھوں سے میرے خلاف رپورٹ لکھی۔ اب مَیں نے کام کے ساتھ کھانا بھی بند کر دیا۔ مجھے کام نہ کرنے کے جرم میں ہتھ بڑیاں پہنادی گئیں اور مزید سختی کی بھی دھمکیاں دی گئیں لیکن مَیں نے ہتھ بڑیاں پہننے کے بعد بھی ۱۱ روز تک بدستور نہ کھانا کھایا۔ نہ کام کو ہاتھ لگایا۔ ایک ہفتہ کے فاقہ سے میرا وزن گھٹتے گھٹتے فقط ایک سو پاؤنڈ رہ گیا۔ یہاں یہ بتلانا بہتر ہوگا۔ کہ گرفتاری سے پیشتر میرا وزن ایک سو پچاس پونڈ تھا۔ اس کام اور خوراک کی ہڑتال کے دوران میں قیدیوں۔ ممبرداروں۔ سپاہیوں۔ جمعدارونی۔ اسسٹنٹ جیلروں۔ داروغہ اور خود سپرنٹنڈنٹ جیل نے مجھے بارہا سمجھانے کی کوشش کی لیکن مَیں برابر اپنی ضد پر قائم رہا۔ اور یہی جواب دیتا رہا۔ کہ جب تک مجھے دو وقت کل اپنی نلکے پر نہانے کو کوٹھڑی کے باہر بیٹھنے۔ دوپہر کو دھوپ میں بیٹھنے کی اجازت ہوگی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


دس سیر دانے پیسنے کی پابندی نہ اُٹھالی جائیگی۔ جیل کی ناقابل تحلیل خوراک ہضم کرنے کا انتظام نہ کیا جائیگا۔ رات کو کافی اور موٹے کمبل اوڑھنے کو نہ دیئے جائینگے۔ اور گورنمنٹ کو مجھے کالے پانی بھیجنے کے لئے نہ لکھا جائیگا۔ تب تک میں ہرگز ہرگز کھانا نہ کھاؤنگا"۔ خیر جب بہت دن ہوگئے۔ اور میں بہت نحیف و زار ہوگیا۔ تب آخر سپرنٹنڈنٹ اور جیلر کو میرے مطالبات دبے الفاظ میں تسلیم کرنے پڑے۔ اُنہوں نے اعلیٰ حکام کو میرے کالے پانی بھیجے جانے کے متعلق چٹھی لکھنے کا وعدہ کیا۔ مجھے دو وقت نلکے پر اشنان کرنے صبح و شام کوٹھڑی کے باہر ٹہلنے دوپہر کو دھوپ میں بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور جیل کی دیسی خوراک ہضم کرنے کے لئے دو وقت ہاضمہ کی دوائی مہیا کرنے کا اقرار کیا۔ اور دس سیر دانے پیسنے کی قید اُڑا کر حسب منشا ایک یا دو سیر مشقت کرنے کی رعایت دی۔ اور تین پتلے کمبلوں کی بجائے چار عدد اچھے کمبل دیدیئے۔ اب کیا تھا میں نے روٹی کی ہڑتال ختم کرکے کھانا کھانا شروع کردیا۔ کھانا شروع کرنے کے دس روز بعد تک مجھے کوئی کام نہ دیا گیا۔ گیارہویں دن یعنی ۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو مجھے مشقت دی گئی۔ جتنے روز میں پھر منٹگمری جیل میں رہا میں نے دو یا اڑھائی سیر سے زیادہ دلنے نہ رگڑنے اور جو رعائتیں مجھے اس فاقہ کی بدولت حاصل ہوئی تھیں۔ اُن کا سلسلہ میری منٹگمری سے روانگی کے دن تک بدستور جاری رہا۔ لیکن مجھے ان رعایتوں سے زیادہ دیر تک مستفیض ہونے کا موقعہ نہ ملا۔ کیونکہ گورنمنٹ کے حکم سے ۲۶ جنوری ۱۹۱۸ء کو ہمیں ہزاری باغ سنٹرل جیل (واقعہ صوبہ بہار و اُڑیسہ) میں پہنچانے کے لئے لاہور کی جانب روانہ کردیا گیا +

## منٹگمری سے لاہور سنٹرل جیل میں

۲۶ جنوری ۱۹۱۸ء کا روز تھا۔ میرے پیروں میں بیڑیاں۔ ہاتھوں میں ہتھکڑی اور کاندھے پر کمبل پڑے تھے۔ منٹگمری سنٹرل جیل کے باہر درجنوں سپاہی تلوار بندوق اور سنگین لیس کھڑے تھے جیل کا پھاٹک کھلا۔ "ٹین شن ہٹ" کا لفظ کہا گیا۔ میں باہر نکلا۔ سپاہیوں نے بندوقیں اور سنگین سنبھال کر جھٹ مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ "مارچ جلدی چلیے" کا حکم ہوا۔ ہم سب آہستہ آہستہ قدم اُٹھانے لگے بندوق اور سنگین سے آراستہ سپاہیوں کے حلقہ میں چلتے ہوئے مجھے محسوس ہوا۔ کہ نپولین ٹو سیزر کے محل سے نکل کر اپنی خاص محافظ گارد کے ہمراہ میدان جنگ کیطرف جارہا ہے" ساتھ ہی میرے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ نپولین کی طرح شاید میں بھی کوئی عظیم ہستی ہوں جس کو سٹیشن تک پہنچانے کے لئے اس قدر انتظام کیا گیا ہے۔ اس خیال سے متاثر ہوکر میں نے سپاہیوں اور اُن کے انچارج افسر سے خطاب کرکے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ کہا کہ "میری محافظ گارد کے سپاہیو! شاباش آج تم نے نپولین کی خاص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



گارد کے نامور سپاہیوں کی مانند پھرتی سے کام لیا ہے۔ تمہارے حلقہ میں اس شان و شوکت کے ساتھ چلتے ہوئے آج فلک نے بھی اپنے آپ کو نپولین محسوس کیا ہے۔ اور وہ نپولین کی طرح تمہاری پھرتی کی داد دیتا ہے لیکن اس بات پر افسوس کرتا ہے۔ کہ تم اپنے اہل وطن کے احکام کی تعمیل میں نہیں۔ بلکہ ایک اجنبی حکومت کے ماتحت اپنے ایک ہمدرد اور جاں نثار ہموطن کو جلا وطن کرنے کے لئے لے جا رہے ہو" میرے ان الفاظ پر کئی ایک سپاہیوں کے دل بھر آئے۔ انہوں نے پہلے اپنی دلی ہمدردی اور بے بسی کا اظہار کیا۔ پھر کچھ اشعار سنانے کی فرمائش کی میں نے نہایت پریم کے ساتھ انہیں مندرجہ ذیل اشعار گا کر سنائے ؎

قوم کی خاطر اگر دنیا میں یہ توقیر ہو — ہاتھ میں ہو ہتھکڑی پاؤں پڑی زنجیر ہو
آنکھوں خاطر تیر ہو پھرتی گلے شمشیر ہو — قید ہو پھانسی ملے یا موت دامن گیر ہو
میری خاطر خاصکر دوزخ نیا تعمیر ہو — اس سے بڑھکر بھی جہانمیں گر کوئی تعزیر ہو

منظور ہو منظور ہو منظور ہو منظور ہو

اشعار نے اپنا اثر کیا۔ مزید فرمائش ہوئی۔ میں نے لاہور سنٹرل جیل میں کہی ہوئی "حشر کرے گی بپا یہ تنگدستی ایک دن" نامی اپنی نئی غزل سنائی۔ اس غزل کا ایک شعر سپاہیوں کو ایسا پسند آیا۔ کہ وہ سٹیشن تک بار بار اسی شعر کو سنانے کی درخواست کرتے گئے۔ خیر سٹیشن پر پہنچے۔ بڑے انتظار کے بعد گاڑی آئی۔ ہم سوار ہوئے۔ اس گاڑی میں ملتان سنٹرل جیل سے آئے ہوئے چار پولیٹیکل قیدی موجود تھے۔ ان سے ملاقات کر کے دل خوش ہوا۔ لاہور چھاؤنی سے لاہور کے کئی ماہ بعد پھر درشن نصیب ہوئے۔ پولیس سواروں کے حلقہ میں کھڑی ہوئی جیل کی آہنی سلاخوں والی گاڑی میں بیٹھے۔ اور لاہور سنٹرل جیل میں پہنچے۔ کوٹھڑیوں میں بند کئے گئے۔ رات کوٹھڑی میں کٹی +

## لاہور سے ہزاری باغ کیطرف روانگی

دوسری دوپہر کو پھر جیل کا پھاٹک کھلا۔ ہم پولیٹیکل قیدیوں کو ہتھکڑیاں لگا کر اور ہتھکڑیوں میں بیل (نہایت موٹی آہنی زنجیر) ڈال کر مویشیوں کی طرح جیل گاڑیوں میں بند کر کے تالے لگا دیئے گئے۔ گاڑیوں کے اوپر اور آگے پیچھے سپاہی بندوقیں سنبھال کر بیٹھ گئے۔ اور ارد گرد پولیس کے سوار اپنے گھوڑوں پر ڈٹ گئے۔ انچارج افسر کا اشارہ پا کر گھوڑ سواروں نے گھوڑے چلائے۔ ہماری گاڑی کے گھوڑوں نے بھی قدم اٹھائے۔ ہم نے بندے ماترم اور ست سری اکال کے نعرے لگائے۔ سامنے سے برات کے باجوں کی نہایت دلکش آواز آئی۔ میں نے کہا دوستو! شگون نہایت اچھا ہوا ہے۔ پرماتما نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



چاہا۔ تو ہم پولیٹیکل دُولھوں کی برات بہت جلد آزادی دیوی کی ڈولی لیکر واپس آئیگی" میری یہ بات سُن کر بھائی منشا سنگھ اور سردار کرتار سنگھ وغیرہ پولیٹیکل قیدی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ خیر ہم ہنستے کھیلتے سٹیشن پر پہنچے۔ آہنی سلاخوں والی بند ریل گاڑی میں ٹھلا کر ہمیں موٹی موٹی زنجیروں سے خوب جکڑ بند کیا گیا۔ آگے پیچھے پولیس بندوقیں سنبھال کر بیٹھ گئی۔ گارڈ نے سیٹی بجائی۔ لاہور ڈسٹرکٹ کے سی۔ آئی۔ ڈی کے انسپکٹر مسٹر گرے سنٹرل جیل کے جیلر میرزا نواب بیگ وغیرہ نے ہمیں الوداع کہی۔ گاڑی روانہ ہوئی۔ پھر "بندے ماترم" اور "ست سری اکال" کے نعرے بلند ہوئے۔ پیارا لاہور عزیز و اقارب یار و احباب سے پُر لاہور میرے بچپن کا گہوارہ لاہور میری آنکھوں سے دُور ہو رہا تھا۔ میں نہایت بیتابی کے ساتھ دل تھام کر اس حسرت بھری نظر سے اُسے دیکھ رہا تھا جس سے شاید سینٹ ہلینا کی طرف جاتے ہوئے نپولین نے فرانس کو بھی نہ دیکھا ہوگا۔ آہ! میرے دیکھتے دیکھتے میرا لاہور میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ ۲۷۔ جنوری کی رات شبِ فرقت یا شبِ غم کی طرح کٹی۔ لاہور سے چلتے وقت ماں باپ بہن وغیرہ کسی سے ملاقات کی اجازت نہ دی گئی۔ ۲۸۔ جنوری کی صبح دہلی کے اسٹیشن پر آئی۔ میری دھرم پتنی اور ایک سالہ ننھی بچی اپنے والد اور بھائی کے پاس وہاں تھی۔ میرے دل میں اپنی اکلوتی ننھی بچی کے دیکھنے کا خیال موجیں مارنے لگا۔ میں نے پرائیویٹ طور پر ایک آدمی کے ہاتھ اپنے سالے کو بند سے بھیجا۔ کہ وہ میری لڑکی کو لیکر سٹیشن پر آئے۔ میں دُور سے اُس کا دیدار کر لونگا۔ لیکن اُس آدمی کو میرا سالہ بکال و دفتور کہیں بھی نہ ملا۔ اس طرح یہ آخری خواہش بھی پوری نہ ہوئی ؎

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

**سفر میں فاقہ کشی** گاڑی بڑی تیزی کے ساتھ اپنی منزلیں طے کر رہی تھی۔ ہمیں بیڑیوں ہتھکڑیوں اور جیلوں کے سبب راستے میں بڑی تکلیف رہی۔ ہمارے لئے وہاں لیٹنا۔ اُٹھنا بیٹھنا پیشاب کرنا سخت مشکل و دشوار تھا۔ ہمارے کھانے کے لئے کفایت شعار ظالم جیل افسروں نے لاہور سے ہماری گاڑی میں پھُلے ہوئے چنے باسی نان اور تیل کے پکوڑے رکھ دیئے تھے تین چار روز کا راستہ تھا۔ ہم باسی نان چنے اور پکوڑے کھاتے کھاتے تنگ آ گئے۔ ہم نے اپنے یورپین انچارج افسر کو بلا کر اس تجی اور مضرِ صحت باسی خوراک کے خلاف اظہارِ ناراضگی کیا لیکن اُسنے کہا۔ کہ "میں تمہاری خوراک کا ذمہ وار نہیں۔ تمہاری خوراک کا ذمہ وار جیل کا عہدار ہے۔ جو کچھ وہ تمہیں کھانے کو دیتا ہے۔ کھاؤ" ہم نے اُس کے ساتھ بہت بحث مباحثہ کیا لیکن اُس نے بار بار اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ آخر تنگ آ کر ہم نے فاقہ کشی کی۔ اور باسی نان پکوڑے وغیرہ لینے سے انکار کر دیا۔ اس فاقہ کشی کے بعد ہمیں مُغلسرائے کے جنکشن پر دن کے وقت نہایت عمدہ کھانا کھلایا گیا۔ لیکن رات کو پھر کفایت سے کام لیکر ہمیں بھوکا رکھا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



دُوسرے دِن گیاء کے سٹیشن پر شور و پکار کرنے کے سبب ہمیں پیٹ بھر کر پُوریاں کھلائی گئیں الغرض جیل والوں کی جان کو روتے جھگڑتے جھگڑاتے تکلیفیں سہتے پولیس والوں کو کھری کھری سُناتے اور قومی گیت گاتے ہُوئے آخر ہم ہزاری باغ روڈ نامی سٹیشن پر پہنچے۔ ہزاری باغ کا انگریز کپتان پولیس اُس کا بنگالی ہیڈ کلرک۔ ایک جیل افسر اور ٹڑی پولیس کے درجنوں سپاہی سٹیشن پر ہمارے اِستقبال کے لئے کھڑے تھے۔ ہم گاڑی سے اُترے۔ پنجاب کے انچارج افسر نے اپنا چارج ہزاری باغ کے کپتان پولیس کے سپرد کیا۔ پنجاب کی بھاری ہتھکڑیاں اُتار لی گئیں۔ بہار کی ملٹری پولیس کے ہندو سپاہیوں نے نہایت تہذیب و شائستگی کے ساتھ ہمارے ایک ایک ہاتھ میں بہار کی سُبک ہتھکڑی پہنائی۔ پنجاب کی پولیس رخصت ہُوئی۔ ہمارے ہاتھ مُنہ دُھلائے گئے۔ ہمیں سایہ کی جگہ میں بٹھلا کر ہمارے سامنے تپلیں لگا کر پُوریاں اور جلیبیاں کھانے کو پیش کی گئیں پنجاب کے بد رنج غذا بہم پہنچانے کی کوشش سے کام نہیں لیا گیا۔ بلکہ خُوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا۔ ہم میں سے ایک بیمار تھا۔ اُس کے لئے پہلے ہی سے نہایت عمدہ دُودھ اور کھانڈ لا کر رکھی ہوئی تھی کھانا ختم ہُوا۔ ہاتھ دُھلے۔ دو لمبی چوڑی موٹر کاریں سامنے کھڑی ہوئی تھیں۔ ہمیں اُن میں سوار کرایا گیا۔ ہمارے ساتھ کپتان پولیس۔ اُس کا بنگالی ہیڈ کلرک اور سپاہی بیٹھے۔ موٹر گاڑیاں چلنے لگیں ہمیں کشاں کشاں ہزاری باغ سنٹرل جیل کی طرف (جو سٹیشن سے ۵ میل پر واقع تھا) لیجانے لگیں راستہ میں جگہ بہ جگہ دیہاتی چوکیداروں کا پہرا تھا۔ جہاں کہیں ہمیں پیاس لگی۔ پانی مہیا کیا گیا۔

## ہزاری باغ سنٹرل جیل کے اندر

شام کے وقت ہم ہزاری باغ سنٹرل جیل کے سامنے پہنچے گاڑیاں ٹھیر گئیں۔ پھاٹک کھُلا ہم اندر داخل ہوئے۔ جیلر اور سپرنٹنڈنٹ نے ایک ایک کر کے ہمارے نام پکارے۔ وارنٹ ملاحظہ کئے کپڑے جامہ تلاشی وغیرہ گن گنا کر جیل کے اندرونی پھاٹک کھولنے کا حکم دیا۔ پھاٹک کھُلنے پر جیلر اور بڑے جمعدار نے ہمیں اپنے ہمراہ لیجا کر ہمارے کپڑے بدلوا کر ہمیں کوٹھڑیوں میں بند کر دیا۔ ہماری کوٹھڑیوں میں چار چارپائیاں موٹے ورسے کی بُنی ہُوئی۔ ایک لوہے کی چھوٹی سی تھالی اور ایک آہنی کٹورہ رکھا ہُوا تھا۔ باہر جنگلے کے پاس پینے کے پانی کی ایک صُراحی اور ایک ٹین پانی ہاتھ مُنہ دھونے اور نہانے کرنے کے لئے دھرا تھا۔ شام کا کھانا آیا۔ دو چار لقمے زہر مار کئے۔ ایک کمبل نیچے بچھایا ایک سرہانے رکھا۔ دو اُوپر اوڑھ کر لیٹ گئے۔ چار پانچ دِن کے مُسلسل سفر کے تھکے ماندے تھے۔ فوراً آنکھ لگ گئی۔ دین و دُنیا کو بھلا دینے والی نیند نے اس شامِ غربت کی تکالیف و مصائب کی رنجیدہ اُدھیڑ بُن سے بچا لیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



دُوسرے دِن اُٹھتے ہی ہمیں دانت صاف کرنے کو دانتن اور اشنان کرنے کو پانی مہیا کیا گیا اشنان کے بعد جھٹ کھانے کے لئے کھچڑی دی گئی۔ جیلر نے میرے ساتھ کمال ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور جہاں میرے دُوسرے ساتھیوں کو چکی پیسنے کو دی۔ وہاں مجھے فقط تھوڑی سی دال چُننے کے واسطے بھیجی۔ لیکن میرے دِل میں اسبات سے بہت رنج و غصہ پیدا ہُوا۔ کہ جیل کے افسروں نے کیوں ہمیں آتے ہی مشقت دیدی ہے۔ ہم ۲۶ جنوری سے ۳۰ جنوری تک برابر شب و روز سفر کرتے اور بیخوابی کا شکار ہوتے ہوئے ہزاری باغ پہنچے تھے۔ ہمارے بدن ٹوٹ رہے تھے۔ جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا لیکن سپرنٹنڈنٹ اور جیلر کسی نے بھی اس بات کا مطلق خیال نہ کیا۔ دوپہر کے وقت سپرنٹنڈنٹ آیا۔ میری کوٹھڑی کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ کہ "دیکھو لالچند تم ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہو۔ اونچ نیچ سمجھ سکتے ہو۔ مجھے تمہارے ساتھ کوئی رنجش یا عناد نہیں ہے۔ میں اس بات کا بالکل خیال نہ کرونگا کہ تم گورنمنٹ کے خلاف کوئی کارروائی کر کے آئے ہو۔ یا انگریزوں کے دُشمن ہو۔ تم اپنے ساتھیوں کو میرے طرف سے سمجھا دو۔ کہ وُہ یہاں امن و امان سے رہیں۔ کھانا کھائیں۔ تھوڑا بہت کام کریں۔ اور آرام سے لیٹیں۔ شور و شر سے کام نہ لیں۔ میں اُنہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دُونگا"۔ میں نے نہایت تمسخرانہ لہجہ میں جواب دیا۔ کہ "بہت اچھا صاحب! جیل سے باہر دُنیا میں امن و امان سے رہنے اور شور و شر سے بچنے کی نصیحت پر عمل کرنے کے صلے میں تو مجھے گورنمنٹ نے عمر قید کا انعام دیا ہے۔ دیکھیں اس تلخ تجربہ کے بعد جیل میں آپ کی ہدایت پر عمل پیرا ہونے کا کیا معاوضہ ملتا ہے"۔ سپرنٹنڈنٹ جو بڑا خوش طبع اور خوش خُلق آدمی معلوم ہوتا تھا۔ میرے اس جواب پر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا۔ کہ "تم سچ کہتے ہو گے لیکن جیل میں تمہیں ایسا خوفناک اور اُلٹا انعام نہیں دیا جائیگا"۔ میں نے جواب میں کہا کہ "اسکی تصدیق یا تردید آیندہ ایام کرینگے"۔

## آرام کے چند روز

میں نے اپنے ساتھیوں کو سمجھا دیا۔ وُہ میری ہدایت کے مطابق جیل میں امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ جیلر اور سپرنٹنڈنٹ نے ہماری بیڑیاں اُتروا دیں۔ ہمیں کوٹھڑی کے باہر صحن میں بیٹھکر کام کرنے، ٹہلنے اور ہوا کھانے کی اجازت دیدی۔ ہمیں سر پر باندھنے کے لئے جیل کے بُنے ہوئے کپڑے کا ایک ایک رُومال مل گیا۔ ہم سے پہلے غدر پارٹی کے پولیٹکل قیدیوں نے اپنے جھگڑا کرتے رکھ رکھ کر حکام سے ایک بار حلوہ اور ایک بار گوشت لینے کا فیصلہ کر لیا ہُوا تھا۔ چُنانچہ ہمیں بھی بدھ کے روز حلوہ اور اتوار کے دِن گوشت ملنے لگا۔ ہر آٹھویں دن سر نہانے اور مُنہ ہاتھ دھونے کو تھوڑا سا سَن لائٹ سوپ اور سر میں کا تیل دیا جانے لگا۔ چکی پیسنے اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


دال چُننے کی مشقت ہٹا کر سلائی کا کام کرنے کو دیا گیا۔ کچھ دِنوں کے بعد صوبہ بہار و اُڑیسہ کے جیلخانہ جات کا انسپکٹر جنرل باوجیون سنگھ سوڈھی دورہ کرتا ہُوا ہزاری باغ میں آیا۔ وُہ میرے گیارہ ساتھیوں سے عموماً اور میرے ساتھ خصوصاً نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے میری اور میرے ساتھیوں کی خاص طور پر تعریف اور سفارش کی جس کے جواب میں وُہ ہم سب کو دِن کے وقت احاطے میں جا کر کام کرنے کی اجازت دیگیا۔ ہم دِن بھر احاطے میں جا کر سلائی کا کام کرتے اور رات کو اپنی کوٹھڑیوں میں آرام کرنے لگے۔ آزاد اور کھُلی ہوا میں چلنے پھرنے سے صحت بحال ہونے لگی۔ چوبیس گھنٹے کوٹھڑی کی رہائش اور چکّی کی کڑی مشقت سے تنگ آئے ہُوئے نحیف و نزار جسموں میں تازہ جان آنے لگی۔ الغرض مصائب و تکالیف کی تاریک رات میں راحت و آرام کا جگنو چمکا لیکن جس طرح کہ شبِ تاب (جگنو) کی چمک عارضی اور جلد فنا ہو جانیوالی ہوتی ہے۔ اُسی طرح مصیبت میں نصیب ہونیوالی مذکورہ بالا راحت بھی عارضی اور جلد فنا ہو جانیوالی ثابت ہُوئی +

## مصائب کا طُوفان

۸۔ مارچ کی تاریک شب تھی۔ آدھی رات کا سماں تھا ہم آرام کی نیند سو رہے تھے۔ جیل کی گھنٹی یکدم غُل مچانے لگی ڈھول پیٹنے لگے۔ سنتریوں میں ہل چل پڑ گئی۔ جمعداروں کے حواس باختہ ہو گئے۔ بابُو گھبرا کر اپنے بستروں سے اُٹھ بیٹھے۔ جیل کے اندر لالٹینیں روشن ہو گئیں۔ "دوڑنا۔ پکڑنا! نکلنے نہ پائیں۔ پنجابی بھاگ گئے" تالے توڑ گئے۔ کوٹھڑیاں خالی کر گئے۔ کمبل اندر چھوڑ گئے۔ "مجھے چھیتے جی مار گئے" وغیرہ الفاظ بار بار سُنائی دینے لگے۔ ہماری آنکھ بھی کھُل گئی۔ ہم حیران ہو کر اُٹھ بیٹھے۔ اور بیتاب ہو ہو کر سوچنے لگے کہ دریا پر ماتما یہ کیسا معاملہ ہے؟ کیسا شور و شر ہے؟ کس قسم کی چیخ و پکار ہے؟ کیا واقعی پنجابی قیدی بھاگ گئے؟ جیل کے در و دیوار کو توڑ کر نکل گئے۔ آزادی ہوا میں آزادانہ سانس لینے کے لئے دُنیا میں پہنچ گئے؟ لیکن رات بھر ان سوالات کا ہمیں کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ صبح نمودار ہونے پر نہ تو حسب دستور ہماری کوٹھڑیوں کے تالے کھُلے نہ ہماری ٹٹی کی ٹوکریاں صاف ہوئیں۔ نہ ہمیں ٹٹی صاف کرنے کو دانتن ملی نہ باہر نکال کر ہمیں اشنان کرایا گیا۔ ہم نے لاکھ شور مچایا۔ چیخ و پکار کی لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ آخر ایک بجے دوپہر کے قریب جمعدار نظر آیا۔ اُس سے دیر میں آنے کی وجہ پُوچھی۔ وُہ بڑے غم انگیز لہجہ میں بولا "بھائی ہم کیا کرتے۔ رات تو چار نمبر میں رہنے والے ۱۹ پنجابی پولیٹیکل قیدی تھے ۱۸ عدد پنجابی بھاگ گئے۔ بیچارے بڈھے جمعدار کو باندھ کر چھوڑ گئے۔ ہم سب آدھی رات سے مارے مارے پھر رہے ہیں"۔ خیر اُس نے ایک ایک کر کے ہمارے تالے کھولے ٹٹی صاف کرائی۔ اور مُنہ ہاتھ دُھلوا کر ہمیں پھر اندر بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہم سب کے پیروں میں ہیڑیاں ڈالدی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


گئیں۔ بعد میں ہمارا حلوہ اور ماس بند کر دیا گیا۔ ہماری خاص خوراک ہٹا کر ہمیں عام بداخلاق مجرموں کی سی بھدی روٹی دی جانے لگی۔ ہمارے سروں پر سے بال اور پیروں سے جوتے اتروا لئے گئے۔ پڑھنے اور پاٹھ کرنے کی دھارمک پستکیں (مذہبی کتب) چھین لیگئیں۔ ہر روز صبح شام ہماری جامہ تلاشی ہونے لگی۔ کوٹھڑیوں کا کونہ کونہ کئی کئی بار دیکھا جانے لگا۔ کوٹھڑیوں کے آگے پیچھے لٹھ بردار سنتریوں اور کھوکھری سے راستہ گورکھوں کا پہرا لگا دیا۔ ہمیں کوٹھڑیوں میں سے ایک دوسرے کو آواز دینے اور سر کیساتھ پاٹھ کرنے کی ممانعت کر دیگئی۔ رات کیوقت ہمارے کرتے ہمارے تن پر سے اتار لئے جانے کا حکم ہوگیا۔ بات بات پر سنتری اور جمدار ہمیں آنکھیں دکھانے گھرکیاں دینے اور دبانے لگے۔ ہم سخت تکلیف میں مبتلا ہوگئے۔ ہمارے سر پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ دکھوں کا آسمان گر پڑا۔ ہمیں کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے ٹہلنے نہانے اور پاٹھ کرنے وغیرہ ہر بات کا دکھ ہوگیا۔ ہمیں اپنی زندگی دوبھر معلوم ہونے لگی۔ غرضکہ آرام کے چند روز مصائب و آفات کی طویل اور کبھی نہ ختم ہونیوالی قیامت کی سی رات سے مبدل ہوگئے۔

## ۲۴ روز تک روٹی کھانے اور کام کرنیسے انکار

میں نے انسپکٹر جنرل اور سپرنٹنڈنٹ سے شاکی ہو کر کہا کہ "واہ صاحب آپنے میری اور میرے گیارہ ساتھیوں کی سلامت روی اور نیک چلنی کا خوب انعام دیا ہے۔ آپنے تو گائیوں کے بھاگنے پر بچھڑوں کے پاؤں توڑنے والی مثال ثابت کر دکھائی ہے"۔ انسپکٹر جنرل نے جواب دیا۔ "کہ لالہ جی تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے"۔ اتنے میں پورا سپرنٹنڈنٹ وہاں سے تنزل ہو کر کسی چھوٹے ضلع میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور حسن نامی سپرنٹنڈنٹ آیا۔ ہم نے آپس میں صلاح کر کے جھٹ کام کرنا اور کھانا کھانا بند کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے سنا دی۔ سمجھایا۔ دھمکایا منت سماجت کی۔ لیکن ہم نے ایک نہ مانی۔ بار بار اپنی تکلیفات سنائیں۔ اسنے انسپکٹر جنرل کے نام ہماری شکایات کا کچا چٹھا لکھکر بھیجا۔ ہماری بہت سی شکایات رفع کر دی گئیں۔ ہمیں خاص طور پر قید یونہی خوراک سے الگ تھلگ کھانا پکا کر دیا جانے لگا۔ صبح و شام ووقت ایک ایک گھنٹہ کوٹھڑی کے بیرونی صحن میں ٹہلنے کی اجازت مل گئی۔ ہفتہ میں دو بار اچار بننے لگا۔ پیٹ بھر کر پکی ہوئی روٹی اور آلوؤں کی بھجی جانے لگی۔ کرتے دن رات ہمارے پاس رہنے لگا۔ ہماری دھارمک پستکیں ہمیں پاٹھ کرنے کو مل گئیں۔ بنگالی اخبار بندے ماترم کی انگریزی لائبریری سے کتابیں منگوا کر پڑھنے کا ہوقع دیا گیا۔ ہم نے ۲۴ روز کے بعد کھانا کھایا اور کام کو ہاتھ لگایا۔ اسکے بعد اخیر اپریل ۱۹۱۹ء سے لیکر رہائی کے وقت تک ہمیں جن حالات میں سے گذرنا پڑا۔ انکی دلچسپ داستان ان مختصر حالات میں دینا ناممکن ہے۔ اس کے لئے ناظرین "فسانہ فلک" کا انتظار کریں۔

## آزادی کا مبارک دن

آخر میرے اعتقاد و اندازہ کے مطابق ہندوستانی اصلاحوں کی سکیم پاس ہوئی پولیٹکل قیدیوں کی رہائی کے لئے شاہی اعلان ہوا۔ ہم ۷ اضدد پولیٹکل قیدیوں کو رہائی کا حکم سنایا گیا۔ ۲۶۔ مارچ ۱۹۲۰ء کی مبارک شام آئی۔ ہماری باغ سنٹرل جیل کا پھاٹک کھلا۔ ہم باہر نکلے۔ آزاد ہوا میں سانس لینے لگے۔ موٹر اور ریلوے گاڑی کا ایک ہزار سے کچھ اوپر میل کا سفر طے ہوا۔ لاہور پہنچے۔ ماتا پتا کے دیدار ہوئے۔ عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ برینڈرلا ہال میں کھڑے ہونے کے لئے مجبور ہوئے۔ مبارکباد اور پرودتالیوں کے ساتھ لالہ چند فلک کی جے کے فرے کانوں سے سنے۔ غرضکہ اس چھوٹی سی زندگی میں قبول داغ مرحوم ہماری آنکھوں نے بھی تماشا عجب عجب انقلاب دیکھا
کہیں دیکھی بھلائی دیکھی عذاب دیکھا کہیں تو لب دیکھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



اوم

بندے ماترم

# جامِ فلک

## پولیٹیکل ایمان

یعنی

## ہمارا مُلکی اعتقاد و طرزِ عمل

(منظومہ ۷ جنوری ۱۹۱۴ء)

مُسلماں سِکھ ہندو پارسی ہیں یا کرانی ہیں
پہ ہیں یا درِ بھارت کے ہم ہندوستانی ہیں

نہیں مدِ نظر قصہ کدورت اور کینہ کا
ہمیں اب داستانیں مہر و اُلفت کی سُنانی ہیں

حرم کی دیر کی آتش کدے کی اور گرجے کی
دلوں سے اپنے تفریقیں مٹانی ہیں بھلانی ہیں

شریکِ کرشن و محمد نانک و زرتشت و عیسیٰ سے
محبت پُروں کی ہم زمانے میں نشانی ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



جو دیواریں کدورت کی ہماری راہ میں ہیں حائل
وہ دیواریں گر اکر ہم کو مٹی میں ملانی ہیں

وطن ایمان ہے اپنا دھرم ہے قوم کی خدمت
یہ باتیں اب ہمیں دنیا پہ ثابت کر دکھانی ہیں

ترقی ملک پکڑے اور رہے امن و اماں جن سے
ہمیں ہندو مسلماں کو وہ تدبیریں بتانی ہیں

وطن والوں کو اپنے باندھنا ہے ایک رشتہ میں
وفا کی چاہ کی آپس میں اب رسمیں بڑھانی ہیں

یہ کمتر اور برتر کی یہ ادنے اور اعلے کی
تمیزیں غیر فطری ملک سے اپنے اٹھانی ہیں

لبوں سے دور کر دینے ہیں ملک غیر کے نغمے
زباں سے ٹھیرماں اب عظمت بھارت کی گانی ہیں

بنانا باغ بھارت کو ہے رشک گلشن جنت
نسیم علم سے کلیاں ترقی کی کھلانی ہیں

لٹانا مال و زر اپنا ہے ملک و قوم کی خاطر
سروں کی خواہش سورج میں بھینٹیں چڑھانی ہیں

مٹا دینے ہیں جو دل سے نقشے غیر ملکوں کے
دلوں پر مورتیں اب ہند ماتا کی بنانی ہیں

کوئی نام و نشاں پوچھے فلک تو اس سے کہہ دینا
وطن ہندوستاں اپنا ہے ہم ہندوستانی ہیں

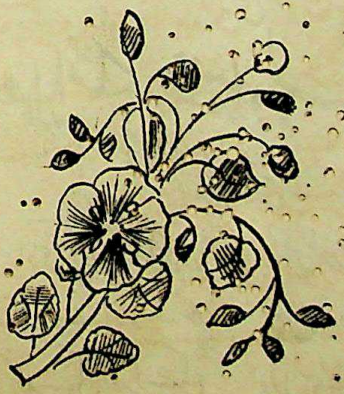

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# نیک دِل اینڈریوز

(منظومہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۴ء)

اے محبِّ نوعِ انساں! اینڈروز نیک نام
ناثرِ رنگیں بیان و ناظمِ شیریں کلام

کر رہا ہے خدمتِ عالم اے نیکوکار تُو
دِل میں رکھتا ہے نہ شہرت اور صلے کی آرزو

عشقِ عالمگیر سے جو تُو شناسا ہو گیا
مہر ذرّے سے بنا قطرے سے دریا ہو گیا

ایک رُوپے سے ترقّی کر کے تُو محزن بنا
گُل سے تُو گلشن بنا دانے سے تُو خرمن بنا

تُو مئے امدادِ مظلُومین میں مخمُور ہے
مرحبا مردانِ ہمت کا یہی دستُور ہے

آشنائے دردِ تُو دِل تیرا دردآموختہ
نذرِ مظلُومانِ افریقہ ترا اندوختہ

ہے صداقت اور سچّائی پہ مائل تیری خو
عدل کا حامی ہے لیکن ظلم کا دُشمن ہے تُو

پُر ہے صہبائے محبّت سے ترے دِل کا ایاغ
نُورِ ہمدردیٔ انساں سے منوّر ہے دماغ

رُعب اور نفرت کے کانٹے کو دیا دِل سے نکال
آفریں صد آفریں ہے تجھ کو اے نیکو خصال

امتیازِ نسل و رنگت سے جو بالا ہو گیا
مرتبہ تیرا زمانے میں دوبالا ہو گیا

مذہبی نفرت پہ تیری ذات غالب آ گئی
شامِ ظلمت پر منوّر رات غالب آ گئی

تُو تنفّر کو مٹانے کے لئے پیدا ہُوا
شرق و مغرب کو ملانے کے لئے پیدا ہُوا

تیری خُوشبوئے وفا سے اے گُلِ باغِ جہاں
ہے معطّر ہو رہا دہنِ زمین و آسماں

چرخ پر چمکیں گے جب تک اختر و شمس و قمر
مادرِ گیتی کرے گی فخر تیری ذات پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


# فطرتی استقلال

(منظومہ فروری ۱۹۱۴ء)

آگ میں پڑ کر بھی سونے کی دمک جاتی نہیں
کاٹ دینے سے بھی ہیرے کی چمک جاتی نہیں

سل پہ گھس دینے سے بھی جاتی نہیں چندن کی بو
پھول کی مٹی میں مل کر بھی مہک جاتی نہیں

ٹوٹ کر آتا نہیں کچھ لعل کی رنگت میں فرق
توڑ دینے پر بھی موتی کی ڈلک جاتی نہیں

سنج میں آتا نہیں نیکوں کی پیشانی پہ بل
دھوپ کی تیزی میں سبزہ کی لہک جاتی نہیں

جا نہیں سکتی کٹہر بن میں بھی شیروں کی دھاڑ
دست گلچیں میں بھی غنچوں کی چٹک جاتی نہیں

خوف و خطرے میں مچل سکتی نہیں مردوں کی خو
عندلیبوں کی قفس میں بھی چہک جاتی نہیں

صاحب ہمت نہیں بتا مخالف سے کبھی
زور سے آندھی کی آتش کی بھڑک جاتی نہیں

نرن رہتا ہے آفات و حوادث میں دلیر
بادلوں میں گھر کے بجلی کی کڑک جاتی نہیں

ملک کی الفت کا ہمدرد دل سے مٹ سکتی نہیں
قوم کی خدمت کی خواہش اے فلک جاتی نہیں

# ہولی پر مشرق و مغرب کا میلاپ

بھارت میں دھوم دھام سے آئی ہیں ہولیاں
مژدہ سرود و راح کا لائی ہیں ہولیاں

خواہش ہے سب کو رنگ کی پچکاریاں چلائیں
ہولی کا رنگ بزم طرب میں فلک اڑائیں

منہ پر ملیں گلال ایک کے رنگت گلال کی
نیت فزوں ہو جس سے رخ پر جمال کی

بھارت میں اک ندی ہے گنگا پہ رنگ کی
ہولی ہو اہل ہند سے اہل فرنگ کی

یورپ کی توپ رنگ کی پچکاریاں چلائے
بھارت کو ارزو ہو کہ اس رنگ میں نہائے

دلکی کدورتیں مٹیں الفت کے راگ سے
یکساں ہو شکل مشرق و مغرب کی پھاگ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# مُفید مُلکی خیالات

(منظومہ اپریل ۱۹۱۴ء)

ٹائی جاپاں کی نہ اٹلی کا رومال اچھا ہے
جو بنے اپنے وطن میں وہی مال اچھا ہے

مجھے مطلوب نہیں چین کا رنگیں ساغر
میرے بھارت کا مجھے جامِ سفال اچھا ہے

اوڑھ سکتا نہیں برلن کے دوشالے کو کبھی
مجھ کو مل جائے جو کشمیر کی چھال اچھا ہے

طشتری مغربی سلور کی کروں کیا لیکر
گھر میں موجود ہے کانسی کا جو تھال اچھا ہے

ہم کو راحت ہے فقط ہند کی خوش رنگت سے
ہو اگر پیرس و لندن کا جمال اچھا ہے

جن خیالات سے پھیلی ہیں ودیشی چیزیں
اُن کو گر ہند میں آجائے زوال اچھا ہے

لکھنؤ جانے نہ پائیگی تمہارے گھر سے
ہو ندیا اسکی کہ صنعت کا کمال اچھا ہے

ایرے غیرے بھی بنے پھرتے ہیں رائے صاحب
عہدۂ انگریزی میں دیکھو یہ کمال اچھا ہے

نیشنلسٹوں پہ ہے گورنمنٹ کی حقیقت ظاہر
ماڈریٹوں کے پھنسانے کو یہ جال اچھا ہے

گرچہ سرکار سے مل جاتا ہے گو راہی جواب
لوگ کہدیتے ہیں ممبر کا سوال اچھا ہے

کانگرس کو ہے یقیں ہند کی بدحالی کا
سلطنت کہتی ہے اس ملک کا حال اچھا ہے

بھید اس بات کا کھلتا نہیں ہم پر یارب
کانگرس یا کہ حکومت کا خیال اچھا ہے

قحط و افلاس کی طاری ہوں گھٹائیں جس پر
کون کہہ سکتا ہے اس ملک کا حال اچھا ہے

تا ابد پھولے پھلے دھرم میں مسٹر گاندھی
چمنستانِ وطن کا یہ نہال اچھا ہے

دیش سیوا میں جو آئے وہ مصیبت اچھی
خدمتِ ملک میں ہر رنج و ملال اچھا ہے

مشرقی کہتا ہے خالق کی عبادت بہتر
مغربی کا ہے تقاضا زر و مال اچھا ہے

سب خیالات بُرے ہیں مرے نزدیک مگر
اِک فقط ملک کی خدمت کا خیال اچھا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# مُلک کی خاطر مجھے بیکار رہنے دیجئے

(منظومہ ۳۱-اپریل ۱۹۱۴ء)

مجھ کو ہندوستاں میں محوِ کار رہنے دیجئے
پیرس و لندن کے پس اذکار رہنے دیجئے

ہیٹ مغرب کی مبارک آپ کو ہو اے جناب
میرے سر پر مشرقی دستار رہنے دیجئے

ٹائی اور کالر کے پھندوں کی نہیں حاجت مجھے
اپنی گردن میں یہ دونوں ہار رہنے دیجئے

کیجئے حضرت خوشی سے زیبِ تن پتلون و کوٹ
میرے تن پر چوغہ و شلوار رہنے دیجئے

بوٹ ڈاسن کا تمہارے پاؤں کی زینت رہے
میرے پیروں ہند کی پیزار رہنے دیجئے

آپ چاہے جیئے ہوٹل میں بسکٹ کھائیے
مجھ کو ان باتوں سے ہے جو عار رہنے دیجئے

کیجئے حضرت اسواری سائیکل کی شوق سے
میری رانوں کے تلے راہوار رہنے دیجئے

بھائیے ٹنڈی سڑک پر آپ میرے واسطے
شاہی مسجد کے در و دیوار رہنے دیجئے

آپ انگریزی فرانسیسی میں گٹ پٹ کیجئے
میرے لب پر دیش کی گفتار رہنے دیجئے

آپ انگلشمین کو پڑھئے بصد راحت جناب
میری خاطر "پترکا" اخبار رہنے دیجئے

پانیر سے اور سول سے آپ الفت کیجئے
"دیش" اور "ہندو" سے میرا پیار رہنے دیجئے

مجھکو تاسی داس کے بھجنوں کے ہیں نغمے پسند
ہومر و گیتی کے بس اشعار رہنے دیجئے

عورتوں کے ساتھ مل کر ناچنا پینا شراب
ایسی رسموں کو سمندر پار رہنے دیجئے

آپ بنگلوں میں کسی رئیس کے عزت لیجئے
مجھ کو ٹوٹے جھونپڑے میں خوار رہنے دیجئے

آپ پیدا کیجئے حکام سے گو رسم و راہ
مجھ کو ملک و قوم کا مختار رہنے دیجئے

آپ جا کر کیجئے سرکار کی سروس (رضت) مگر
ملک کی خاطر مجھے بیکار رہنے دیجئے

ذکرِ ملک و قوم پر اک یار نے مجھ سے کہا
ایسی باتوں کا فلک اظہار رہنے دیجئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# مَیں کیا ہُوں

(منظومہ ۷۔ مئی سنہ ۱۹۱۴ء)

باغیوں میں ہُوں نہ مُفسد ہُوں نہ غدّار و نمک حرام ہُوں
مُلک کا بندہ ہُوں نہیں سچّے وفادار و نہیں ہُوں

قومیّت ہے میرا مشرب میرا مذہب مُلک ہے
ہندو و نہیں ہُوں نہ مُسلم کے طرفدار و نہیں ہُوں

میرے دِل میں موجزن ہے جذبۂ حُبِّ وطن
یہ خطا ہے گر تو پھر مَیں بھی خطاوار و نہیں ہُوں

حُرّیت کی اور آزادی کی ہے مجھ کو طلب
یہ گُنہ ہے گر تو پھر مَیں بھی گنہگار و نہیں ہُوں

ہند کی اُلفت کا جذبہ میرے جسم و جاں میں ہے
وُہ مِطلُوب مَیں اُسکے طلبگاروں میں ہُوں

قوم کی بہبود کو رکھتا ہُوں نہیں مدِّ نظر
مُلک کے یاروں مددگار و نہیں غمخواروں میں ہُوں

مُلک کے دُکھڑے بیاں کرنا ہے گر جُرم و قصُور
پھر تو مَیں بھی مُجرِم و نہیں ہُوں سیہ کاروں میں ہُوں

دِل میں جو کچھ ہے وُہ کہدیتا ہُوں مُنہ سے صاف صاف
کاذبوں میں ہُوں نہ جھُوٹا ہُوں نہ مکّار و نہیں ہُوں

اہلِ نفرت سے ہے نفرت چاہ والوں سے ہے چاہ
دُشمنو نکا ہُوں نہیں دُشمن یاروں میں ہُوں

دولتِ علم و ہنر سے دِل ہے میرا مالا مال
غم نہیں مجھکو جو مَیں افلاس کے ماروں میں ہُوں

ہند ہے میراث حُبِّ ہند ہے ورثہ مرا
کون کہتا ہے کہ مُحتاجوں میں نا داروں میں ہُوں

مُلک ہے حامی مرا اور قوم ہے پُشت و پناہ
بیکس و بے بس نہ بے بس نہ لاچار و نہیں ہُوں

پُوچھتے ہو مجھ سے کیا تُم منصب و رتبہ مرا
مَیں نہیں ہند کے ادنیٰ نمکخواروں میں ہُوں

قوم کے جلسو نمیں میری ذات ہے ہر دلعزیز
ناپسندیدہ مگر حاکم کے دربار وں میں ہُوں

لوگ کہتے ہیں مجھے "تُو پڑ گیا ڈھیلا فلک"
ڈائری پولیس دیتی ہے مَیں طرّاروں میں ہُوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# جھوٹے اور جاہ پرست لیڈروں

## کے

# دلی جذبات اور شیخیاں

(منظومہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۱۴ء)

حکام سے جا کھاتے ہیں جھڑکی تو کبھی چپلی
بیخوف کوئی شخص نہیں ہم سے زیادہ

دنیا کی پرستش میں نہیں دین کی پروا
بے فکر نہ پاؤ گے کہیں ہم سے زیادہ

جاتے ہیں بہت چونے حکام کی چوکھٹ
پر کون گھساتا ہے جبیں ہم سے زیادہ

بڑھنے کو بہت سے بڑھے حکام کی جانب
پہنچا نہ کوئی ان کے قریں ہم سے زیادہ

حکام کی مجلس میں بھلا کون ہے بیتاب
کہتا ہے چناں اور چنیں ہم سے زیادہ

ہر وقت خطابوں کے لئے رہتے ہیں مغموم
ہے کون زمانے میں حزیں ہم سے زیادہ

ہم گالیاں کھا کر بھی نہ ہیں طیش میں آتے
ہوگا نہ کوئی صاحب دیں ہم سے زیادہ

سرکار کی ہر بات پہ رکھتے ہیں بھروسہ
ہوگا نہ کوئی اہل یقیں ہم سے زیادہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# سُوربیر ارجن کا دلاور بیٹا ابھمنیوں

اپنی

## ماتا سبھدرا سے جنگ بھارت میں شامل ہونیکے لئے اجازت مانگتا ہے

(منظومہ جون ۱۹۱۴ء)

اجازت دے مجھے ماتا کہ رن بھومی میں جاؤنمیں — بھجا بل اور شکتی یدھ میں جا کر دکھاؤں میں
لگاؤں خود سر پر باندھ کر جوشن — زرہ بکتر ہے سارا تن بدن اپنا سجاؤنمیں
کمر میں تیغ لٹکاؤں لو ترکش پشت پر ڈالوں — کمان ہاتھوں میں لیکر تیر چلے پر چڑھاؤنمیں

---

گدا لیکر میں گرجوں شنکھ سم میدان میں جا کر — لگاؤں چوٹ ایسی ہو شتروکے بھلاؤنمیں
جگر تھرائے دشمن کا رپو کانپے بدن کانپے — اگر تیور بدل کر آہنی خنجر اٹھاؤں میں
گرا دیتی ہے پھل نخلوں کے نیچے جسطرح آندھی — زمیں پر اسطرح سے دشمنوں کے سر گراؤنمیں
ہیں جسم تیزی سے جن پھرتی سے بن میں تتلیاں اڑتیں — انہی پھرتی سے رن میں کروں کے سر اڑاؤنمیں

---

تمہارے دودھ کی تاثیر ماتا رن میں دکھلاؤں — پتا کے زور کا گورو زمانے پر بٹھاؤں میں
دکھا کر غیر کو نیچا مجھے کا سنکھ جب پھونکوں
زمیں کیا چیز ہے ماتا! فلک کا دل ہلاؤنمیں

---

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# دیش بھگتوں کے سرتاج

## لوک مانیہ تلک مہاراج

کا

# خیر مقدم

(رمانڈلے میں ۶ سال کی جلاوطنی کی مصیبت کاٹ کر پونا پہنچنے پر)

(منظومہ ۲۰ جون ۱۹۱۴ء)

فرخا اے فخر بھارت بال گنگا دھر تلک
نیک کار و نیک طینت بال گنگا دھر تلک

تیرے علم و فضل و دانش کا ہے چرچا ہر طرف
ذہن کی تیرے ہے شہرت بال گنگا دھر تلک

خوف و خطرہ میں نہیں چھوڑا کبھی تو نے اصول
ہے عجب تیرا استقامت بال گنگا دھر تلک

مانتے ہیں اہل عالم تیرے استقلال کو
ہے مسلم تیری ہمت بال گنگا دھر تلک

بوئے گل کیطرح ہے پھیلی ہوئی چار و مطرف
تیری شہرت اور اعظمت بال گنگا دھر تلک

لب پہ نغمہ قوم کا ہے دل میں ہے حب وطن
تجھ میں ہے سودائے خدمت بال گنگا دھر تلک

صاف گوئی میں نکوکاری میں اور اشاعت میں
لیگیا تو سب پہ سبقت بال گنگا دھر تلک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



چل دیئے ہیں سوئے منزل تیرے وارثہ کیسا تھ — اُٹھکے محوِ خواب غفلت بال گنگا دھر تلک
دیش سیوا میں اُٹھائیں تو نے سر پر آفتیں — آفریں ہے تجھکو پنڈت بال گنگا دھر تلک

چرخ پر چمکیں گے جب تک اختر و شمس و قمر — ہوگی تب تک تیری عزت بال گنگا دھر تلک

تیری آمد کی خوشی میں ہند کے پیر و جواں — ہو رہے ہیں محوِ راحت بال گنگا دھر تلک
خار آنکھوں میں کھٹکتے تھے یہ جاتے تھے اشک — دیکھ کر تیری مصیبت بال گنگا دھر تلک
گھل رہے تھے رنج و غم میں دیر سے قلب و جگر — کھل رہی تھی تیری فرقت بال گنگا دھر تلک

ڈھونڈھتی سورج مکھی کیطرح تھی تجھ کو نظر — مہر خصلت مہر طلعت بال گنگا دھر تلک
اشتیاقِ دید میں آنکھیں بچھا کر راہ میں — منتظر تھی تیری خلقت بال گنگا دھر تلک

تیرے آنیسے ہوئے بشاش ہیں کل اہل ہند — مٹ گئی ہر دل سے کلفت بال گنگا دھر تلک
تار بھیجے جاتے ہیں ہر سو مبارکباد کے — اس قدر ہے جوشِ محبت بال گنگا دھر تلک

یہ دعا دیتا ہے تجھ کو تیرا شیدائی فلک
ہو خدا کی تجھ پہ شفقت بال گنگا دھر تلک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# کوماگاٹا مارو جہاز

کے

# ہندوستانی مسلمانوں کی حسرتناک الوداع کینیڈا کو

(منظومہ ۲۴ جولائی ۱۹۱۴ء)

اے ترے ملک سے عیار اچلے جاتے ہیں
کیا کریں بے بس و ناچار چلے جاتے ہیں

ننگ دل اپنی زمیں کو تو اٹھالے سر پر
کر نہ بیفائدہ تکرار چلے جاتے ہیں

خود غرض! دیکھ لی تہذیب و شرافت تیری
لے سنبھال اپنا تو گھر بار چلے جاتے ہیں

منتظر تھے کہ ٹھہرنے کی اجازت دے تو
کر دیا تو نے جو انکار۔ چلے جاتے ہیں

جان کر صاحب انصاف چلے آئے تھے
دیکھ کر تجھ کو ستم کار۔ چلے جاتے ہیں

بے ٹھکانے کے رہے چین کے جاپان کے لوگ
واپس اک ہند کے نادار۔ چلے جاتے ہیں

ہیں جانے نہیں یا تے ترے ساحل پہ مگر
مچھلیاں جاتی ہیں سہما چلے جاتے ہیں

مہرباں سارے زمانے پہ ہوئی تیری نگاہ
ہم پہ کیوں اسکے مگر وار کئے جاتے ہیں

ایک دن نیچا دکھائینگے تجھے ہم خود سر
گو کہ خود مان کے اب ہار چلے جاتے ہیں

تیری بے عدلی و بیرحمی و بے مہری کا
کر کے ہم وہر پہ اظہار چلے جاتے ہیں

ہند میں بجلیاں بن کر یہ گریں گے ظالم!
تیرے اس ظلم کے جو تار چلے جاتے ہیں

منہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے ہیں تجھے ہم لیکن
دل ہی دل میں تجھے پھٹکار چلے جاتے ہیں

تیرے بچے بھی یوں ہر سے ناکام پھریں
جیسے ہم پر غم و بیزار چلے جاتے ہیں

غیر انگلینڈ کے ہوتے یہ جفائیں ہم پر
ہم اسی غم میں گرفتار چلے جاتے ہیں

سرزمیں پر نہ رہا اپنا ٹھکانہ اب تو
ہم فلک والے کے دربار چلے جاتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# مذہب کی آڑ میں لڑنے والے

## آریہ اور سکھ بھائیوں سے

# شکوہ

(منظومہ ۲۵۔ جولائی ۱۹۱۴ء)

روز آپس میں جھگڑتے ہو غضب کرتے ہو!
قوم کو وقفِ غم و رنج و تعب کرتے ہو!

آریہ خالصہ دونوں ہیں برادر باہم
کیوں تمیز ان میں بلا وجہ و سبب کرتے ہو

کبھی سوامی کی دلادت کبھی گنگا کا نیوگ
تم جھگڑنے کو یہ پیدا نئے ڈھب کرتے ہو

قوم کے باغ میں بوتے ہو عداوت کا بیج
ملک کے سر پہ یہ تم ظلم عجب کرتے ہو

تم کو مطلب ہے سدا جہل سے نادانی سے
کام دانائی کا اے دوستو اب کرتے ہو

ملک کو ہوتی ہے جب جد و جہد کی حاجت
گھر میں تب بیٹھ کے آرام و طرب کرتے ہو

قوم میں امن و اماں کی ہو ضرورت جس دم
تم اسی وقت بپا شور و شغب کرتے ہو

آپ اپنوں سے بھی انصاف نہیں کر سکتے
اور خود غیر سے انصاف طلب کرتے ہو

رہو شیر اور شکر کی طرح مل جل کے باہم
تم بزرگوں کا اگر کچھ بھی ادب کرتے ہو

مذہبی جنگ و تعصب کی سیاہی سے فلک
ہند کے روز کو تبدیل بہ شب کرتے ہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# ایک سچّے وطن پرست

کا

# رُوح پرور گیت

(منظومہ جولائی ۱۹۱۴ء)

خوفِ آفت سے کہاں دل میں رہا آئیگی
بات سچّی ہے جو وہ لب پہ سدا آئے گی

دل سے نکلیگی نہ مر کر بھی وطن کی اُلفت
میری مٹّی سے بھی خوشبوئے وفا آئے گی

---

میں اُٹھا لونگا بڑے شوق سے اُسکو سر پر
خدمتِ قوم و وطن میں جو بلا آئے گی

سامنا صبر و شجاعت سے کرونگا میں بھی
کھینچ کے مجھ تک جو کبھی تیغ جفا آئے گی

---

غیر رعم اور خودی سے جو کرے گا حملہ
میری امداد کو خود ذاتِ خدا آئے گی

آتما ہوں میں بدل ڈالونگا چولا اپنا
کیا بگاڑے گی اگر میری قضا آئے گی

---

خون روئے گی سما پر میرے مرنے پہ شفق
غم منانے کے لئے کالی گھٹا آئے گی

ابرِ تر اشک بہائے گا مرے مرنے پر
خاک اُڑانے کے لئے بادِ صبا آئے گی

زندگانی میں تو ملنے سے جھجکتی ہے فلک
خلق کو یاد مری بعد فنا آئے گی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# جنگِ یورپ
## کا
# خونی منظر

(منظومہ، اگست سنہ ۱۹۱۴ء)

چلے ہیں یورپ کے ملک سرشار و مست صہبائے جنگ ہو کر
اٹھی لڑائی کی لہر اُنکے دلوں میں قومی اُمنگ ہو کر

خدا بچائے خدا بچائے جہاں کے امن و سلامتی کو
فرنچ برطانوی و جرمن گھروں سے نکلے ہیں تنگ ہو کر

کمر میں شمشیر ہے لٹکتی و نالی بندوق ہاتھ میں ہے
عدو پہ بجلی گرا رہی ہیں نگاہیں شوخ اور شنگ ہو کر

جلال چہروں سے ہے برستا دلوں میں ہمت سما رہی ہے
چلے ہیں میدان کو سپاہی ہزبر و شیر و پلنگ ہو کر

فرانس اور روس ڈالدینگے زمین پہ فوج و سپہ کے ڈورے
اڑینگے جرمن جہاز ہر سو فلک کے اوپر پتنگ ہو کر

پڑینگے فوجوں کے پیر گولے ہر اک طرف قمقموں کی صورت
بہیگا جرمن و برٹین انسان کا خون ہولی کا رنگ ہو کر

کٹینگے سر سروران عالم کے اس لڑائی میں دیکھ لینا
ٹٹینگے مغرور اور خود سر شکار توپ و تفنگ ہو کر

زمین پہ گیدڑ و نکی شگال کھائینگے ٹھوکریں دلاور دل کے
ملینگے خاک اور خون میں تن قتیل تیغ و خدنگ ہو کر

نثار ہوگا مثال بلبل گل وطن پر ہر اک بہادر
جلینگے شمع و چراغ قومی پہ ہر سپاہی پتنگ ہو کر

اٹھایا قوم و وطن کی خدمت کا بیڑا جن جن بہادروں نے
جنابِ حق میں پہنچ گئے وہ یقیناً شہید نام و موس و نگ ہو کر

فلک بتاؤں وہ تجھکو میں کیا نظر جو آتا ہے مجھکو نقشہ
نہیں مناسب ہے منہ سے کہنا زمانہ دیکھیگا دنگ ہو کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# بھارت کے سپوتوں سے خطاب

(منظومہ ستمبر ۱۹۱۴ء)

بھارت کے اے سپوتو ہمت دکھائے جاؤ
دُنیا کے دِل پہ اپنا سِکّہ بٹھائے جاؤ

مُردہ دِلی کا جھنڈا اِس نے زمین پر تُم
زندہ دِلی کا ہر سُو پرچم اُڑائے جاؤ

لاؤ نہ بھُول کر بھی دِل میں خیالِ پستی
خُوش حالیٔ وطن کا بیڑا اُٹھائے جاؤ

تن مَن مٹائے جاؤ تُم نامِ قومیت پر
راہِ وطن میں اپنی جانیں لڑائے جاؤ

کم ہمتی کا دِل سے نام و نشاں مٹا دو
جرأت کا نوحِ دِل پر نقشہ جمائے جاؤ

اے ہندو و مسلماں آپس میں اِن دنوں تُم
نفرت گھٹائے جاؤ اُلفت بڑھائے جاؤ

بکرم کی راج نیتی اکبر کی پالیسی کی
سارے جہاں کے دِل پر عظمت بٹھائے جاؤ

جس کشمکش نے تُم کو ہے اِس قدر مٹایا
تُم سے ہو جس قدر تُم اُس کو مٹائے جاؤ

جن خانہ جنگیوں نے یہ دِن تمہیں دکھائے
اب اُن کی یاد اپنے دِل سے بھلائے جاؤ

بیخوف گائے جاؤ "ہندوستاں ہمارا"
اور "بندے ماترم" کے نعرے لگائے جاؤ

جن دیش سیوکوں سے حاصل ہے فیض تمکو
اُن دیش سیوکوں کی جے جے منائے جاؤ

جس مُلک کا ہو کھاتے دن رات آب و دانہ
اُس مُلک پر سروں کی بھینٹیں چڑھائے جاؤ

پھانسی کا جیل کا ڈر دِل سے فلک مٹا کر
غیروں کے مُنہ پہ سچّی باتیں سُناتے جاؤ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# تُو بھی بدل فلک کہ زمانہ بدل گیا

(منظومہ اپریل ۱۹۱۱ء و مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

تھا جوشِ قومیت جو دلوں میں نکل گیا
سختی کی پالیسی کا عجب داؤ چل گیا

باقی نہیں ہے قوم پرستی کی بُو کہیں
ہر شخص خیر خواہی کے سانچے میں ڈھل گیا

بیٹھے ہوئے ہیں قوم پرستوں کے آج دل
حُکّام کا جگر ہے خوشی سے اُچھل گیا

صُوفی[1] نے اور اجیت[2] نے ٹرکی کی راہ لی
باقی تھا لاجپت[3] سو وُہ میداں سے ٹل گیا

جسونت[4] سے بھی بن نہ سکا ساتھ مُلک کا
صد حیف وُہ بھی جان چھوڑا کر نکل گیا

تصویرِ یاں خاموش ہے سردار کشن سنگھ[5]
زنداں میں بانکے ترچھوں کا کس اور بَل گیا

سر لانے دینا ناتھ[6] نے پگڑی روش نئی
ان کا قدم بھی راہِ وطن سے پھسل گیا

اقبال[7] کی ہے بانگ نئی وُہ صدا نہیں
گویا بڑے بڑوں کا کلیجہ دہل گیا

بدلا ہے پنڈت داس[8] نے مہتے[9] نے رنگ ڈھنگ
تُو بھی بدل فلک کہ زمانہ بدل گیا

---

۱ صُوفی انبا پرشاد صاحب مُرادآبادی نامور محبِ وطن و بیخوف اخبار نویس +
۲ سردار اجیت سنگھ ۱۹۰۷ء کی حیرت انگیز پولیٹیکل ہل چلی کا ہیرو +
۳ لالہ لاجپت رائے پنجاب کا انتھک خادم اور نامور دیش بھگت +
۴ لالہ جسونت رائے "پنجابی" لاہور کا دلیر دل مالک +
۵ سردار کشن سنگھ سردار اجیت سنگھ کے بڑا بھائی +
۶ لالہ بانکے دیال سچی بات منہ پر سُنا دینے والے اخبار "رنگ سیاں" کا اڈیٹر +
۷ خیر بیتی سرلا دیوی دیش بھگت چودھری رام بھجدت جی کی دلیر دل و ہرم پتنی +
۸ لالہ دینا ناتھ پنجاب کی اُردو اخبار نویسی میں نئی رُوح پھونکنے والا اخبار نویس +
۹ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" نامی قومی گیت بنانیوالا نامور شاعر +
۱۰ لالہ پنڈت داس پنجاب کے بیحد بیباک اخبار "انڈیا" گوجرانوالہ کا دلیر دل اڈیٹر +
۱۱ مہتہ نند کشور مرحوم انجمن محبانِ وطن کا پُرجوش سکرٹری +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# سوامی دیانند کا اپنے گورو

سے

## بھارت سیوا کے لئے اجازت مانگنا

(منظومہ ۱۰- اکتوبر ۱۹۱۴ء)

گورو جی دیجئے رخصت کہ اب دنیا میں جاؤں میں
تمہارے علم کی عظمت زمانے پر بٹھاؤں میں

اودیانے مرے بھارت میں اپنا گھر بنایا ہے
تمہارے گیان کی طاقت کے بل اس گھر کو ڈھاؤں میں

بنے بے غیرت و بزدل ہیں بیٹے بھیم و ارجن کے
حمیت اور ہمت کا سبق ان کو پڑھاؤں میں

پڑے ہیں نیند میں مدہوش جتنے آریہ ورتی
انہیں پھر خواب غفلت سے اٹھاؤں میں جگاؤں میں

جہاں کی جاہ و نخوت کی دوڑ میں جو رہ گئے پیچھے
انہیں ہمت دلا کر ساتھ لے کے پھر آگے بڑھاؤں میں

کروڑوں دکھ دردمندوں کے غریبوں کی ہروں پیڑا
اناتھوں بال بیواؤں کے سنکٹ کو مٹاؤں میں

کروں پاتنجلی گوتم کپل کا نام میں روشن
وششٹ و جیمنی کے کام کی مہما جتاؤں میں

بھلایا ہندوؤں نے ویر سے جس ویدوانی کو
اسی کی بجے کا نقارہ جا کے کاشی میں بجاؤں میں

بھٹکتے پھر رہے جو دور مکتی کی اشا میں
انہیں مکتی کا سچا راستہ جا کر دکھاؤں میں

ہرے دی ہیں شرک و خودی کے راگ سنتے ہے
انہیں توحید کا دلکش ترانہ پھر سناؤں میں

مٹاؤں میں جہالت اور لاعلمی کی ظلمت کو
چراغ وید اقدس ہند میں گھر گھر جلاؤں میں

ہلے پاکھنڈ کی دھرتی فلک پاپی کا دل لرزے
حقیقی دھرم کا نغمہ کچھ ایسی لے میں گاؤں میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# ماتمِ حالی

## مسلمانوں میں ملک و قوم کی محبت کی رُوح پھونکنے والے نامور شاعر
## مولانا حالی پانی پتی کا مرثیہ

(منظومہ ۹ جنوری ۱۹۱۵ء)

رُخصت او ہند کے شیدائی و ہمدم حالی!
الوداع قوم کے دلدادہ و محرم حالی!

دِل ہے زخمی تو جگر خُوں ہے تری فُرقت میں
اشک آنکھوں سے برستے ہیں چھما چھم حالی!

---

ترے مرنے کی خبر سُن کے ہیں نالاں مُسلم
آ گئے اُن کے لئے پھر سے مُحرّم حالی!

ہند کے باغِ تر و تازہ کے سر پر یک دم
چھا گیا فصلِ خزاں بن کے ترا غم حالی!

---

تیرے احباب و اقارب پہ نہیں کچھ موقوف
ہو رہا آج ہے گھر گھر ترا ماتم حالی!

پانی پانی ہے جگر آج جو پانی پت کا
تو ہے دلی کا بھی دلِ مضطر و پُر غم حالی!

فرطِ غم سے ترے کرنال اگر ہے نالاں
میرے لاہور کی آنکھیں بھی ہیں پُر نم حالی!

اشکِ باری میں ہیں مصروف اِدھر گنگ و جمن
محوِ زاری ہیں اُدھر ستلج و جہلم حالی!

---

گُل ہیں خاموش تو حیران کھڑی ہے نرگس
آج حیرت میں ہے گُل گلشنِ عالم حالی!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



مرگِ شبلی سے چلا تھا جو تمنچہ دل پر
تو تری موت سے ہے سر پہ پھٹا بم حالی!
دیکھتے دیکھتے ہی آہ! سرِ دشتِ حیات
چل دیا کھا کے تجھے موت کا ضیغم حالی!

ابتو افسوس سے کرتے ہیں تجھے ہم رخصت
گرچہ کہتے تھے کبھی شوق سے ویلکم حالی!
رونقِ انجمنِ نظم ترے ساتھ گئی
بزمِ مضمون نگاری ہوئی برہم حالی!

زندہ دنیا میں کیا غالب مرحوم کا نام
یہ سعادت یہ عقیدت نہیں کچھ کم حالی!
ترا دیوان ہے وہ علم و ہنر کا مخزن
طالبِ علم جسے چاہینگے ہر دم حالی!

لوگ سمجھے ہوئے ہیں جس کو "مسدس تیرا"
ہے وہ مسلم کے دلِ درد کا مرہم حالی!
اک عجب چیز ہے "یہ مثنوئ حبِ وطن"
یہ کہا کرتے ہیں ہم بیٹھ کے باہم حالی!

"رحم و انصاف کی دلچسپ لڑائی" کو میں
مزہ لے لیکے پڑھا کرتا ہوں بیہم حالی!
جب کبھی پڑھتا ہوں "دلسے ہی" "برکھا رت" کو
پیش ہو جاتا ہے تب سینہ عالم حالی!
پڑھ کے "بیوہ کی مناجات" کو اکثر راتوں
رویا کرتا ہے فلک صورتِ شبنم حالی!

جنکے ہاتھوں میں ہے نظموں کا تری مجموعہ
اُن کے قبضہ میں نصیحت کا ہے البم حالی!
ہندوؤں کو جہالت سے بچانے کے لئے
کر گیا علم کے دفتر تو فراہم حالی!
مثلِ سہراب تھے سب ناظم و ناثر تجھ کو
نظم کے نثر کے میدان کے رستم حالی!
ملک کے سود کو ہر وقت دکھا پیشِ نظر
خدمتِ قوم کو سمجھا تو مقدم حالی!
پاک خصلت تھی ترے نیک تھی تیری طینت
قول پکا تھا ترا عزم تھا محکم حالی!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



ترے ایثار و کرم کا ہے جہاں میں چرچا
قوم کے محسن و غمخوار معظم حالی!

قوم پر وار دیئے علم و ہنر کے گوہر
بانیٔ جود و سخا ثانیٔ حاتم حالی!

مانتے ہیں تری عظمت کو مسلمان و ہنود
قابلیت تھی تری سب میں مسلم حالی!

ہمتِ عہدِ جوانی کا تو ہے ذکر ہی کیا
تھا بڑھاپے میں بھی قائم ترا دم خم حالی!

چلتا پھرتا تھا فقط اپنے ہی بل بوتے پر
تجھے درکار نہ گھوڑا تھا نہ ٹم ٹم حالی!

---

دل سے ممنون ہیں ہاں تیری نکوکاری کے
بھول سکتے نہیں احسان ترے ہم حالی!

کر دیا تو نے جوانانِ وطن کو سیدھا
آگیا گرچہ تری پیٹھ میں خود خم حالی!

ترے اخلاص و محبت کی ہے دنیا قائل
پیکرِ مہر و وفا خلق مجسم حالی!

---

اس زمانے میں کہ جب قحط ہے انسانوں کا
ہند والوں کو غنیمت تھا ترا دم حالی!

کام لیتا رہا تحریر سے تقریر سے تو
تیرے ہاتھوں میں نہ برچھا تھا نہ بم حالی!

کیا کہوں اور تری یاد میں روتے روتے
پڑ گئی ہے میری آواز بھی مدھم حالی!

---

راگ کا شوق زمانے میں رہیگا جب تک
اور الاپیگا کوئی دھرپت و خیم حالی!

نظمِ قومی کی جہاں قدر کریگا جبتک
اور گائیگا کوئی دیس کا سرگم حالی!

گلشنِ دہر میں پھول کھلیں گے جب تک
اور آئیگا یہ گل کھلنے کا موسم حالی!

چرخ پر چمکیں گے یہ چاند ستارے جبتک
نور چھٹکائیگا یہ نیر اعظم حالی!

ملکِ بھارت میں بجیگا ترا ڈنکا تا حد
اور اڑیگا ترا آکاش میں پرچم حالی!

ہے دعا گلشنِ فردوس میں بخشے تجھکو
کوئی اچھی سی جگہ ربِ مکرم حالی!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# آزادی کا حامی رشی نند

(منظومہ فروری ۱۹۱۵ء)

انوپ شہر میں جسدم تھے سوامی جلوہ فگن
سُنا رہے تھے زمانے کو وید کا سرمن

مٹا رہے تھے دماغوں سے جہل کی ظلمت
بنا رہے تھے دلوں کو منوّر و روشن

جتا رہے تھے وہ دُنیا پہ پُن کی خوبی
بتا رہے تھے وہ لوگوں کو وہم کے لکشن

پلٹ رہے تھے وہ وہم اور جھوٹ کی صف کو
بچھا رہے تھے صفائی کا صدق کا آسن

بجھا بجھا کے دیئے ظلمت و جہالت کے
چراغ علم و ہنر کے تھے کر رہے روشن

بٹھا رہے تھے حقیقت کی ذہن پر عظمت
اُٹھا رہے تھے خیالاتِ شرک ما و من

ہٹا کے کفر سے بھارت کے رہنے والوں کو
سکھا رہے تھے فقط ایک ایش کا پوجن

---

یہ وصف جان کے سوامی کے خوش ہوئے دلبیں
انوپ شہر کے سب نوجوان و طفل و زن

---

یہ بات دیکھ کے اِک شعلہ کے دل میں
جلن کچھ ایسے طریقہ سے ایرشا کی اگن

وہ بے ایمان بلا وجہ و بے سبب ناحق
بنا صد حیف سوامی کی جان کا دشمن

اسی خیال سے ظالم نے پان میں رکھکے
دیا وہ زہر جلا دے جو جان کا خرمن

---

مگر مشیتِ یزداں سے بچ رہے سوامی
ہُوا نہ جاں سے الگ اُن کا پاک اقدس تن

سُنی یہ بات جو تحصیلدار صاحب نے
وفورِ رنج سے جل اُٹھا اُن کا تن اور من

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



کہا کہ لاؤ پکڑ کر ابھی ستم گر کو — نہ جائے بھاگ کے وہ بدخصال و بدباطن
سُنا یہ حکم تو دوڑی ہوئی گئی پولیس — کیا لعیں کو پکڑ اسیرِ قیدِ محن

---

کیا یہ ذکر جو تحصیلدار نے جا کر — تو غم سے پڑ گئی چہرے پہ مہرشی کے شکن
رہے کچھ عرصہ اسی بحرِ فکر میں غرقاب — جھکی رہی اسی صدمہ سے دیر تک گردن
اٹھا کے سر یہ کہا مہرشی نے پھر اُن سے — کہ جا کے کھول دو اُن بیوقوف کے بندھن

ستّر برس کیلئے میں نے ہے جنم پایا
نہیں کسی کو میں زنداں میں بھیجنے آیا

---

# بسنت کا خوشگوار موسم

(منظومہ فروری سنہ ۱۹۱۵ء)

آیا ہے دھوم دھام سے موسم بسنت کا — چھایا ہے باغ و راغ پہ عالم بسنت کا
دورِ خزاں کی ظلمتیں دنیا سے مٹ گئیں — چمکا ہے جب سے نیّرِ اعظم بسنت کا
ڈیرے لگا دیئے ہیں چمن میں بہار نے — اُڑتا ہے بوستاں میں پرچم بسنت کا
غم کے جگر پہ راح کا ریلا ور چلا — دورِ خزاں کے سر پہ پھٹا بم بسنت کا
کلیاں کھلی ہیں غنچے لگاتے ہیں قہقہے — گل ہنس کے ذکر کرتے ہیں ہر دم بسنت کا
سروِ رواں پہ شور مچاتی ہیں قمریاں — گاتی ہیں بلبلیں مل کے موسم بسنت کا
بھاگے نہ دم دبا کے زمانے سے کیوں خزاں — ہر لب پہ اب ہے ذکرِ معظم بسنت کا
سب منتظر ہیں آمدِ فصلِ بہار کے — سب کر رہے ہیں تذکرہ باہم بسنت کا
ہوتا نہ رنج و غم سے اگر سامنا فلک — کرتے پھر ہم بھی شوق سے ویلکم بسنت کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# میدانِ یورپ کو جانیوالے

## ہندوستانی سپاہیوں سے خطاب

(منظومہ ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء)

یورپ کے مُلک جنگ کے سانچے میں ڈھل گئے — انگلینڈ و رُوس و جرمنی سُوئے جدل گئے
دریائے خُوں فرانس کے میدانمیں چل گئے — بلجم کی سرزمین کے نقشے بدل گئے
اُٹھو ہُوا ہے حشر بپا رزمگاہ میں
لرزہ ہے آسمان و زمیں تہرو ماہ میں

لنڈن کے لشکروں کو تمہارا ہے انتظار — پیرس کے افسروں کو تمہارا ہے انتظار
بلجم کے صفدروں کو تمہارا ہے انتظار — رُوسی دلاوروں کو تمہارا ہے انتظار
پھُولوں کے ہار ہاتھ میں لیکر ہیں سب کھڑے
خواہاں ہیں جلد شکل تمہاری نظر پڑے

جاؤ شجاعو بزم میں کچھ کر دکھاؤ تم — دُشمن کو خاک و خُون میں جاکر سلاؤ تم
یورپ میں انڈیا کا پھریرا اُڑاؤ تم — جُرأت کے نام نیک کا ڈنکا بجاؤ تم
ڈُوبی ہے بلجیم کی جو کشتی اُبھار دو
بگڑے ہُوئے ہیں کام جو اُن کو سنوار دو

اُٹھو کمر میں شوق سے لٹکاؤ تیغ ہند — یورپ کی رزمگاہ میں لے جاؤ تیغ ہند
پچھم کے کوہ و دشت میں چمکاؤ تیغ ہند — مغرب کے نیزہ بازوں کو دکھلاؤ تیغ ہند

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



ارجن سی کارزار میں ہمت دکھاؤ جاؤ
بھیشم سی بھیم سین سی جرأت دکھاؤ جاؤ

جاؤ! دکھاؤ جاتے ہیں میدان میں شیر یوں — لڑتے ہیں یدھ بھوم میں ہنومان سی دلیر یوں
کرتے ہیں بیر جنگ میں دشمن کو زیر یوں — لیتے ہیں مردانے مخالف کو گھیر یوں

بھارت سپوت رزم میں کرتے ہیں اسطرح
جانیں نثار شوق سے کرتے ہیں اسطرح

جو کام آریوں کی دعائیں نہ کر سکیں — جو کام پنتھ والوں کی رائیں نہ کر سکیں
جو کام لیگ ہم سبھائیں نہ کر سکیں — جو کام کانگرس کی صدائیں نہ کر سکیں

وہ کام تم کو جنگ میں کرنا ہے بھائیو
جاں دیکے دکھ ہند کا ہرنا ہے بھائیو

## فلسفۂ زندگی

(منظومہ جون ۱۹۱۵ء)

آدمی کو چاہئے دنیا میں رہنا کس طرح؟ — جسطرح تالاب کے پانی میں رہتا ہے کنول!
رنج و غم دنیا کے انسان بھول جائے کسطرح؟ — جسطرح وہ شخص جس کے ذہن میں آئے خلل!
آدمی جائے مصیبت کے مقابل کسطرح؟ — جسطرح ہے شیر جاتا سیل میں سینہ کے بل!
آدمی اپنے ارادے کا ہو پکا کس طرح؟ — جسطرح قانون ہے تقدیر و قدرت کا اٹل
پاکے دولت رہنا واجب ہے بشر کو کس طرح؟ — جسطرح جھک کر رہے وہ شاخ آئے جس میں پھل!

صاحب زر مفلسوں پہ زر لٹائے کسطرح؟
جسطرح پیسی نہیں پر ابر برساتا ہے جل!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# نئی روشنی

(منظومہ جون ۱۹۱۵ء)

تلاشِ سیم و طلا میں خدا کو بھول گئے
دُلھن کے عشق میں ماتا پتا کو بھول گئے

دیئے تمیز نے رنگت کی اسقدر چکّر
کہ دورِ قسمتِ ارض و سما کو بھول گئے

پڑھے خیال جو مِل و سپنسر کے
بہشت و دوزخ و روزِ جزا کو بھول گئے

ملی جو یورپی تہذیب نو کی آزادی
تو ایشیا کی پُرانی حیا کو بھول گئے

پڑھا کتاب میں جب ذکرِ ہومر و گیٹی
تو والمیکی شیریں نوا کو بھول گئے

ملا ہے جب سے پتہ فیضِ کارنیگی کا
ہمیں چندر کے جُود و سخا کو بھول گئے

بھری ہے کوٹ کی تلوں کی ہوا میں
بسر گئی ہمیں دھوتی۔ قبا کو بھول گئے

چڑھا نگاہ پہ جس وقت بوٹ ڈاسن کا
سلیم شاہ کی ہم کفش پا کو بھول گئے

جہاں میں ہو گئے روشن جو لمپ بجلی کے
تو ہم چراغ کی دھندلی ضیا کو بھول گئے

چلے جو برق کے پنکھے پڑھی جو برف نظر
تو آبِ سرد کو۔ ٹھنڈی ہوا کو بھول گئے

نظر میں جچ گئی صورت جو یورپین کی
بتانِ ہند کے حسن و ادا کو بھول گئے

پڑیں جو کان میں اونچی سُریں پیانو کی
تو جلترنگ کی مدھم صدا کو بھول گئے

جو سات فیر کا ریلوا ور منظر آیا
تو بھیم سین کی خونی گدا کو بھول گئے

لگائے باغ میں جب پنک روز اور ڈیزی
گلِ گلاب و سمن۔ موتیا کو بھول گئے

لگایا منہ پہ لونڈر فلاک جو پیرس کا
تو جون پور کے عطرِ حنا کو بھول گئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# جنگی والنٹیر بننے کے خواہشمند ہندوستانی کے دلی جذبات

(منظومہ ۳- اگست ۱۹۱۵ء)

دل میں ہیں جنگ میں جانیکی ہوس رکھتا ہوں
ہمت و جوش دکھانیکی ہوس رکھتا ہوں

عرصۂ رزم میں مرنے کی تمنا ہے مجھے
یدھ میں جان لڑانیکی ہوس رکھتا ہوں

جوش و خروش لگانے کی ہے مجھ کو حسرت
خنجر و تیغ چلانے کی ہوس رکھتا ہوں

---

جنگ کی آگ میں جلنے کی ہے میری منشا
خونِ دشمن میں نہانے کی ہوس رکھتا ہوں

حریت پر ہے فدا ہونیکی خواہش مجھ کو
ملک پر خود کو مٹانے کی ہوس رکھتا ہوں

---

سر سے کم ہمتی کا داغ مٹانے کے لئے
گولیاں سینہ پہ کھانے کی ہوس رکھتا ہوں

عزت و نصرتِ اقوام کا خواہاں ہو نہیں
ہند کا مان بڑھانیکی ہوس رکھتا ہوں

---

یدھ بھومی میں ہیں پرتاپ و پتھورا کی طرح
بہر اعدا کو اڑانے کی ہوس رکھتا ہوں

جنگ کے بعد مرے ملک کو سوراج ملے
اسلئے جان گنوانے کی ہوس رکھتا ہوں

حرمتِ ملک و صداقت کے بچانیکو فلک
رن میں تلوار اٹھانے کی ہوس رکھتا ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# جنگ کے بعد

## دُنیا کا نظارہ

(منظومہ ۱۳- اگست ۱۹۱۵ء)

پھر رہا ہے میری نظر وہ میں وہ عالم اے فلک — دُور جس دم جنگِ یورپ کی بلا ہو جائیگی
تنگ آ جائینگے سارے اہلِ مغرب جنگ سے — شاہِ ولیم کی طبیعت بھی خفا ہو جائیگی

---

گولیوں کی سنسناہٹ ختم ہو جائیگی جب — بند بندوقوں کی توپوں کی صدا ہو جائیگی
جا پڑینگے میان میں جب خنجر و تیغ و تبر — رزمگہ سے بدھ کی دیوی خفا ہو جائیگی

---

دہر سے بجھ جائیگی جب آتشِ رزم و فساد — اور طاری امن کی ٹھنڈی گھٹا ہو جائیگی
آشتی سے یورپی قوموں کے قضیے ہونگے طے — دل کی رنجش نورِ اُلفت سے صفا ہو جائیگی

---

انڈن و پیرس میں گونجیگی پیانو کی صدا — جنگ کے باجوں کی یہ شورش فنا ہو جائیگی

---

ہوگی کالِ حریت پوٹینڈ والوں کو نصیب — شاد اور آباد بلجم کی فضا ہو جائیگی
اہلِ لشکر کو ملیگا جاں نثاری کا صلہ
ہند کو سوراج کی نعمت عطا ہو جائیگی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


# مظلوم دروپدی کی فریاد

## سری کرشن مہاراج کے حضور میں

(منظومہ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(جو اُس نے اُسوقت کی تھی جبوقت ظالم دُشاسن اُسکی ساڑھی کھینچکر اُسے برسرِ دربار ننگا کرنا چاہتا تھا)

میری امداد کو اے بنسری والے آجا — ہاتھ میں اپنے سُدرشن کو سنبھالے آجا
کھینچتا چیر ہے بیدرد دُشاسن میرا — اس کو ناپاک ارادے سے ہٹالے آجا
گرداب کے دام سے تھا گج کو چھڑایا تو نے — جبر سے کوروں کے مجھکو چھڑالے آجا
آبرو لینے پہ آمادہ ہیں ظالم کورو — پڑگئے آہ مجھے آن کے لالے آجا
بیوائی سے سُداماں کو بچایا تو نے — مجھ کو اس ذلت و خواری سے بچالے آجا
آہ و زاری میں مرے جان نکلی جاتی ہے — کر رہی ہوں میں بڑی دیر سے نالے آجا
مثلِ تصویر ہیں اب بھیشم و کرپا خاموش — لگ گئے دروں کے بھی منہ پہ ہیں تالے آجا
بھیم و سہدیو تو کیا چیز ہیں ارجن تک نے — کر دیا ہے مجھے قسمت کے حوالے آجا
لاج مجھ بے بس و بیکس کی بچانے کے لئے — اے زمانے کے جیالوں کے جیالے آجا

کون ہمدرد فلک سے سوائے مومن
آکے اس کوہِ گراں بار کو ٹالے آجا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# استقلال مجسّم امچند رجی

## کا

# جواب بھرت کو

(بن باس کا خیال چھوڑ کر اجودھیا میں واپس چلے جانے کی درخواست پر)

(منظومہ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء)

برف کے ڈھیلے اگر گرمی سے ڈھلنا بھول جائیں　　آگ سے گر موم کے ٹکڑے پگھلنا بھول جائیں
میں پتا کے حکم کو لیکن بھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

مست بھنورے گر کنول پر بھنبھنانا بھول جائیں　　پربتوں پر کوئلیں تانیں لگانا بھول جائیں
میں پتا کے حکم کو لیکن بھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

راگ پر بن کے ہرن گر مست ہونا بھول جائیں　　بین سنکر سانپ اپنے ہوش کھونا بھول جائیں
میں پتا کے حکم کو لیکن بھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

بوستانوں میں اگر غنچے چٹکنا بھول جائیں　　جھاڑیوں میں خار دامن سے الجھنا بھول جائیں
میں پتا کے حکم کو لیکن بھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



وادیٔ کشمیر میں پتھر اُڑکنا بھول جائیں ریت کے ذرّے سُمیرو پر چمکنا بھول جائیں
مَیں پتا کے حُکم کو لیکن بُھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

آسماں پر چاند اور سُورج نِکلنا بھول جائیں سرزمیں پر پھُول کھِلنا نخل پھلنا بھُول جائیں
مَیں پتا کے حُکم کو لیکن بُھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

ہونٹھ ہنسنا اور رُخسارے دمکنا بھول جائیں کان سُننا مردمِ دیدہ تھرکنا بھول جائیں
مَیں پتا کے حُکم کو لیکن بُھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

سُورما تلوار لیکر رن میں بڑھنا بھول جائیں وید پاٹھی برہمچاری وید پڑھنا بھول جائیں
مَیں پتا کے حُکم کو لیکن بُھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

اِشِ بھگتی میں مُنیشر محو رہنا بھول جائیں آریہ بھومی میں گنگا جمنا بہنا بھول جائیں
مَیں پتا کے حُکم کو لیکن بُھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# بنوں کو جانے کی تیاری کرتے ہوئے
# بھگوان رامچندر کے جذبات

(منظومہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

اے عیش الگ آرام الگ۔ اب غم سے ہاتھ ملانا ہے — بن نگر اجدھیا سے چھٹکر جنگل کی جانب جانا ہے
اے پوشاکِ زرکار اُتر۔ اے ریشم کی دستار اُتر — وستر کے عوض تن اور سر پر جنگل کی اکھ رانا ہے
ہٹ دور پڑے اے جاہ و حشم مت شکل دکھا اے انا زوم — اب چودہ برس ہمنے پیم جنگل میں ثمر پھل کھانا ہے
اے صبر مدد اے حلم مدد اے تیاگ مدد ویراگ مدد — سکھ راج محلوں کے تجکر ڈنڈک بن میں دکھ پانا ہے
والد کی لاج بچانیکو۔ بیٹے کا دھرم دکھانے کو — رگھوکل کا مان بڑھانیکو۔ بن بن کی خاک اُڑانا ہے
شدری کا آدر کرنا ہے بچنوں کا دامن بھرنا ہے — سگریو کا سنکٹ ہرنا ہے۔ بالی پر تیر چلانا ہے
بھگتن سنتن کے تارن کو دشٹن کے پوسنگھارن کو — دُرجن دُشٹن کے مارن کو لنکا میں دھجا نانا ہے
پاپوں کا نقش مٹانے کو ظلموں کے قصر کے ڈھانے کو
نیکی کو فلک پہ چڑھانے کو راون کو مار گرانا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# تیاگ مجسم بھرت

## کا

# اظہار بے گناہی

(رگھوکل دیپک رام چندر جی کی ماتا کوشلیا کے روبرو)

(منظومہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

نہیں تخت اجودھیا کی مجھے حسرت ذرا ماتا
نہیں کچھ حکمرانی کی مجھے حرص و ہوا ماتا
نہیں ہرگز مجھے کچھ خواہش سیم و طلا ماتا
نہیں کچھ مجھ کو پروائے نشاط جاں فزا ماتا
نہیں مجھکو خیال سیر باغ دلکشا ماتا
نہیں کچھ رام کے بن باس میں مقصد مرا ماتا

وفاداروں میں ہوں قائم ابھی تک ہے وفا میری
پسر ہوں کیکئی کا بس یہی ہے اک خطا میری

---

سزا ہے شاستر میں گائے کا جو خون بہانے کی
مقدس وید کے قرباں کے آگے سر اٹھانے کی
قسم اور قول سے پھرنے دھرم سے ڈگمگانے کی
جہاں میں پاپ پھیلانے بری رسمیں چلانے کی
پتا کے حکم کی تعمیل سے آنکھیں چرانے کی
خموشی کی جگہ آقا کے آگے بڑبڑانے کی
سحر کے وقت سونے شام کو بستر پہ جانے کی
پکڑ کر کھوپڑی خیرات کو در کھٹکھٹانے کی
رعایا پر غضب کرنے کی جور و ظلم ڈھانے کی
کسی سکین کسی کمزور کے حق کو دبانے کی
غریبوں کو ستانے کی انا تھوں کو رلانے کی
یتیموں بیواؤں بیکسوں کا دل دکھانے کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



ریاکاری سے بھولے آدمی کو لوٹ کھانے کی — کسی بے بار و بے پرسشر کا گھر جلانے کی
شراب و میکشی میں مال و زر اپنا لٹانے کی — زن و اطفال کی جاں فاقہ مستی میں گھلانے کی
لڑائی میں سمکتے آدمی کا سر اڑانے کی — دکھا کر بزدلی سے پیٹھ رن سے بھاگ آنے کی
کسی بچھڑے کی حق کا دودھ بچے کو پلانے کی — کسی بیا سے بشر کو پانی سے پیچھے ہٹانے کی
گورو کی دھرم تپنی پر نگاہِ بد جمانے کی — پرائی استری سے بھوگ کرنے دل لگانے کی
نکو نامی کسی کی سن کے جلنے تلملانے کی — حقیقی سادھوؤں کو کوپ کی درشٹی دکھانے کی
غلط باتیں بنانے کی غلط رستہ بتانے کی — سزا ہے الغرض جو ایسے پاپوں کے کمانے کی

ملے اس سے کہیں لاکھوں گنا بڑھکر سزا مجھ کو
اگر یہ باس ہیں بھائی کے ماتا ہاتھ میرا ہو

---

# ہندوستانی سپاہی اور میدانِ یورپ

میداں میں زندگی کا آنند آرہا ہے — منظر عجب مقدس مجھ کو دکھا رہا ہے
لنڈن کے ڈھول بجکر من موہ رہے ہیں میرا — پیرس کا بینڈ باجا دل کو لبھا رہا ہے
توپیں گرج رہی ہیں گولے برس رہے ہیں — بارود کے دھوئیں سے بادل سا چھا رہا ہے
پھٹتے ہیں بم چلتی ہے گیس ہر طرف سے — سانغین رنگ اپنا ہر سو جما رہا ہے
جس موت سے ہیں ڈرتے شہر و نیو رہنے والے — اُسی موت سے سپاہی آنکھیں لڑا رہا ہے
جرمن فرنچ اپنے ملکوں پہ مر رہے ہیں — قوم و وطن پہ رُوسی تن من نثار رہا ہے
آزادیٔ جہاں پر مٹنے کا پاک جذبہ — ہندوستانیوں کو میداں میں لا رہا ہے
بھیشم کے کارنامے سمجھتے ہیں خوش دلیں — ارجن کا عزم مجھ کو جرأت دلا رہا ہے
"میداں میں مرنے والا بیکنٹھ کو ہے جاتا" — اُپدیش کرشن کا یہ ہمت بڑھا رہا ہے
"اِن جیتوں کے بدلے آزادیاں ملینگی" — اِک دیوتا فلک پہ یہ راگ گا رہا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


# رنگِ ہستی

(منظومہ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

کبھی بن کر گلِ نو میں گلستاں میں مہکتا ہوں
کبھی میں بن کے بلبل شاخِ گلبن پر چہکتا ہوں

کبھی میں نور چھٹکاتا ہوں بن کر ماہِ نورانی
کبھی میں مہر بن کر چرخِ اخضر پر چمکتا ہوں
کبھی آکاش پر میں گھومتا ہوں بن کے سیارہ
کبھی میں بن کے موتی فرشِ مخمل پر ڈھلکتا ہوں

کبھی سن صفتِ خاموش رہتا ہوں میں گلشن میں
کبھی غنچوں کی صورت کھل کھلاتا ہوں چٹکتا ہوں
کبھی تنوں کی صورت سر نگوں رہتا ہوں میں شاخوں پر
کبھی شاخوں کی صورت میں درختوں پر لچکتا ہوں

کبھی میں کانپتا ہوں بید مجنوں بن کے جنگل میں
کبھی سبزہ کی صورت صحنِ بستاں میں لہکتا ہوں
کبھی اڑتا ہوں بنکر اوس میں سورج کی کرنوں سے
کبھی بنکر ثمر میں پیڑ کی شاخوں میں پکتا ہوں

سرِ مشفق پہ چڑھتا ہوں کبھی میں پھول کی صورت
کبھی میں خار بنکر چشمِ دشمن میں کھٹکتا ہوں
تڑپتا ہوں کبھی میں بن کے مژگانِ تیر کی صورت
کبھی آنکھوں کے اندر بن کے پتلی میں تھرکتا ہوں

کبھی کرتا ہوں روشن بن کے سرمہ کالی آنکھوں کو
کبھی میں بن کے سرخی رخ پہ رخ پر جھلکتا ہوں
کبھی ہنستے ہوئے ہونٹوں پہ آتا ہوں ہنسی بنکر
کبھی میں اشک بن کر چشمِ گریاں سے ٹپکتا ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



لپٹتا ہوں کبھی چولی صفت سینہ سے جاناں کے
کبھی بن کر دوپٹہ سر سے دلبر کے سرکتا ہوں
پھرکتا ہوں کبھی میں آنکھ بن کر نازنینوں کی
کبھی عشاق کا دل بن کے سینہ میں دھڑکتا ہوں

---

کبھی آرپاں کی شکل میں بہتا ہوں نہروں میں
کبھی اخگر کی صورت بھٹیوں میں میں دہکتا ہوں
کبھی میں موج بنکر ہوں ابھرتا بحر دریا میں
کبھی آتشکدے میں بنکے شعلہ میں لپکتا ہوں
کبھی گرداب بنکر میں نگل جاتا ہوں کشتی کو
کبھی خود لہر بنکر ساحلوں سے سر پٹکتا ہوں

---

کبھی جلتا ہوں بن کر کوئلہ اسٹیم انجن میں
کبھی میں بوتہ زرگر میں زر بن کر دمکتا ہوں
کبھی جمتا ہوں بنکر برف میں اونچے پہاڑوں پر
کبھی پتھر کی صورت وادیوں میں میں لڑھکتا ہوں

---

اُبلتا ہوں کبھی میں بن کے پانی گرم چشموں میں
کبھی صہبائے رنگیں بن کے ساغر سے چھلکتا ہوں
گرجتا ہوں کبھی میں بن کے بادل آسمانوں میں
کبھی بجلی کی صورت بادلوں میں میں کڑکتا ہوں

---

اذاں بنکر کبھی گونجتا مسجد کے گنبد میں
کبھی مندر میں میں گھنٹوں کی صورت میں کھڑکتا ہوں
کبھی طاؤس بنکر ناچتا ہوں کوہساروں میں
کبھی کستوری بنکر بوستانوں میں مہکتا ہوں

---

نکلتا ہوں کبھی میں شیر بنکر دشت ویراں میں
کبھی خرگوش بنکر جھاڑیوں میں میں دبکتا ہوں
کبھی بن بن کے ہرن پھرتا ہوں دشت و کوہ و جنگل میں
کبھی خود اپنے گھر میں چوکڑی بھرتا ہوں تکتا ہوں
کبھی منصور بن کر شوق سے چڑھتا ہوں سولی پر
کبھی میں خاک کے چھینے پہ تڑپتا ہوں بلکتا ہوں

---

کبھی میں بن کے عاقل بات کہتا ہوں ٹھکانے کی
کبھی پاگل صفت بڑھانکتا ہوں اور بکتا ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



کبھی اظہارِ حق سے شاہ کے آگے نہیں ڈرتا
کبھی اُستاد سے بھی بات کرنے میں جھجکتا ہوں

کبھی غیروں کے ہاتھوں مار کھا لیتا ہوں چپکے سے
کبھی اپنوں سے بھی دامن چھڑا کر میں کھسکتا ہوں
کبھی پیاسے برادر کو میں پانی تک نہیں دیتا
کبھی غیروں کی خاطر خون اپنا میں چھڑکتا ہوں

کبھی پردہ دری کرتا ہوں اپنوں کی عداوت میں
کبھی غیروں کے عیبوں کو بھی محرم بن کے ڈھکتا ہوں
کبھی آنکھیں دکھاتا ہوں پتی کو استری ہو کر
کبھی بن کر پتی خود استری کو میں گھرکتا ہوں
پڑا رہتا ہوں خوش ہو کر کبھی باتوں کی سیجا پر
کبھی بیمار ہو کر چارپائی پر سسکتا ہوں
کبھی خود کو دیتا ہوں محبت کی خواہش سے آگ میں
کبھی شمشان بھومی کی طرف جاتے ٹھٹکتا ہوں

کبھی میں بن کے زاہد آیتیں پڑھتا ہوں منبر پر
کبھی میخوار بن کر میکدے میں میں بہکتا ہوں
کبھی پیروں تلے کیڑے کو بھی بننے نہیں دیتا
کبھی جلاد بن کر میں سرِ مژگاں جھپکتا ہوں

سناتا ہوں کبھی میں فیصلہ جسٹس کی صورت میں
کبھی قاتل کی صورت دار پر جا کر لٹکتا ہوں
کبھی میں بن کے قیدی جھیلتا ہوں جیل کی سختی
کبھی خود قیدیوں کو وارڈر بن کر جھڑکتا ہوں

کبھی لاکھوں کروڑوں کی ذرا پروا نہیں کرتا
کبھی میں ایک پیسے تک کو حیراں ہو کے تکتا ہوں
مناتا ہوں کبھی عشرت فلک شاہِ جہاں ہو کر
گدا بن کر کبھی میں بھیک کو در در بھٹکتا ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# پریم مجسّم بھرت

## کا

# اظہارِ خوشی

(بنوں سے واپس آنیوالے شری رامچندر جی مہاراج کے روبرو)

(منظومہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

بھنوروں کو بھنبھنانے سے ہوتی ہے جو خوشی ۔ کلیوں کو کھلکھلانے سے ہوتی ہے جو خوشی
موروں کو ابر گھر کے برسنے سے ہوتی ہے جو خوشی ۔ ہرناں کے بن میں پھرنے سے ہوتی ہے جو خوشی
کوئل کو چہچہانے سے ہوتی ہے جو خوشی ۔ مچھلی کو جل سمانے سے ہوتی ہے جو خوشی
مجھ کو ہے اُس سے بڑھ کے خوشی آج رام جی
ناتھوں کے ناتھ راجوں کے مہاراج رام جی

دانی کو دان دینے سے ہوتی ہے جو خوشی ۔ گیانی کو گیان لینے سے ہوتی ہے جو خوشی
دھیانی کو دھیان دھرنے سے ہوتی ہے جو خوشی ۔ یوگی کو یوگ کرنے سے ہوتی ہے جو خوشی
بھگتوں کو پاپ دھونے سے ہوتی ہے جو خوشی ۔ رشیوں کو مکتی ہونے سے ہوتی ہے جو خوشی
مجھ کو ہے اُس سے بڑھ کے خوشی آج رام جی
ناتھوں کے ناتھ راجوں کے مہاراج رام جی

شوروں کو رن میں مرنے سے ہوتی ہے جو خوشی ۔ بیروں کو جنگ کرنے سے ہوتی ہے جو خوشی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



سینا کو جیت آنسے ہوتی ہے جو خوشی — پرجا کو چین پانے سے ہوتی ہے جو خوشی
راجہ کو حکم چلنے سے ہوتی ہے جو خوشی — مالی کو باغ پھلنے سے ہوتی ہے جو خوشی
مجھ کو ہے اُس سے بڑھ کے خوشی آج رام جی۔
ناتھوں کے ناتھ راجوں کے مہاراج رام جی۔

دہقاں کو کھیت پکنے سے ہوتی ہے جو خوشی — مالن کو گل مہکنے سے ہوتی ہے جو خوشی
شاعر کو داد پانے سے ہوتی ہے جو خوشی — راگی کو راگ گانے سے ہوتی ہے جو خوشی
برہما کو وید پڑھنے سے ہوتی ہے جو خوشی — پنڈت کو علم بڑھنے سے ہوتی ہے جو خوشی
مجھ کو ہے اُس سے بڑھ کے خوشی آج رام جی
ناتھوں کے ناتھ راجوں کے مہاراج رام جی

روگی کو روگ گھٹنے سے ہوتی ہے جو خوشی — دُکھیا کو دُکھ کے کٹنے سے ہوتی ہے جو خوشی
بے زر کو زر کے ملنے سے ہوتی ہے جو خوشی — بے گھر کو گھر کے ملنے سے ہوتی ہے جو خوشی
بوڑھوں کو باپ بننے سے ہوتی ہے جو خوشی — بانجھوں کو پتر جننے سے ہوتی ہے جو خوشی
مجھ کو ہے اُس سے بڑھ کے خوشی آج رام جی
ناتھوں کے ناتھ راجوں کے مہاراج رام جی

پیاسے کو سر پہ جا نیسے ہوتی ہے جو خوشی — بھوکے کو اَن پانے سے ہوتی ہے جو خوشی
گلچیں کو پھول چننے سے ہوتی ہے جو خوشی — بہرے کو بات سننے سے ہوتی ہے جو خوشی
اندھے کو صاف تکنے سے ہوتی ہے جو خوشی — گونگے کو بول سکنے سے ہوتی ہے جو خوشی
مجھ کو ہے اُس سے بڑھ کے خوشی آج رام جی
ناتھوں کے ناتھ راجوں کے مہاراج رام جی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# دولت کی دیوی لکشمی

## سے

# ہندوستان میں واپس آنے کی درخواست

(منظومہ ۱۹۱۵ء۔ نومبر سنہ ۱۹۱۵ء)

دولت کی پاک دیوی تو آجکل کہاں ہے
کس شہر کس نگر میں تیرا اپنا مکاں ہے
کس پاک اور پوتر دھرتی پہ درفشاں ہے
وہ کونسی جگہ ہے جلوہ ترا جہاں ہے
کس باغ دلکشا میں ڈیرا لگایا تو نے
کس کوہ پر فضا میں آسن جمایا تو نے

اے دیوی میں نے تجھ کو ہر بحر و بر میں ڈھونڈا
ہر گرد و شہر ڈھونڈا سنگ و حجر میں ڈھونڈا
گنگا کٹاس جمنا پشکھ سرمیں ڈھونڈا
کاشی پرگ متھرا اجمیر نگر میں ڈھونڈا
دہلی میں لکھنؤ میں میں تجھکو ڈھونڈ آیا
لاہور و بمبئی میں تیرا پتہ نہ پایا

مرد و بیٹ ہو کے شاہی لشکر میں دیکھ آیا
تار اور ریلوے کے دفتر میں دیکھ آیا
مقروض بن کے بنئے کے گھر میں دیکھ آیا
صراف کی دوکان پر زر میں دیکھ آیا
تیری طلب میں ہر سو میں نے لگائے چکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



لیکن ہُوا نہ مُجھکو جلوہ تیرا میسّر

مُجھکو بتا رہا ہے دیوی دماغ میرا ہندوستاں سے تُونے ہے اپنے دِل کو پھیرا
یورپ میں جا کیا ہے مُدت سے تُونے ڈیرا مغرب کی سرزمیں اب ہے مقام تیرا

پچھم کی وادیوں میں تُو جگمگا رہی ہے
راحت اُٹھا رہی ہے عشرت منا رہی ہے

بھارت میں آج دیوی تاریکیاں ہیں ہر سُو محرومیاں ہیں ہر سُو ناکامیاں ہیں ہر سُو
رُسوائیاں ہیں ہر سُو بدنامیاں ہیں ہر سُو بیوقریاں ہیں ہر سُو بدبختیاں ہیں ہر سُو

دُکھوں سے گھر گیا ہے ہندوستان تیرا
اِفلاس میں پھنسا ہے اصلی مکان تیرا

یورپ میں نیستی کے سامان ہو رہے ہیں مشغول و مجوفتنہ انسان ہو رہے ہیں
آباد شہر مٹ کر ویران ہو رہے ہیں قصر و مکان اکثر سنسان ہو رہے ہیں

ایسی جگہ پہ نجھ کو رہنے سے فائدہ کیا
رنج و الم کی چوٹیں سہنے سے فائدہ کیا

جی بھر کے تُونے دیوی لندن کی سیر کر لی پیرس کے صاف و رنگیں گلشن کی سیر کر لی
ویانا برلن کی سیر کر لی واشنگٹن کے گنج و مخزن کی سیر کر لی

ہندوستاں میں آجا ہندوستاں ہے تیرا
سندر ترا ہے گھونا آسن پڑا ہے جالی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# جُرأت و اِستقلال کا پُتلا

# مہرشی دیانند

## اَمرت سر میں

(منظوم یکم نومبر سنہ ۱۹۱۵ء)

---

دیانند نکو سیرت جو امرت سر میں جا نکلے — صدائے خیر مقدم آئی ہر دیوار اور در سے
گزرتا جدھر سے آپ کی ذاتِ مبارک کا — نکلا آتے اُدھر سے دشمنوں کو لوگ گھر گھر سے

---

صدائے اوم سے پاک مُصفّا ہو گئی وائیو — مکانات و محل سب گونج اُٹھے وید منتر سے

---

لگا کر کان مجھ سے تم سنو اک شام کا قصّہ — کیا خوش آپ نے پیر و جواں کو اپنے لیکچر سے
منوہر اور دلکش آپ کا اُپدیش تھا ایسا — ہوئی کافور جس سے بیدلی ہر جانِ مضطر سے

---

مگر کچھ مُوڑھ ایسے تھے جنہوں نے جوش میں آکر — سرِ میدان پھینکے اینٹ و کنکر سنگ اور پر سے
کسی کی آنکھ پھوٹی اور کسی کا سر ہوا زخمی — رہے محفوظ سوامی خوش نصیب و نیک اختر سے

---

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



مچا اُودھم سبھا میں کھلبلی سی پڑ گئی ہر سُو ہُوا ہنگامہ برپا ایک بڑھکر شورِ محشر سے

---

مگر اِس حرکتِ بد سے نہ گھبرائے ذرا سوامی ہُوئی ظاہر نہ رنجش آپکے بیباک تیور سے

---

گرج کر شیر کی مانند بے خوف و خطر ہوکر
زبانِ اقدس و اطہر سے فرمایا یہ فر فر سے

---

ڈراتے ہیں عبث نادان مجھکو اینٹ کنکر سے مجھے تو خوف اور خطرہ نہیں شمشیر و خنجر سے
ڈروں آلام اور آفات سے میدان میں کیونکر کہ میں نکلا ہُوا ہُوں باندھکر سر پر کفن گھر سے
سمجھتا ہُوں یہ میں مغلوب میں نے کر لیا اُن کو دلائل کا میری دینے لگے پاسخ جو پتھر سے
مجھے شوق اس سے وہ وقت بھی اِک روز آئیگا ہمن جائینگے جب اینٹ اور پتھر گل تر سے
مجھے منظور ہے نرناصد اقت اور باطل کو مرا مطلب نہیں مطلق فساد و فتنہ و شر سے
فدائے وید ہُوں سب کو برابر میں سمجھتا ہُوں محبت ہے مجھے یکساں برہمن اور شودر سے
اُمورت ہی اٹل ہے ایک بھگوان کی ہستی بدل سکتا نہیں میں اس یقیں کو موت کے ڈر سے

---

سُنی جب ویر یہ فلک گفتا رسوامی کی
مخالف جسقدر تھے رہگئے حیران و ششدر سے

---

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# دیش بھگت فیروز شاہ مہتہ

## کو

# آخری الوداع

## اُن کے سُرگباش ہو جانے کے موقع پر

(منظور ۱۰۔ نومبر سنہ ۱۹۱۵ء)

اے فخرِ نازِ ہندیاں ۔ اے خادمِ ہندوستاں
اے غم گسارِ بے کساں ۔ اے تیمم بے چارگاں
اے مخزنِ عقل و خرد
اے معدنِ داد و سخا
اے چشمۂ دانش وری
اے مایۂ جانبازیِ وطن ۔ اے شوکت و شانِ وطن
اے جوہرِ کانِ وطن ۔ سرو گلستانِ وطن
اے تخیلِ نامۂ بمبئی
فیروز شاہِ بمبئی
بھارت کے مہرِ انوری
اے صاحبِ جاہ و حشم ۔ اے مالکِ دام و درم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


اے رہبرِ عالی ہمم  اے ملک بھر کے محترم
ذی عزت و اعزاز و شاں
عالی نصب عالی نشاں

شایانِ شانِ لیڈری

اے راہئ مُلکِ بقا  حالت وطن کی دیکھ جا
ہے حشر بمبئے میں بپا  مدراس میں طوفاں اُٹھا
پنجاب کی آنکھیں ہیں تر
بنگال میں ہے شور و شر

یو۔پی میں ہے اِک اَبتری

غمگیں ہے پنڈت مالوی  ماتم میں ہے سُبرمنی
بیسنٹ کو ہے بے کلی  مغموم ہے نوروز جی
حیران و کر ہے کھڑا
غش کھا کے واچا گر پڑا

ورجا کو بھی ہے تھرتھری

تُو ہند کا غم خوار تھا  بھارت کا خدمت گار تھا
تُو قوم کا سردار تھا  تُو مُلک کا سالار تھا
احباب میں اغیار میں
سرکار میں دربار میں

ہاصبل تھی تجھ کو برتری

تھا تیرے پہلو میں جگر  مضبوط تھی تیری کمر
تھی دُور رس تیری نظر  تیری زباں میں تھا اثر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



شفّاف تھا سینہ ترا
چہرے پہ تیرے رُعب تھا
اَور دِل میں تھی ہمّت بھری
تُونے اُٹھایا قوم کو تُونے جگایا قوم کو
افضل بنایا قوم کو آگے بڑھایا قوم کو
صدمے اُٹھا کر جان پر
خُونِ جگر سے سینچ کر
کی مُلک کی کھیتی ہری
ہیں مُعترف تیرے سبھی ہندوستانی بھارتی
ہندو۔ مُسلماں۔ پارسی جینی۔ یہُودی۔ عیسوی
ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے
منظُور تھی جن کی تجھے
بہبُود و سُود و بہتری
خادم فلک ہے کہ رہا ہے مُلتجی چھوٹا بڑا
ہر دِل کا یہ ہے مدعا ہر لب پہ ہے اَب یہ دُعا
اُس ربِّ عالی شان کی
اُس بے مثل یزدان کی
ہو تجھ پہ رحمت گستری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# دشمن بھگت گورو گوبند سنگھ جی

(منظومہ ۵ جنوری ۱۹۱۵ء)

چھپا جب تھا بھارت کی قسمت کا اختر — مسلط تھا ظلمت کا بادل سراسر
پھر انجت اور واژگوں تھا مقدر — اندھیرے کا عالم تھا دیوار و در پر
جہالت کی تاریکیاں چھا رہی تھیں
گھٹائیں نحوست کی منڈلا رہی تھیں

سیہ شب تھی اور تھی گھٹا اس پہ مائل — سمندر میں طوفان گرداب حائل
نمایاں نہ تھی کوسوں تک شکل ساحل — غرض آبنی سر پہ تھی سخت مشکل
کہ رحمت نے کرتار کی جوش کھایا
ترا پیارے گوبند جلوہ دکھایا

بچایا ہمیں پیشوا بن کے تو نے — اٹھایا ہمیں رہنما بن کے تو نے
بغل میں لیا آشنا بن کے تو نے — ترایا ہمیں ناخدا بن کے تو نے
کنارے پہ کشتی ہماری لگائی
ہمیں رازِ مقصد آکے بتائی

کسی نے وطن پر تھا زر کو نثار — کسی نے دیا اپنا فرزند پیارا
کسی نے کیا خود جہاں سے کنارا — مگر پیارے تو نے تو سر وسیہ وارا
کیا باپ کو جان دینے پہ راضی
بلی تو نے بچوں کی اپنے چڑھا دی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



کیا خُون سے اپنے سیراب بھارت — عجب تھی یہ ہمت اچنبا یہ جرأت
کرڈی دیش سیوا کی ہے گو ریاضت — ہے دُشوار پینا یہ جامِ شہادت
مگر تُو نے ایسا تحمل دکھایا
دیا سر قدم کو نہ پیچھے ہٹایا

---

# توحید کے شیدائی حضرت محمدؐ سے خطاب

(۱۹۱۶ء)

نغمۂ وحدتِ حق دہر میں گایا تُو نے — کملی والے یہ عجب گیت سُنایا تُو نے
ربِّ بے مثل کا دُنیا میں بٹھا کر سکّہ — نقشِ اوہام پرستی کا مٹایا تُو نے
پڑ گئے ماند سبھی شرک و خودی کے اختر — مہرِ توحید کا جلوہ جو دکھایا تُو نے
جو شرابِ اُور نشہ کے تھے ازل سے مُشتاق — مئے وحدت کا اُنہیں جام پلایا تُو نے
باہمی نفرت و کینہ تھا وتیرہ جن کا — اُنس و اُلفت کا سبق اُن کو پڑھایا تُو نے
خوابِ غفلت میں پڑے سوتے تھے مکّی مدنی — لبِ اعجاز سے قُم کہہ کے اُٹھایا تُو نے
آ گئے حلقۂ اسلام میں انصار و یہود — جا کے اس جو مدینہ میں جمایا تُو نے
ریت کے ذرّوں کو بارُود کی طاقت بخشی — خاکِ ناچیز کو اکسیر بنایا تُو نے
کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رُتبہ — اُونچ اور نیچ کا سب فرق مٹایا تُو نے
دُخترِ حارثِ غمگیں کو رہائی بخشی — قیدِ پُر غم سے غلاموں کو چھڑایا تُو نے
کیوں نہ قُربان مسلمان ترے نام پہ ہوں — حق پرستی کا جنہیں طور بتایا تُو نے
گنبدِ سقفِ فلک گوشِ زمیں گونج اُٹھے
کوسِ توحید عرب میں جو بجایا تُو نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# بہار و شادمانی کی دیوی سے گذارش

(منظومہ ۴- فروری ۱۹۲۰ء)

دیوی بسنت کی یہ بتا تو کہاں ہے آج؟ سونا ترے بغیر یہ ہندوستاں ہے آج!
بھارت کے بوستان میں چھائی خزاں ہے آج! اُجڑا ہوا زمانہ میں یہ گلستاں ہے آج!
وہ دیس چھوڑ جا بسی پردیس تو غضب
بھارت کو اپنے بھول گئی آہ! کیا سبب

پربت کے دامنوں میں تجھے ڈھونڈتے پھرے صحراؤں میں بنوں میں تجھے ڈھونڈتے پھرے
آموں میں جامنوں میں تجھے ڈھونڈتے پھرے پھولوں میں گلشنوں میں تجھے ڈھونڈتے پھرے
باغوں میں بھی ہے غنچہ و مقصود کھل سکا
گل پوش وادیوں میں نہ تیرا پتہ ملا

تیرے طفیل ہند تھا جنت بنا ہوا فطرت پرست عاشق قدرت بنا ہوا
مالک ہنر کا صاحب ثروت بنا ہوا ذی فخر و ذی وقار و حمیت بنا ہوا
چرچا تھا اسی کے علم کا دولت کا ہر طرف
شہرہ تھا اسکی شان کا شوکت کا ہر طرف

تو کیا گئی کہ ہند کی عظمت چلی گئی وہ شان وہ شکوہ وہ شوکت چلی گئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



وُہ علم وُہ فنوُن کی رغبت چلی گئی  صنعت کی چاہ اَور محبّت چلی گئی
تُلسی کی کالیداس کی جادُو بیانیاں
اَب ہو گئی ہیں دہر میں قصّہ کہانیاں

یہ بے رُخی و سختگا! تیری بجا نہیں  تُو با وفا ہے صاحبِ جور و جفا نہیں
مُنہ عاجزوں سے موڑنا دیوی! بھلا نہیں  ہم بیکسوں سے رُوٹھ کے جانا روا نہیں
کبتک ترے فراق کے صدمے سہینگے ہم
محرُوم تیری دید سے کب تک رہینگے ہم

فرقت میں اپنی ہمکو توکب تک گھلائیگی  تیرِ فراق سینہ پہ کب تک چلائیگی
کب تک ہمارے جان و جگر کو جلائیگی  کبتک ہمیں رُلائیگی کب تک ستائیگی
کبتک نہ ہوگا ہم کو میسّر ترا وصال
کبتک نہ تیرے فیض سے ہم ہونگے مالا مال

کبتک رہیگی گلشنِ بھارت میں یہ خزاں  چھائی رہیگی ہند پہ غفلت کی بدلیاں
کبتک مٹا رہیگا یہ بے مثل بوستاں  کبتک ہرا نہ ہوگا یہ برباد گلستاں
کبتک دیا نہ دیوی تو اُس پر دکھائیگی
کبتک نہ اِس چمن میں تو تشریف لائیگی

ظاہر میں ہے زمین وُہی آسمان وُہی  ہے مہر وُہ ہی ماہ وُہی کہکشاں وُہی
جنگل وُہی ہے باغ وُہی گلستاں وُہی  پانی وُہی ہے اور ہے بادِ وزاں وُہی
پھلتی نہیں پھولتی ہیں پہاڑوں کی وادیاں
بہتی ہیں دور دور سے ہر سمت ندیاں

ہر سال باغ و راغ میں آتی ہیں کوئلیں  نغمے خوشی کے جوش میں گاتی ہیں کوئلیں
آموں پہ بیٹھ تان لگاتی ہیں کوئلیں  دِلدوز گیت سب کو سُناتی ہیں کوئلیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



بادِ بہار چلتی ہے ہلتی ہیں ڈالیاں
پتے چمن میں مِل کے بجاتے ہیں تالیاں

اَب بھی فلک پہ چاند ستارے چمکتے ہیں — معدن میں ہیرے لعل جواہر دمکتے ہیں
طاؤس رقص کرتے ہیں بَن بَن تھرکتے ہیں — کھلتی ہیں کلیاں پھُولن چمن میں مہکتے ہیں
سب کچھ ہے دیوی ہند میں جلوہ ترا نہیں
تیرے بغیر مُردہ ہیں اِس مُلک کے مکیں

---

# پولٹیکل ہولی

(منظومہ فروری ۱۹۱۶ء)

ڈوبا زمانہ آج ہے ہولی کے رنگ میں — ہم بھی ہوئے ہیں مست اُسی کی ترنگ میں
ہولی کے ساتھ بُغض و حسد کو جلائینگے — دُشمن ہو یا ہو دوست نظر میں نہ لائینگے
مُنہ پہ ملیں گے سب کے سیاہی حروف کی — برسائینگی دوات گھٹا اپنے صُوف کی
چھوٹیگا وُہ ہزارہ قلم کا عوام پر — رنگت چڑھیگی اور خیالاتِ خام پر
دِل سے لگیگی سب کو لگن ہوم رُول کی — خواہش کریں گے اہلِ وطن ہوم رُول کی
معدوم ہونگی دِل سے پُرانی کدورتیں — پیدا لینگی چاہ و اُنس سے ساری کدورتیں
بھارت کے حال زار پہ کھائینگے سب ترس — مِل جائینگی خوشی سے گلے لیگ و کانگرس
شاہِ وطن کو خُون کا دینگے خراج ہم — بھیشم کی بھیشم سین کی رکھینگے لاج ہم
خُود مِٹ کے ہم جہان کی ہستی بچائینگے
بھارت کو ہوم رُول کا مژدہ سُنائینگے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# لارڈ کچنر

کا

# نوحۂ وفات

(منظومہ جون ۱۹۱۶ء)

چل بسا ہر سے بے مثل سپاہی افسوس!
آگئی کیسی خدایا یہ تباہی افسوس!

چھوڑ کر گلشنِ ہستی کو دلاور کچنر
ہوگیا جانبِ دارالسلام آباد کو راہی افسوس!

در و دیوار پہ انگلینڈ کے ہیں غم کے نشاں
پھر گئی ہند میں ماتم کی سیاہی افسوس!

ہوگئیں گردنیں خم بارِ الم سے صد حیف
جھک گئے سر پہ عزا پرچمِ شاہی افسوس!

جبلکو ڈگلس و چرچل پہ نہیں کچھ موقوف
کر رہا آج ہے کل لشکرِ شاہی افسوس!

ہمدم و مونس و ہمدرد ہمارا نہ رہا
رو کے کہتے ہیں یہ بھارت کے سپاہی افسوس!

یوں تو دیکھی ہیں بہت سخت بلائیں لیکن
آج تو ٹوٹ پڑا سر پہ سماہی افسوس!

چاہتے ہم تھے ملے عمرِ خضر کچنر کو
ٹال کب موت نے یہ بات نہ چاہی افسوس!

گتھیاں کون اب اس جنگ کی سلجھائے گا
مجھ کو اس فکر میں از بس ہے الٰہی افسوس!

ہم تو کرتے نہ یقیں موت پہ کچنر کی مگر
مل گئی لندن و شملہ سے گواہی افسوس!

مہر اور ماہ تو کرتے ہیں فلک پر ماتم
آب میں کرتی ہیں غابی و ماہی افسوس!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# پرارتھنا

## سروشکتیمان پرماتما یعنی قادرِ مطلق خدا

## کی

## متبرک و مقدس درگاہ میں

(منظومہ جنوری ۱۹۱۷ء)

یا خدا دہر میں اب امن کے سامان کر دے
فتنہ و رزم کے اسباب پریشان کر دے

ہر طرف صلح کی دنیا میں چلا دے لہریں
دور اس جنگِ خطرناک کا طوفان کر دے

روئے عالم سے مٹا دور خزاں کی کلفت
ہر طرف رنگ و بہارِ چمنستان کر دے

بیکسوں اور غریبوں کو عطا کر راحت
جابروں ظلم شعاروں کو ہراساں کر دے

دل میں رکھتی ہیں جو ملکوں کو نگلنے کا خیال
ایسی اقوام کو بستر سے پنہاں کر دے

گلشنِ دہر سے کر دام گرفتوں کو رہا
پا بہ گل ہیں جو انہیں سرو خراماں کر دے

سروِ یا دیش کو پولیٹیکل آزاد بنا
پھر سے بھارت کو زمانے میں نمایاں کر دے

ہند کی حالتِ ابتر کو بنا دے بہتر
کام مشکل ہیں جو بھارت کے وہ آساں کر دے

جن کی تکمیل کی مانگی ہیں دعائیں سو بار
پورے بھارت کے وہ اب حسرت و ارماں کر دے

ہند کے سر سے نحوست کی گھٹاؤں کو اڑا
مہرِ سیادیٔ بھارت کو درخشاں کر دے

قحط و طاعون و گرانی کی گھٹاؤں کو اڑا
روغن و پارچہ و غلہ کو ارزاں کر دے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



مدتیں ہو گئیں افلاس کے صدمے سہتے — اب تو خوشحالی کے سامان مرے یزداں کر دے
حسد و بغض کی ظلمت کو مٹا دے دل سے — اور مہ الفت و اخلاص کو تاباں کر دے
ہر مسلمان کو ہمدرد بنا ہندو کا — اور ہندو کو بھی خواہ مسلماں کر دے
ہند کو اپنی کرامات سے سوراج دلا — مادر بھارت غمدیدہ کو شاداں کر دے
روکش پیرس و نیویارک بنا دلی کو — گلشن ہند کو فردوس کا بستاں کر دے
اہل بھارت کو دلا حرفتی تعلیم کا شوق — ہند کو صنعتی میدان میں جاپاں کر دے
بخش دے تو فلک زار کو ایسی طاقت
جان خوش ہو کے تری راہ میں قرباں کر دے

## ہندو مسلم اتحاد ہوم رول اور انگلو انڈین اخبار

چھڑنے لگا ہے جب سے یہاں ذکر ہوم رول — تب سے سول کے پیٹ میں اٹھنے لگا ہے سول
آزاد فضل گوکل چند سے جب مل گیا — کھل گئیں آنکھیں ہماری دل سول کا ہل گیا
ہندو و مسلم میں ہاں جو میل باہم ہو گیا — مر گئی نانی سول کی آہ ماتم ہو گیا
لاٹ سے کہتا سول ہے چھاڑ کر اپنا گلا — تھامنا پنجاب کو یہ ہوم رولر ہو گیا
ہوم رولر کو تو برطانوی سنا یہ ہے قبول — لیک کہتا ہے سول بات تمہاری ہی فضول
ہوم رولر نے کہا شہ کا وفادار ہوں میں — پانیر بولا ترے نام سے بیزار ہوں میں

## ہوم رول ہمارا انعام نہیں حق ہے

جاں نثاری کے فنک دام نہیں مانگتے ہم — حق طلب کرتے ہیں انعام نہیں مانگتے ہم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# جیلخانہ کا تحفہ

یعنی

زندانِ فرنگ میں کہی ہوئی نظمیں

# پولٹیکل قیدیوں کے دلی جذبات

(وہ دل اُبھارنے والے اشعار جو جون ۱۹۱۷ء کو لاہور سنٹرل جیل میں چکی پیستے ہوئے لکھے گئے)

خوش ہو کے مونج کوٹیں گے چکی چلائینگے — کولھو کنواں خراس خوشی سے پھرائینگے
زنداں کی کچی روٹیاں خوش ہو کے کھائینگے — اور ادھ بھنے چنے بھی خوشی سے چبائینگے
درد و محن میں پھنس کے نہ گردن جھکائینگے — مونچھوں پہ تاؤ دینگے اکڑ بھی دکھائینگے
روئینگے بزدلی سے نہ آنسو بہائینگے — اس رنج و بے بسی میں بھی ہمت دکھائینگے
رنج و غم و الم میں بھی خوشیاں منائینگے — سختی تمام جھیلیں گے کڑیاں اُٹھائینگے
خود سہہ کے ظلم ظلم کی ہستی مٹائینگے
بھارت کے حالِ زار کو بہتر بنائینگے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# رائیصاحب کے کارنامے

(میں جولائی ۱۹۱۷ء میں سنٹرل جیل لاہور میں مقید تھا۔ مجھے داروغہ جیل سے اطلاع ملی۔ کہ برکت عیسیٰ ہال لاہور میں ایک مشاعرہ ہے جس میں مصرعہ طرح ع

گھر جلا سامنے اور اُٹھکے بجھایا نہ گیا

رکھا گیا ہے۔ مجھ سے کہا گیا۔ کہ میں بھی اس طرح پر کچھ کہوں۔ چنانچہ میں نے ذیل کی نظم کہی۔ جسے داروغہ جیل جو خود بھی خانصاحب تھے۔ سُنکر نہایت خوش ہوئے (فلک)

رائیصاحب نے دلی رام کہانی اپنی — قوم کا درد کمشنر کو سُنایا نہ گیا
شاہی دربار میں تو قوم کے سرپنچ بنے — گھر میں خود بھائی کے قضیئے کو مٹایا نہ گیا

جس قدر زور ہے الفاظ میں ہمدردی کے — حیف اعمال میں وُہ زور دکھایا نہ گیا
اپنے بچوں کے لئے گھیر کچوری پوری — خشک ٹکڑا بھی اناتھوں کو کھلایا نہ گیا
برف میں ڈال کے پی آپ برانڈی لیکن — سرد پانی بھی تو پیاسوں کو پلایا نہ گیا
آپ سردی میں کئی شال دوشالے پہاڑے — ایک کمبل کسی ننگے کو اُڑھایا نہ گیا

اپنی کوٹھی پہ کئے خرچ ہزاروں لاکھوں — اک اُدھیلا ہری مندر پہ لگایا نہ گیا
بہو بیٹے کے تو سر پر سے لٹا دیں مُہریں — دھرم کی راہ میں پیسہ بھی گرایا نہ گیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



لمنچلی کے کئے اپنے مکان روشن — دھرمسالہ پہ دیا تک بھی جلایا نہ گیا
ڈالیاں ڈپٹی کمشنر کو کمشنر کو گئیں — سنگترہ ایک شوالے پہ چڑھایا نہ گیا
افسروں کے کئے دیدار کمر تک جھک کر — رام دوارے پہ مگر سیس نوایا نہ گیا

---

اپنی بیوی کی نہیں چاکٹوں شرٹوں کا شمار — ایک کرتہ کسی بھاوج کا سلایا نہ گیا
بیسواؤں کو تو دیں ساڑھیاں ریشم کی بہت — سوتی جوڑا کسی بدھوا کو دلایا نہ گیا

---

اپنے بیٹے کو کیا پیار لگا کر سینے — پھوٹے منہ سے بھی بھتیجے کو بلایا نہ گیا
چیف کالج میں کیا اپنے پسر کو داخل — بھائی کے بیٹے کو شالہ میں بٹھایا نہ گیا

---

فیض پہنچائے رئیسوں کو امیروں کو مگر — غم کسی بے زر و مفلس کا بٹایا نہ گیا
ہاتھ مضبوط کئے اور زبردستوں کے — درد بے طاقت بے بس کا مٹایا نہ گیا

---

خیر خواہی کے بہت راگ الاپے لیکن — حب ملکی کا تو کچھ گیت بھی گایا نہ گیا

---

راجپت رائے کی حکام سے کھائی چغلی — یگنا ہی کا فری حال بتایا نہ گیا
الغرض حال ہے یہ آپ کی ہمدردی کا
گھر جلا بھائی کا اور اٹھ کے بجھایا نہ گیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# بھارتِ ویر رشیِ دیانند

کے

# جذبات

## گورو سے رخصت حاصل کرنیکے بعد

(جو ۲۰ نومبر ۱۹۱۷ء کو منٹگمری سنٹرل جیل میں ایک قیدی کی حیثیت سے لکھی گئی)

سختی تمام جھیلونگا آفت اُٹھاؤنگا — بھارت کے حالِ زار کو بہتر بناؤں گا
بھولے ہوئے ہے دھرم کے مارگ کو میرا ٹھاک — مَیں اُس کو سچے دھرم کا رستہ بتاؤنگا

---

جھوٹے متوں کو میٹ کے بھارت سے بیر سب — مَیں سچے آریہ دھرم کا نقشہ جماؤں گا
ایک ایشور کے جاپ کی عظمت بتا کے مَیں — نام و نشانِ شرکت و خودی کو مٹاؤں گا
بھارت کے شہر شہر میں دیوبنہ لگا کے مَیں — ہر دل پہ ویدِ پاک کا سکہ بٹھاؤں گا

---

بجھ جائینگے چراغ فریبی متوں کے سب — ویدوں کے چار سورج میں جب دم چڑھاؤنگا
چپ ہو رہیگی جھوٹے پنتھونکی ہر سو نفیریاں — ویدوں کے دھرم کا جو مَیں ڈنکا بجاؤنگا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


ہوتا ہے کنیاؤں پر جو جور و جبر و ظلم — اِس جور و جبر و ظلم کی ہستی مٹاؤنگا

خود رو کے حالِ زارِ یتیماں پہ زار زار — آنسو غم و الم کے ہر اِک کو رُلاؤنگا

اُجڑا پڑا ہے دیر سے بھارت کا گلستان — مَیں اُس کو فخر و رشکِ جنت بناؤنگا
سرمست و محوِ خواب ہیں مُدت سے اہلِ ہند — شانے ہلا ہلا کے مَیں اُن کو جگاؤں گا
بُزدِل بنے ہوئے ہیں جو بھارت کے وِیر لوگ — مَیں اُن کو جوش و غیرت و ہمت دلاؤنگا

اپنے بزرگ و پیروں کی کچھ جن کو سُدھ نہیں — مَیں اُن کو رام و کرشن کا قصہ سناؤنگا
ٹھنڈی گھٹی کے بیچ میں پھونکوں گا تازہ جوش — مُردہ دِلوں کو پھر سے مَیں ہندو بناؤنگا

گالی گلوچ طعن سے گھبراؤں نا مَیں — خوش ہو کے اینٹ سنگ بھی سر پہ کھاؤنگا
خود ہونگا نذرِ خنجرِ جلاد شوق سے — جھوٹوں کے سامنے نہ کبھی سر جھکاؤنگا
مَیں آپ تماشا ہوں مجھکو نہیں خوفِ ناش کا — مرگ و اجل کے سامنے خوش ہو کے جاؤنگا

جور و جفائے چرخ سے نیکی کی راہ میں
مر جاؤنگا قدم کو نہ پیچھے ہٹاؤنگا

## پرماتما سے یاس انگیز التجا

زمین بدلی ہے اور آسمان بدلا ہے — ترے بدلنے سے سارا جہان بدلا ہے
زمیں کو دیکھ لیا آسماں کو دیکھ لیا — اُٹھا جہاں سے کہ تیرے جہاں کو دیکھ لیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# جیلخانہ میں پولٹیکل قیدی

## کی

# قابلِ رحم حالت

رمئی ۱۹۱۸ء میں ہزاری باغ جیل میں تھا اُن ایام میں ایک روز جیل کے زندہ دِل سپرنٹنڈنٹ مسٹر ولسن نے جو میری ذات سے خاص دلچسپی ظاہر کیا کرتے تھے مجھ سے کوئی فی البدیہہ شعر کہنے کو کہا۔ میں نے فوراً ذیل کا شعر کہکر اپنی حالت اور گورنمنٹ کی فیاضی کا نقشہ کھینچا۔

بند ہتکڑی میں کیا۔ پاؤں میں ڈالی زنجیر قیدئ مُلک کی کی آپنے اچھی توقیر

اِسکے بعد مسٹر ولسن نے اِصرار کے ساتھ فرمایش کی۔ کہ کچھ اور اشعار سُنائیے۔ اور ابھی کہکر سُنائیے۔ اسپر میں نے مندرجہ ذیل اشعار سے مسٹر ولسن کی تواضع کی۔ اور مسٹر ولسن نے ایک زندہ دِل افسر کی طرح ان اشعار کا انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور ٹائپ سے درست بخش کر انہیں غالباً گورنمنٹ کے خدمت میں بھیجدیا۔ لیکن اس قدردانیٔ عالیہ بالا کے باوجود بھی افسوس ہے۔ کہ مجھے گرمیاں جیل کی کوٹھڑی کے اندر نہ کہ کھلے آسمان کے نیچے گزارنی پڑیں۔ (فلاک)

سب کو تقصیر پہ حکّی کی سزا ملتی ہے قیدئ مُلک کو بے جرم و خطا ملتی ہے

دھوپ ملتی ہے۔ نہ آزاد ہوا ملتی ہے کھاکے دِل تنگ ہو جس سے وہ غذا ملتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


دن ہو یا رات اسے بولنے کا حکم نہیں
لب ہلانے کا زباں کھولنے کا حکم نہیں

سختیاں اسپہ ہیں آنیکے لئے گرمی میں — مکھی مچھر ہیں ستانے کے لئے گرمی میں
فرش چونے کا جلانے کے لئے گرمی میں — گرم کمبل ہے بچھانیکے لئے گرمی میں

بدتر از مرگ ہے جولائی میں جینا اسکا
خون ہوتا ہے ستمبر میں پسینا اسکا

حیف اس کی کوئی فریاد نہیں سنتا ہے — درد و آہ دل ناشاد نہیں سنتا ہے
نالۂ صید کو صیاد نہیں سنتا ہے — عرض مظلوم کو جلاد نہیں سنتا ہے

اثر اندوز ہوا کرتا ہے نالہ الٹا
"رحم کی جا اسے آجاتا ہے غصہ الٹا"

وارڈر اس کو جھڑک دیتا ہے دھمکاتا ہے — چکیاں دو رسے اور جبر سے پسواتا ہے
جو نہ پیسے تو وہ مکا اسے دکھلاتا ہے — گالی گفتہ پہ بھی غصہ میں اتر آتا ہے

افسروں سے جو ہو شاکی تو سزا دیتے ہیں
بیڑیاں ڈالتے ہیں بید لگا دیتے ہیں

چور ڈاکو نہیں بھارت کا نگہبان ہے یہ — ہند ماتا کی شبیہ اولاد ہے ستان ہے یہ
قوم اور ملک پہ سو جان سے قربان ہے یہ — سود و بہبود وطن کے لئے حیران ہے یہ

ایسے یہ جود و جفا عدل کے شایاں ہی نہیں
ظلم ڈھائے جو فلک ایسے وہ انساں ہی نہیں

---

## جیلخانہ کی سبزی

گھاس پتوں کا مجھے سبزی پہ شک ہوتا ہے — آمیں ہلدی نہ مسالحہ نہ نمک ہوتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# ہزاری باغ

(وہ نظم جو مئی ۱۹۱۸ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں ایک پولیٹیکل قیدی کی حیثیت سے لکھی گئی)

اے گُل نہ یاں مہک کہ مہکنا گناہ ہے — سبزے نہ یاں لہک کہ لہکنا گناہ ہے
غُنچے نہ یاں چٹک کہ چٹکنا گناہ ہے — بُلبل نہ یاں چہک کہ چہکنا گناہ ہے

ہاں اس ہزاری باغ میں تو بولنا ہے منع
جوہر دکھانا دل کی گرہ کھولنا ہے منع

---

# دلِ بیمار
## یا
# مریضِ لاعلاج

(وہ نظم جو جولائی ۱۹۱۸ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں ایک پولیٹیکل قیدی کی حیثیت سے لکھی گئی)

کون ہے جو دے شفا میرے دلِ بیمار کو — نکالے میرے پہلو سے الم کے خار کو
یاد سے میری بھلا دے راحِ رفتہ کا جہاں — منتشر کر دے غموں کے ابرہائے تار کو
دے کے کوئی دارو دے تسکین بخش و پُر اثر — دور کر دے قلب کے پُر از خطر آزار کو
ذہن پر بیٹھے ہوئے رنج و محن کو دے اڑا — میرے سینہ سے اُتارے کلفتوں کے بار کو
اور کوئی کر نہیں سکتا فلک غم کا علاج — یاد ہے اس دُکھ کا درماں مادرِ غم خوار کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# کمال و زوال

وہ نظم جو اگست ۱۹۱۸ء میں ہزاری باغ سنٹرل جیل

سے

ماتا کے چند الفاظ کے جواب میں لکھی گئی

ہے کونسا کمال کہ جس کو نہیں زوال ۔ ہے کونسی نشاط کہ جس کو نہیں ملال
ہے کونسی حیات کہ جسکو نہیں ممات ۔ ہے کونسا وہ دن کہ نہیں جسکے بعد رات

---

ہے کون آفتاب کہ جس کو گہن نہیں ۔ ہے کون عیش جس کا نتیجہ محن نہیں
کس روشنی کے بعد میں تاریکیاں نہیں ۔ ہے کون سی بہار کہ جس کو خزاں نہیں

---

ہے کونسی ندی جو نہ چڑھ کر اتر گئی ۔ پژمردہ ہو نہ کھل کے ہے وہ کونسی کلی
ہے کونسا چڑھاؤ کہ جس کا نہیں اتار ۔ ہے کونسی وہ جیت نہیں جس کے بعد ہار
کس جائے المیہ پہ صف ماتم نہیں بچھی ۔ کس عیش گھر پہ رنج کی بجلی نہیں گری
وہ ملک کونسا ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں ۔ انسان کونسا ہے جو اٹھ کر گرا نہیں

اس طور سے ہے جبکہ رٹنے کا انتظام
ہوتا نہ کیوں ہلال فلک کا مہ تمام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# دِل میں اپنے دھیر دھر اے پیاری ماتا غم نہ کر

وُہ نظم جو اکتوبر ۱۹۱۸ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل

سے

## ماتا کے غم و افسوس سے بھرے ہوئے خط کے جواب میں لکھی گئی

---

ہو رہی ہے دیر سے تو میری اُلفت کا شکار — میری فرقت کا ہُوا ہے تیر تیرے دِل کے پار
آپڑا ہے تیرے سینے پر عجب صدموں کا بار — تیرے کھوئے عیش دِل کا نہیں کوئی شمار
سامنا کر اِن کا ہمت سے ذرا مردانہ وار — تو ہے کھترانی ترے شایاں نہیں چیخ و پُکار

حوصلہ کر بیدلی سے اشک آنکھوں میں نہ بھر
دِل میں اپنے دھیر دھر اے پیاری ماتا غم نہ کر

تیرا بیٹا تجھ سے چھُٹکر جیل میں ہے آپھنسا — ہو گیا ٹکڑا اِک کلیجے کا کلیجہ سے جُدا
لختِ دِل کا دِل سے کٹنا ہے بڑی بھاری بلا — چھُوٹ جانا راحتِ جاں کا ہے قہرِ کبریا
تیرے سینہ پر گرا آکر ہمالہ ہجر کا — تو ہے کھترانی ترے شایاں نہیں آہ و بُکا

صبر کی سینہ پہ سِل رکھ اشک آنکھوں میں نہ بھر
دِل میں اپنے دھیر دھر اے پیاری ماتا غم نہ کر

دِل کے آئینہ پہ ہے تصویر اِک تیری کھچی — ہر گھڑی پیشِ نظر ہے موہنی مُورت تری
قلب کے شیشہ میں ہے تیری مئے اُلفت بھری — یاد میں تیری مجھے رہتی ہے ہر دم بے غمی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



میں ہوں اطمینان سے جاں صل ہے مجھکو شانتی — تو ہے کھترانی تجھے شان نہیں ہے بیکلی
شانتی رکھ بیکلی سے اشک آنکھوں میں نہ بھر
دل میں اپنے دھیر دھر اے پیاری ماتا غم نہ کر

ہو رہی ہے ہر میں جو آجکل جنگ عظیم — جس سے ہے ملکوں پہ طاری جانی اور مالی وہم
ہو گیا ہے حال قوموں خاندانوں کا سقیم — بن رہی ہیں کھوں مائیں کر ڈروں ہی یتیم
ہو رہی ہیں کھوں مائیں محزنے دنوں دجیم — تو ہے کھترانی تیرے شایاں نہیں ہے غین و میم
کام لے صبر و تحمل سے نہ اشک آنکھ میں بھر
دل میں اپنے دھیر دھر اے پیاری ماتا غم نہ کر

منقلب وقت ہے نیک و بد حال جہاں — نت نئے رنگ بدلتا رہتا ہے یہ آسماں
ایک حالت پہ نہیں رہتا سدا قائم زماں — ہے کبھی گرمی کا موسم اور کبھی ہیں سرد یاں
رنج سے ہوتے ہیں اکثر دل پشیماں و نالاں — تو ہے کھترانی تیرے شایاں نہیں آہ و فغاں
جبر کر اپنی طبیعت پر نہ اشک آنکھ میں بھر
دل میں اپنے دھیر دھر اے پیاری ماتا غم نہ کر

ہو نہ رنج و آفت و ایذا کبھی اے ماتا شہید — بیٹے جاپانکے محترم اور آجائے گی نید
رکھ بھلے کی اس خدا سے تو توقع اور امید — جسکے قبضہ میں ہے قفل رنج و راحت کی کلید
جلد تر ہو گی میسر پھر فلک کی تجھ کو دید — تو ہے کھترانی ہے رب و نا شان سے تیری بعید
مانگ رحمت کی دعائیں اشک آنکھوں میں نہ بھر
دل میں اپنے دھیر دھر اے پیاری ماتا غم نہ کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# محبّتِ مادری

وُہ نظم جو جنوری ۱۹۱۹ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل سے ماتا جی کی ایک چٹھی کے جواب میں لکھی گئی

ہے اِک تمسخر پُر از حقارت جو اُلفتِ دوستاں عیاں ہے
یہ جھوٹ ہے یہ فریب ہے اِک حقیقت اس میں بھلا کہاں ہے
سمجھ لو اس کو سرابِ صحرا دِکھا کے پانی کا جو نظارہ
ہے اِس مسافر کو ور غلاتا کہ پیاس سے جس کی لب پہ جاں ہے
تڑپھا کو اسکی نہیں بجھاتا تھکا تھکا کے ہے بار دیتا
حقیقت اُسپہ ہے یہ جتاتا مقام دھوکے کا یہ جہاں ہے
مگر ہے ماتا کی چاہ ایسی نہیں ہے جس کی نظیر کوئی
یہ ایک شیریں کنواں ہے ایسا نظر سے ظاہر میں جو نہاں ہے
بھرا ہے اسمیں عجیب امرت بیان مجھ سے ہو کیا حلاوت
کہے گا وُہ طفل اسکی لذت کہ جسکی تردد ھ ہے زباں ہے
عزیز احباب کی محبت کے سارے چشمے ہیں سوکھ جاتے
محبتِ مادری کا چشمہ سدا بھرا ہے سدا رواں ہے
کروں میں تعریف اسکی کیونکر لکھوں میں توصیف اسکی کیونکر
جہاں کی ماؤں کا ہے وُہ جوہر فلکِ غم خوار کی جو ماں ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# سچّا دیش بھگت

(یہ نظم جنوری ۱۹۱۹ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں ایک پولیٹیکل قیدی کی حیثیت سے لکھی گئی)

وطن کی پھانس جس دل میں گڑی ہے — خوشی سے وہ اُٹھاتا سر کڑی ہے
چمن اُسکے لئے ہے جیل خانہ — ہتھیلی اُسکی کالکوٹھڑی ہے
ہے نامہ اور کنٹھی تختی ہسلی — مقدّس رکھڑی یہ ہتھکڑی ہے
سلاسل ہے اُسے پھولوں کی بدھی — گرہ زلفِ صنم کی ہر کڑی ہے
سمجھتا ہے وہ اُس کو عین راحت — مصیبت دیش بھگت میں جو پڑی ہے
محن کا ابر ہے رحمت کا بادل — گھٹا آفت کی ساون کی جھڑی ہے
نثارِ مُلک و ملّت ہو وہ جس دم — مُبارک اور مقدّس وہ گھڑی ہے
کرے پروائے جسم و جاں وہ کیونکر — اُسے تو مُلک کی ہر دم پڑی ہے
دماغ و دل کے آئینہ پہ اُس کے — وطن کی موہنی مورت جڑی ہے
مئے حُبِّ وطن سے ہو لبالب — یہ خواہش ساغرِ دل کو بڑی ہے
بناتا شیر ہے بکری کو پل میں — نیستر اُس کو جادو کی چھڑی ہے
بناتا صید ہے صیّاد کو وہ — کہ ہمت دیش بھگت پیارے میں بڑی ہے
اندھیرے دل کو کر دیتا ہے روشن — تخیل اُس کا عجب اِک پھلجھڑی ہے
سمجھتا ہے وہ دنیا کی محبت — فریبی چالی ہے۔ دھوکا دھڑی ہے
جو ہاتھ آتا ہے موقعہ امتحاں کا — سمجھتا ہے وہ اب قسمت لڑی ہے
ہے جاں پر کھیلنا اِک کھیل اُسکا — اجل تو اُسکی اردل میں کھڑی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# ستم ہے تم نے نہ وعدہ وفا کیا اب تک

قدیم طرز کی غزل جو فروری ۱۹۱۹ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں ایک
پولیٹیکل قیدی کی حیثیت سے لکھی گئی

تمہاری چاہ میں دل مبتلا کیا اب تک
جگر کو مفت اسیر بلا کیا اب تک

خلاص ہو گئے قید فرنگ سے قیدی
ہمارے دل کو نہ تم نے رہا کیا اب تک

تمہارے واسطے ہم در بدر خراب ہوئے
ہمارے واسطے ہے تم نے کیا کیا اب تک

تمہارے واسطے ہم نے دعائے خیر پڑھی
ہمارے حق میں ہے تم نے برا کیا اب تک

پڑے ہیں ریسے ہم جانکنی کی حالت میں
بلند تم نے نہ دست دعا کیا اب تک

ہمارے درد کا درماں نہ ہو سکا تم سے
مسیح ہونے کا دعوے تو تھا کیا اب تک

ہمارا دل تو منور ہے نور الفت سے
نہ دل کو آپ نے لیکن صفا کیا اب تک

تمہارے جور کی کس سے کہیں گے داد طلب
خدا نے بھی نہیں جب فیصلہ کیا اب تک

نہیں ترا کسی کو سوائے قوت خدا
فضول دعوائے ما و شما کیا اب تک

تمہارے ظلم پہ صابر رہا فلک لیکن
ستم ہے تم نے نہ وعدہ وفا کیا اب تک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# زمانہ کی اُلٹی ریت

وہ نظم جو جولائی ۱۹۱۹ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں پولیٹیکل قیدی کی حیثیت میں لکھی گئی ۔

جامِ عشرت ہے مہیا چیرہ دستوں کیلئے
زہر کا پیالہ شرابِ حق کے مستوں کے لئے

خامیانِ رحم و ہمدردی کی خاطر کلفتیں
راحتیں جور و ستم کے سرپرستوں کیلئے

بے حیا بیباک غنڈوں کیلئے دُنیا کے سُکھ
سُرگ کے وعدے شریفوں دلشکستوں کے لئے

فارغ البالی تو ناظالموں کے واسطے
تنگدستی مفلسی مظلوم پستوں کے لئے

بندگانِ صبر و طاعت کے لئے زندانِ تنگ
ناز و نعمت سرکشوں دولت پرستوں کیلئے

بدخصالوں اہلِ ثروت کے لئے قصر و محل
جھونپڑے ٹوٹے نکو دل تنگدستوں کیلئے

اہلِ صدق و زہد کی خاطر دریدہ گودڑی
پوششِ رنگیں اُباشوں خود پرستوں کیلئے

جابروں کیواسطے ہے محفلِ رقص و سرود
کوتوالی بیکسوں کے بند و بستوں کے لئے

بدخصالوں غاصبوں کے واسطے پھولوں کے ہار
طوقِ آہن نیک بندوں فاقہ مستوں کے لئے

خادمانِ خلق کے ہاتھوں کی خاطر ہتھکڑی
اور عصائے حکم جباروں کے دستوں کیلئے

کاذبوں کیواسطے میدانِ عالم ہے فراخ
تنگ ہے یہ طالبانِ حق کی جستوں کیلئے

حق پرستوں کیلئے ہے جیل اور پھانسی فلک
اور تخت و تاج ہے باطل پرستوں کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# ڈر نہ ہو

(جو ستمبر ۱۹۱۹ء میں ہزاری باغ سنٹرل جیل کی کوٹھڑی میں اکیلے ہو کر لکھی گئی)

کاش ہم کو گردشِ ارض و سما کا ڈر نہ ہو
دوست دشمن آشنا نا آشنا کا ڈر نہ ہو (رگوید)

میرے دل میں ہو صداقت ظلم و شر کا ڈر نہ ہو
مہرباں نامہربانِ کینہ ور کا ڈر نہ ہو
انقلاب و گردشِ مہر و قہر کا ڈر نہ ہو
رنج و راحت عیش و غم زیر و زبر کا ڈر نہ ہو
صاحبِ زور و حکومت اہلِ زر کا ڈر نہ ہو
خود پرست و جور پرور۔ فتنہ گر کا ڈر نہ ہو
رعب دھمکی دبدبہ کا مکر و فر کا ڈر نہ ہو
نفرت و تحقیر و ذم و ٹیڑھی نظر کا ڈر نہ ہو
اجگر و مار و پلنگ و شیر نر کا ڈر نہ ہو
قعر و گردابِ فنا۔ موج و بھنور کا ڈر نہ ہو
خنجر و تلوار کا۔ تیر و تبر کا ڈر نہ ہو
بم کا۔ بندوق کا۔ ریوالور کا ڈر نہ ہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# بیخوف رہ!

اکتوبر ۱۹۱۹ء کے دن تھے۔ میں ہزاری باغ کے سنٹرل جیل میں مقید تھا۔ جسم سلاخوں والے دروازوں کے اندر بند تھا لیکن دل آزاد تھا۔ اسی وقت مجھے اتھروید کا (ایک منتر یاد آیا۔ اور میں نے اسکے مطلب کو نظم میں ادا کر دیا۔ فلک)

جس طرح بیخوف رہتے ہیں زمین و آسماں ۔۔۔ دے نہیں سکتا انہیں کوئی اذیت یا زیاں
اے مرے دل تو بھی ہر دم اس طرح بیخوف رہ!

---

جس طرح بیخوف ہے دن اور ہے بیخوف رات ۔۔۔ زیر نقصان و ضرر ہوتی نہیں ہے انکی ذات
اے مرے دل تو بھی ہر دم اس طرح بیخوف رہ!

---

جس طرح بیخوف رہتے ہیں سدا شمس و قمر ۔۔۔ ان کو نقصان و ضرر کا کچھ نہیں باک و خطر
اے مرے دل تو بھی ہر دم اس طرح بیخوف رہ!

---

جس طرح بیخوف ہیں چھتری برہمن سودرما ۔۔۔ اور کسی سے بھی نہیں خدشہ انہیں نقصان کا
اے مرے دل تو بھی ہر دم اس طرح بیخوف رہ!

---

جس طرح بیخوف استقبال اور ماضی ہیں اب ۔۔۔ ان کو نقصان و ضرر کا کچھ نہیں رنج و تعب
اے مرے دل تو بھی ہر دم اس طرح بیخوف رہ!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# مہاتما بُدھ اور گوالا دہنیہ

یعنی

## پُورن تیاگی اور پُورن گرہستی

کا

# مکالمہ

رُوہ نظم جو اکتوبر ۱۹۱۹ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں پالی زبان کے ایک گیت کے آدھار پر لکھی گئی

(رہی ندی کے کنارے بھگوان بُدھ اُترے ہُوئے تھے۔ وہیں قریب ہی دہنیہ گوالا رہتا تھا۔ ایک دن جبکہ بادل آسمان پر چھا رہے تھے۔ تو یہ دونوں اکٹھے ہوئے ایک پُورن تیاگی تھا۔ اور اپنے حال میں مست تھا۔ دُوسرا پُورن گرہستی تھا۔ اور وُہ بھی سُکھ اور شانتی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ جب دو پُورن اکٹھے ہوتے ہیں۔ تو اسوقت ایک خاص رُوپ پیدا ہو جاتی ہے۔ اتنے میں آسمان پر بجلی دور سے کڑکی۔ گوالہ نے سر اُٹھایا اور آسمان کی طرف دیکھا۔ اسی موقعہ پر گوالے اور بھگوان بُدھ کا سموا د شروع ہو گیا اس سموا د میں پراچین سمے کے پُورن تیاگی کی مستی اور پُورن گرہستی کی بیفکری کی خوبصورت جھلک نظر آتی ہے۔ آہ! اب ایسی بیفکری کہاں + فلک)

ساحلِ رودِ رہی پر ہوں خوشی سے بس رہا ۔ گوالہ ہے میرے ہمراہ میرے ہمدموں کا جمگھٹا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



دُودھ دُوھ بیٹھا ہُوں نہیں چاول لئے میں نے پکا جل رہی ہے آگ ہی چھت دار میرا جھونپڑا
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

رات بھر کیواسطے رودھی پر ہُوں ڈکارا بُدھ، ہمدموں خویشوں کے جھگڑے کو دیا کیا مٹا
مٹھ مزاجی اور غصّہ سے بری ہُوں ہو چکا بجھ چکی ہے آگ اب چھت ہے میرا جھونپڑا
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

میرے گرد و پیش مچھر کا نہیں ہے نام بھی (گولہ) مرغزار و نیں نہیں ہے گھاس تنکے کی کمی
سبزہ زاروں میں ہیں خوش خوش میری گائیں چر رہی اور سہہ سکتی ہیں وہ آنے پہ سختی مینھ کی
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

چھوٹ کر گرداب رنج و زہر سے کشتی مری (بُدھ) بحر مکتی کے کنارے پر ہے اب تو آ لگی
خواہشاتِ مینوی کی پار کر لی ہے ندی اس سے آگے اب مجھے جانا نہیں ہے ناؤ کی
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

میرے کہنے پہ ہے چلتی میری بیوی نیک دل (گولہ) میرے بیٹے بیٹیاں بسر کرتی ہیں وہ اپنی حیات
دل کو ہیں تسخیر کرنے والی سب اسکی صفات اسکی نسبت میں نہیں سُنتا کبھی بھی زشت بات
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

تابعِ فرماں ہے میرا اہلِ نہیں ہے واہیات (بُدھ) دیکھے تلقین اس کو سادھا دقوانین و درایت
دُور کر دی ہیں بکوشش مینے اسکی بد صفات میرے اندر اب نہیں ہیں تی ذرا بھی شر کی بات
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

اپنی پیدا کردہ روزی پر ہُوں میں کرتا بسر (گولہ) میرے اوقات و شریں صحبتے سے ہیں میرے پسند
نیک ہیں اخلاق و سب کے عادتیں ہیں خوب تر ان کی شانی کی آن کے ہوتا نہیں کوئی بشر
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

مَیں نہیں نوکر کسی کا اور نہ ہُوں پابند در (بُدھ) مجھ کو حاجت کلہ و طاعت کی نہیں ہے ذرہ بھر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



دولتِ وان پائی ہے جو مَن کو سادھ کر  اس کو لیکے پھر رہا ہوں مَیں جہانمیں بیخطر
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

میرے قبضہ میں ہیں گائیں اور مَن بچھڑے کئی (گوالہ) اور ان سب کی نگہبانی کو ہے اِک سانڈ بھی
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

میرے قبضہ میں نہ گائیں میں نہ بچھڑے کئی (بدھ) اور نہ ہے انکی نگہبانی کو کوئی سانڈ بھی
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

خوب مضبوطی سے ہیں کھونٹے سبھی گاڑے ہوئے (گوالہ) ہل نہیں سکتے وہ ہرگز گائیوں کے زور سے
مونج کے رسّے نئے ہیں اور ہیں پختہ بٹے  جا نہیں سکتیں کہیں بھی گائیں ان کو توڑ کے
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

بیل کی مانند دُنیا کے جوئے کو پھینک کے (بدھ) فیل سا چھوڑ کے اس آہنی زنجیر سے
غیر ممکن ہے کہ پھر اس حال میں گوتم پھنسے  مرنے جینے پیٹ میں آنے کے چکّر میں پڑے
اِسلئے برکھا کی خواہش ہے تو برسا اے فلک

سود بیحد ہم کو تیری دید سے بھگوت ملا (گوالہ) دے شرن ہم کو دیا کر اپنے چرنوں سے لگا

---

## اظہارِ درد

(یعنی وہ فی البدیہہ اشعار جو مئی ۱۹۱۸ء کو سنٹرل جیل کے سپرنٹنڈنٹ بیماری باغ سنٹرل جیل کی عیادت پوچھنے پر کہے گئے)

وہ پیچشی کی بیماری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے  شکایت یہ ہڈی بھاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے
اگرچہ ہو گئی اصلاح روٹی اور کھچڑی میں  مگر وہ دردِ تر کاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے
پڑے ہیں بند چکّی میں لگی ہے پاؤں میں بیڑی  یہ مجبوری یہ لاچاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے
توقع آپ سے آرام کی رکھتے تھے ہم لیکن  وہ سختی کی روش جاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے
حقیقت میں فلک اُن کو ہے فکر اپنے شاندے کی  بظاہر ہمسے غمخواری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


# رنگا رنگ کے پھولوں کا گلدستہ

(یعنی وہ نصیحت آمیز اشعار جو اکتوبر و نومبر ۱۹۱۹ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں لکھے گئے)

---

عالم بے عمل

خوش سخن انسان ہے بیکار خوش خو کے بغیر
ہو گل خوشرنگ و خوشرو جیسے خوشبو کے بغیر

دوسروں کے عیب دیکھو۔ اپنی اصلاح کرو

دوسروں کے عیب کو تو جاننا آسان ہے
ڈھونڈ اپنے عیب کو گر تجھ کو یہ خفقان ہے

---

دوسروں کی خوبیوں کو عیب کہتے ہیں بشر
اپنے عیبوں کو بتاتے ہیں زمانے میں ہنر

---

دوسروں کے چھوٹے چھوٹے نقص کرتے ہیں عیاں
اور اپنے بھاری عیبوں کو بھی رکھتے ہیں نہاں

نفرت کا جواب بھی محبت سے دو

پریم کر نفرت کے بدلے بن نہ خود چڑچڑیل مزاج
ہو نہیں سکتا تنفر سے تنفر کا علاج

---

موت سے پہلے اپنی نجات کی فکر کرو

ہر مرکب شے کو ہے آخر تنزل اور ممات
اے بشر کر جلد تر تو فکر سامانِ نجات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



جانداروں کو نہ ستاؤ

اپنی بدکرداریوں پر ہو پشیماں اے بشر — جاندروں کو ستانے سے تو کر دل سے حذر

---

نیکی کا زیور پہنو

نیکیوں کے خوشنما پھولوں کی اک مالا بنا — اپنی گردن کو تو اس انمول مالا سے سجا

---

اپنے فرض کو مقدم سمجھو

سب سے پہلے منصبی فرضوں کو سرانجام کر — اسکے پیچھے گفتگو کر۔ دوڑ یا آرام کر

---

جنگِ آزادی میں عقل۔ اعتدال اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دو

جنگِ آزادی کے دوراں میں رہے سب کو خیال — نخلِ آزادی کے پھل ہیں عدل و عقل و اعتدال

اسلئے لازم عدل و اعتدال و عقل ہے — حرفِ آزادی پسندوں پر نہ جس سے آسکے

---

پناہ مانگنے والے دشمن پر ہاتھ نہ اٹھاؤ

عاجزی سے آن کر دشمن اگر مانگے پناہ — اُسپہ پھر خنجر چلانا ہے بڑا بھاری گناہ

---

## جیلخانہ کے ڈاکٹروں کا روشن و تاریک پہلو

(یعنی موعد فی البدیہ اشعار)

(۲۷ ستمبر ۱۹۱۰ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں ڈاکٹر صاحب سے بات چیت کرتے ہوئے کہے گئے)

ڈاکٹر وارڈر جتنے ہیں رحمت کے فرشتے ہیں — مگر جو ڈاکٹر ہیں اُن کا رحمت کے فرشتے ہیں

ڈاکٹر لوگ بھی قیدی کو سزا دیتے ہیں — نہ نہ دیتے ہیں پوری نہ دوا دیتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# بندگی تسلیم بندے ماترم پنجاب دیش

(یہ نظم جو ۳۰ مارچ ۱۹۲۰ء کو رہائی کا حکم سننے کے بعد ہزاری باغ سنٹرل جیل میں لکھی گئی)

بندگی تسلیم بندے ماترم پنجاب دیش
لہلہاتے کھیتوں والے سبز اور شاداب دیش

ستلج و راوی بیاس و جہلم و سندھ و چناب
دے رہے ہیں تیری دھرتی کو ہمیشہ آب و تاب

پُن بھومی ویر بھومی فلسفہ کی سرزمیں
عابدوں منیوں رشیوں پرشوؤں کے ملک دلنشیں

آریہ سکھ اور مسلماں سب ماں بیٹوں کی ماں
فخر بھارت ورش فخر ایشیا فخر زماں

ہیں مقدس تیرے جنگل تیرے پربت تیرے بن
جن میں گائے وید منتر ہو کے رشیوں نے مگن

تیرے دشت و بن سے اٹھی "رت یسوتر" کی صدا
گھر گھر میں گونجی اذانِ اللہ اکبر غنی

تیرے مندر پر چڑھائے آریوں نے اپنے سر
غازیوں مسلم شہیدوں نے دیئے جان و جگر

خالصہ ویروں نے خوش ہو ہو کے کٹوائے گلو
راجپوتوں چھتریوں نے بھی بہایا ہے لہو

جن کے زریں کارناموں سے ہے روشن نام ہند
چشتی ہے صبح بنارس سی نظر میں شام ہند

لائق فخر و ثنا ہے تیرا اچھلا اتہاس
قابل افسوس ہے پر آج کل کا اتہاس

تیرو خیر جن بے حال تھے ہمدرد سارے کمال
ان کا ملنا آجکل ہم کو ہوا امر محال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



تیغ اور بندوق کا قبضہ ہے ڈائر کو ملا
جلیانوالہ باغ میں جسکے ستم کا گل کھلا

سینکڑوں معصوم بے ہتھیار کھا کر گولیاں
خاک پر دھم سے گرے لوٹے تڑپ کے دیدیں جاں

تیری آزادی کی رکھکر دل میں خواہش اور اُمید
ہو گئے تیغِ ستم سے تیری اُلفت کے شہید

---

انکے رنج و غم میں اب تک ہے ترا دل بے قرار
تیرے پہلو میں ہے پھرتی اُنکی فرقت کی کٹار

اُنکے ماتم میں ابھی تو بھر رہی ہے سسکیاں
اُٹھ رہا ہے تیرے سینے سے تنفر کا دھواں

---

اوڈوائر اور ڈائر کے ستم مت یاد رکھ
اپنے بچوں کی شہادت سے جگر کو شاد رکھ

جاکے پہنچی ہیں رتن دیوی کی آہیں عرش پر
پُر غضب ہیں دیوتاؤں کی سپاہیں عرش پر

ہو رہی ہے اوڈوائر پر غضب کی لعن طعن
جانسن بے رحم ڈائر پر غضب کی لعن طعن

---

لگی قدرت تیرے بچوں کا اے ماتا انتقام
ٹوٹ جائیگا ستم کا ظلم کا بدعت کا دام

جلیانوالے باغ کی پہنچے گی یزداں تک پکار
رنگ لائیگا شہیدوں کا لہو انجام کار

عاقبت میں پائینگے ظالم جفاؤں کی سزا
ہوگا نازل قہر اُن پر اُس شہِ انگلینڈ کا

---

جسکی قانونی مالس نے کیا وہ ایکٹ پاس
ہند کے یوں دل میں بندھ گئی پھر جس سے آس

پڑ گئی جس سے بنا اب ہند کے سوراج کی
یعنی ہندستان میں ہندستانیوں کے راج کی

---

گو اسے سوراج کہنا یا بتانا ہوگی بھول
ہے مگر یہ درحقیقت پہلی قسطِ ہوم رُول

اعتراضِ لیگ حرفِ کانگرس گو ہے بجا
بیج تاہم ہند میں سوراج کا بویا گیا

بیج کو دے دے کے پانی ہم بنا لینگے درخت
اپنی کوشش سے پلٹ دینگے وطن اپنے کا بخت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



شاہ کے اعلان نے ہر دل منور کر دیا — ہند کا دامن اُمیدوں کے گلوں سے بھر دیا
قیدیانِ مُلک کو بخشی گئیں آزادیاں — جن کی آمد پر مچی ہیں آج گھر گھر شادیاں
ہو رہے ہیں خوش وطن کے بچے بُوڑھے اور جواں — بمبئی۔ مدراس۔ یُو۔ پی۔ بنگ بھی ہے شاداں

مادرِ پنجاب اُٹھ غم چھوڑ اب دلشاد ہو — رنج و اندوہ و محن کی قید سے آزاد ہو

اپنے بچوں کے الم میں ہو نہ اے ماتا نڈھال — مادرِ بھارت کی آزادی کا رکھ دل میں خیال

دیکھنی پڑتی ہیں پہلے سینکڑوں بربادیاں — پھر کہیں ہوتی ہیں حاصل مُلک کو آزادیاں

یاد آیامِ گذشتہ سے نہ کر آنکھوں کو تر — منزلِ مقصود پر اب جما اپنی نظر
اپنے بیٹوں کی بنا بیخوف ہو کر یادگار — دل پہ جمنے دے نہ خوف و بیم کا گرد و غبار

شکریہ کے پھول نہرو سنگرن کے سر چڑھا — مالوی۔ گاندھی بوس ڈھانند کے نت گیت گا
خادمِ احقر فلک پر اک نگاہِ مہر ڈال — دستِ شفقت رکھ کے سر پر میٹ دے رنج و ملال

شاد ہو کر مستعد ہو تیری خدمت میں فلک
شوق سے کرتے نچھاور تجھ پہ اپنی جان تک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# بھارت ماتا

(یہ نظم جو ۵ مارچ ۱۹۲۰ء کو ہزاری باغ سنٹرل جیل میں رہائی کا حکم سننے پر قیدی کی حیثیت میں لکھی گئی)

بندے بھارت میری ماتا — تن من بل بدھی کی داتا
بندے دودھ پلانے والی — اَن اناج کھلانے والی
میٹھے بین سنانے والی — غم میں دھیر بندھانے والی
دکھ سنتاپ مٹانے والی — ہم پر بل بل جانے والی

---

بندے گیان دھیان کی دیوی — بندے پُن دان کی دیوی
بندے علم و ہنر کی بھومی — کیسم و لعل گہر کی بھومی
اونچے اونچے شکھروں والی — اودھ بدھ سندر مندروں والی

---

بندے گنگ بندے جمنی — بندے دشٹ رپو دل دمنی
بندے ہنش بان کی دھرنی — تو مر کھڑگ کرپان کی دھرنی

---

بندے دھرو پہلاد کی ماتا — گوتم کپل کناد کی ماتا
رام کو گود کھلانے والی — کرشن کے ناز اٹھانے والی
بدھ دیو کو جننے والی — شنکر کی ماں بننے والی
بکرم کی ٹوڈر کی مان — ابوالفضل اکبر کی مان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


بندے ایشور چند کی مائی — نانک۔ دیانند کی مائی
بندے موتی لال کی جننی — لالہ تلک پال کی جننی
بندے داس سریندر کی ماتا — آر بندھ۔ بھوپندر کی ماتا
بندے وادا بھائی کی ماں — گاندھی۔ جناح۔ مالوی کی ماں
رابندر۔ نیڈو کی ماتا — مادرِ اجمل و نہرو و واچا
حسن امام اور حسرت کی ماں — علی محمد شوکت کی ماں
بندے شردھانند کی ماتا — ہنس راج کے پران کی داتا

---

دو کر جوڑ ہوں کہتا تجھ کو — بخش دے ایسی شکتی مجھ کو
جس سے قوم پہ جان نثاروں — تن من دھن سب تجھ پر واروں
رن پڑنے پر منہ نہیں موڑوں — دیش دھرم کا پیار نہ چھوڑوں
آپت کال میں دل نہیں ہاروں — دکھ بپتا میں دھیرج دھاروں
ستیہ دھرم کا رہوں میں حامی — بنوں نہ کپٹی کٹل کھل کامی
سچی بات ہمیشہ سناؤں — جھوٹے لفظ نہ لب پر لاؤں
محسن کے احسان کو مانوں — گن دانوں کے گن کو بکھانوں
جور پہ آپ ہاتھ اٹھاؤں — ظلم کے آگے سر نہ جھکاؤں
کروں ہمیشہ تیری سیوا — آزادی کا چکھوں میوا
تیرا ڈنکا جگ میں بجاؤں
ارض و فلک میں مان بڑھاؤں

---

(رجیخانہ میں کہی ہوئی نظمیں ختم ہوئیں)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


# رہے مسٹر تلک دائم سلامت

ہوئی بھارت کو حاصل اس سے راحت ملی ہے اہلِ بھارت کو فراغت
بڑھے اسکے طفیل آرام و بہجت دعائیں مانگتی ہے ساری خلقت

رہے مسٹر تلک دائم سلامت

پھلے پھولے درختِ ملکِ بھارت ترقی پر ہو بختِ ملکِ بھارت
بڑھے سامان رختِ ملکِ بھارت ٹلے ہر وقت سختِ ملکِ بھارت

رہے مسٹر تلک دائم سلامت

کیا باغ ستم تاراج اس نے مٹایا سختیوں کا راج اس نے
بتائی سود کی معراج اس نے بٹھائی عظمتِ سوراج اس نے

رہے مسٹر تلک دائم سلامت

جہالت سے نجات اس نے دلائی تغافل کی جو ظلمت تھی مٹائی
ہنر اور علم کی مشعل جلائی ہوئی معمور اس سے اک خدائی

رہے مسٹر تلک دائم سلامت

یہ اک فرزند ہے اسکی سب سے بھاری بٹھائی سوراج کی اسنے جاری
بھنور سے ہند کی کشتی اُبھاری ہماری حالتِ ابتر سنواری

رہے مسٹر تلک دائم سلامت

کیا ہے کچلا پن کا صفایا خوشامد چاپلوسی کو مٹایا
دلیری اور ہمت کو بڑھایا ہمیں ایثار کا رستہ دکھایا

رہے مسٹر تلک دائم سلامت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



نفاق و غیریت کا قصر ڈھا کر ملائے اسنے ہیں بچھڑے برادر
صغیر و اکبر و عالی و کمتر کئے سب دیش سیوا میں برابر
رہے مسٹر تلک دائم سلامت

ہے اہلِ ہند کا یہ ایک محسن ہیں روشن مُلک پر اسکے محاسن
ہے آزادی پسندوں کا معاون دلائیگا ہمیں سوراج اِک دن
رہے مسٹر تلک دائم سلامت

سبق حُبِّ وطن کا اس سے پایا خیالِ حریت سر میں سمایا
فداکاری کا جذبہ دل میں آیا ترانہ قومیت کا خوب گایا
رہے مسٹر تلک دائم سلامت

علالت کی چلی آتی ہیں تاریں ہوس ہے بمبئی فوراً سدھاریں
جگر میں پھر رہی ہیں غم کی آریں نہ کیوں پیر و جواں مل کر پکاریں
رہے مسٹر تلک دائم سلامت

دُعا اپنی یہ ہے ساعت بساعت خدا بخشے اسے پھر جلد صحت
بدل دے تندرستی سے علالت پھر آئے اصلی حالت پر طبیعت
رہے مسٹر تلک دائم سلامت

ہوائیں بمبئی کی راس آئیں ہوائیں اپنی تاثیریں دکھائیں
بخار و تپ کہ تن پر سے اُڑ جائیں ہمیں صحت کی خبریں پھر سے آئیں
رہے مسٹر تلک دائم سلامت

وطن کے باغ میں آئیں بہاریں بجیں پھر دیش بھگتی کی ستاریں
شفا یابی کی ہوں موصول تاریں خوشی کے جوش میں نعرہ یہ ماریں
رہے مسٹر تلک دائم سلامت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



# سُورگباشی لوکمانیہ تلک مہاراج

کی

# ارتھی پر پشپ دھا کے پھول

(وہ نظم جو یکم اگست ۱۹۲۰ء کو بیڈلا ہال لاہور کے ماتمی جلسہ میں پڑھی گئی تھی)

اے تلک اے گلِ صد برگِ گلستانِ وطن — بلبلِ باغِ وطن سروِ خرامانِ وطن
جوہرِ کانِ وطن فخرِ مجتبانِ وطن — مردِ میدانِ وطن شیرِ نیستانِ وطن

ہند کے پیرِ جواں حوصلہ بھارتی سپوت
تیرے چہرے سے ٹپکتا تھا جلال و جبروت

حُریت اور مساوات کا حامی تھا تُو — عاشقِ زندۂ آزاد کلامی تھا تُو
ساقیٔ جامِ مئے جوشِ دوامی تھا تُو — انہیں اوصاف سے سنسار میں نامی تھا تُو

دل سے آزادیٔ بھارت کا رہا تُو شیدا
کیلکار اور کھپ ڈے کیے تُو نے پیدا

حامیٔ قوم کا تھا تُو قوم کا ہمدرد تھا تُو — صاحبِ ہمت و ذی حوصلہ اِک مرد تھا تُو
جس کو آنکھوں سے لگا لیتے ہیں وہ گرد تھا تُو — پر سو لاکھ پچھاڑ رہیں وہ اِک فرد تھا تُو

تیری کوشش کا یہ بھارت میں نمایاں ہے اثر
قوم اور مُلک کے شیدا نظر آتے ہیں بشر

خدمتِ قوم سے تو قوم کا مخدوم بنا — مُلک کے ساتھ تھا تُو لازم و ملزوم بنا
ظُلم سہہ سہہ کے زمانے کے تُو مظلوم بنا — بیگناہی سے تُو پیری میں بھی معصوم بنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



دیش سیوا میں ہر اک جور اُٹھایا تُو نے
سر مگر ظُلم کے آگے نہ جھکایا تُو نے

جا کے خود جیل میں تھا جیل کے ڈر کو میٹا
ہتھکڑی بیڑیوں کے باک و خطر کو میٹا
ہیبتِ دار و رسن خوفِ تبر کو میٹا
ظُلم کے دبدبہ و رُعب و اثر کو میٹا

درس بے باکی و جرأت کا پڑھایا تُو نے
شیر پھر ہند کی بھیڑوں کو بنایا تُو نے

ہند کو مژدۂ سوراج سُنایا تُو نے
راگ یہ سیلف گورنمنٹ کا گایا تُو نے
خوابِ غفلت سے ہے سوتوں کو جگایا تُو نے
راستہ بھولے ہوؤں کو بھی بتایا تُو نے

لے کے کشمیر سے تا مُلکِ قدیم لنکا
ہوم رُول اور لبرٹی کا بجایا ڈنکا

بمبئی کو ہے غُلامی سے چھڑایا تُو نے
جامِ آزادی ہے سب پی کو پلایا تُو نے
درس یُو۔پی کو لبرٹی کا سکھایا تُو نے
اہلِ مدراس کو آزاد بنایا تُو نے

گُل آزاد خیالی دیا بھارت میں کھلا
ہند والوں کو دیا عاشقِ سوراج بنا

جا کے انگلینڈ میں بھارت کا سُنایا دُکھڑا
کہہ دیا رنج و الم ظُلم و ستم کا قصّہ
کھینچ کر ہند کی حالت کا دکھایا نقشہ
اور سوراج کو بتلایا مداوا اس کا

ہند سوراج کے قابل ہے جتایا تُو نے
کر کے ثابت بھی یہ دعوے ہے دکھایا تُو نے

تُو کھڑا رہتا تھا طوفانوں میں چٹانوں کی طرح
تازگی لیتا تھا سیلاب سے دھانوں کی طرح
اُبھرا رہتا تھا جوانمرد کے شانوں کی طرح
کام کرتا تھا تُو پیری میں جوانوں کی طرح

قول اپنے پہ مصیبت میں ڈٹا رہتا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



رنج و غم اپنے اصولوں کے لئے سہتا تھا

آج جو راحت و آرام نظر آتے ہیں
سُود و بہبود کے جو کام نظر آتے ہیں
خاتمہ پر غم و آلام نظر آتے ہیں
نیک کچھ ہند کے انجام نظر آتے ہیں

جانتے ہیں تیری محنت کا صلہ ان سب کو
مانتے ہیں تیری خدمت کا صلہ ان سب کو

تھی دُعا پھر ہو میسر تجھے صحت تیری
آئے پھر حالتِ اصلی پہ طبیعت تیری
دس برس اور ملے ہم کو ہدایت تیری
قوم منزل پہ پہنچ جائے بدولت تیری

زندگی میں تیری اِس مُلک کو سوراج ملے
ڈھونڈنے سے نہ یہاں غیر کا مُحتاج ملے"

حیف صد حیف ہُوئی اپنی دُعا نامنظور
ہوگئیں جلد تیری موت کی خبریں مشہور
کر دیا تیری قضا نے ہمیں بے بس مجبور
چھا گئی مُلک پہ غم کی شبِ تار و دیجور

قوم کی جان ترے غم میں گھلی جاتی ہے
تیرے ماتم میں یہ بے موت مری جاتی ہے

مادرِ ہند کے مستک سے تِلک اُترا ہے
دلِ عالم میں اَلم بن کے کڑک اُترا ہے
باغِ بھارت میں بلاؤں کا کٹک اُترا ہے
ظُلم ڈھانے کو غرض آپ فلک اُترا ہے

آج دُنیا مجھے اندھیر نظر آتی ہے
اور رہ رہ کے طبیعت میری گھبراتی ہے

ظُلم کے نخل کو جڑ سے لگا کر بھو کر
مُلک میں حُریتِ مُلک کا پودا بو کر
شبنمِ اشک سے گلہائے وطن کو دھو کر
دیش سیوا کے نکو کار سے فارغ ہو کر

جانبِ مُلکِ بقا تو تو چلا جاتا ہے
ہند کا سانس ترے غم میں رُکا جاتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri


# ایک پولیٹیکل قیدی کے دلی جذبات

(منظومہ فروری ۱۹۱۰ء در زندانِ فورٹ ولیم مطبوعہ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

قید کیا چیز ہے؟ ہوتی ہے مشقت کیسی
لائیے سر پہ اُٹھا لوں، ہو مصیبت کیسی

جرمِ حب الوطنی کے لئے باندھا مجھ کو
کی میرے ساتھ عدالت نے عدالت کیسی

شوقِ پرواز میں دیکھا تو میرے پر کترے
پوری مقراض کے ہاتھوں ہوئی حسرت کیسی

شکوۂ جور پہ حاکم نے وہاں بند کیا
رفع سرکار نے کی میری شکایت کیسی

اپنے افراد کے ہاتھوں سے ہوئی جو برباد
قابلِ رحم ہے اُس قوم کی حالت کیسی

دل جو آزاد ہے سینہ میں تو غم کاہے کا؟
کیا حوالات ہی؟ ہوتی ہے عمارت کیسی

یہ تو راحت ہے مسرت ہے حقیقت میں فلک
قوم کے واسطے جو آئے وہ آفت کیسی

---

# سوراج کے بعد کا ہندوستان

(منظومہ مئی۔ نومبر ۱۹۲۰ء)

بعدِ سوراج نئی شان کے ساماں ہونگے
نغمہ زن ہند میں مرغانِ خوش الحاں ہونگے

دُور ہو جائیگی سب دورِ خزاں کی کلفت
ہر طرف رنگ و بہارِ چمنستاں ہونگے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



رُوکشِ پیرس و نیویارک بنے گی دہلی — رشکِ گلزارِ ارم ہند کے بُستان ہونگے
ہند والونکی بر آئینگی مُرادیں ساری — کام مُشکل ہیں جو بھارت کے وُہ آساں ہونگے
صاف ہو جائینگے حکام کے محکوم کے دِل — راز اُلفت کے جو پنہاں ہیں نمایاں ہونگے
گلشنِ ہند پہ چھا جائیگی رحمت کی گھٹا — بادلِ اخلاص و مُروّت کے دُرافشاں ہونگے
حسد و بُغض کا مٹ جائیگا بھارت سے نشاں — محوِ تکرار نہ ہندو نہ مُسلماں ہونگے
جن کی تکمیل کی مانگی ہیں دُعائیں برسوں — پُورے بھارت کے وُہ سب حسرت و ارماں ہونگے
مُفت اور لازمی تعلیم بھی ہوگی جاری — قصبہ قصبہ میں سکُول اور دبستاں ہونگے
ہونگے منسوخ قوانین یہ ہتھیاروں کے — ہند والوں کو عطا خنجر و پیکاں ہونگے
کِسی اخبار کی بندش نہ کرینگے حاکم — کِسی مطبع سے ضمانت کے خواہاں ہونگے
مُلکی سرحدوں کے پیچھے نہ لگیگی پولیس — دیش سیوا میں نہ ہم قیدیٔ زنداں ہونگے
ہم پہ کھُل جائینگے سنسار کے کُل دروازے — ہر برس گلشنِ ہستی میں خراماں ہونگے
ٹیڑھی نظر سے نہ دیکھے گا کوئی بھی ہمکو — غیر مُلکوں میں نہ حیران و پریشاں ہونگے
کون پھر ہمکو ستانے کی کریگا جُرأت — ہر جگہ اپنے جب ہم آپ نگہباں ہونگے
خُود بخُود ہوش میں آجائیگا ایسٹ افریقہ — اور بچا کینیڈا والوں کے بھی اوسان ہونگے
رہ کے جائینگے نہ امریکہ کے ساحل پہ کبھی — اور نہ ٹال میں جا کر نہ ہراساں ہونگے
ہنستے ہنستے ہی گذر جائینگے دِن رات فلک
جورِ اغیار سے تنگ آکے نہ نالاں ہونگے

تمام شُد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# مہابھارت بطرز ناول

یعنی

آریہ جاتی کے عروج و اقبال، ہنر و کمال، ہمت و استقلال باہمی جنگ و جدال اور تنزل و زوال کی دل آویز دردانگیز اور عبرت خیز داستان۔ مصنفہ لالہ چند فلک۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ۱۶)

## اس مہابھارت کے متعلق چند مشہور و معروف اخباروں کی رائیں

**اخبار زمیندار لاہور۔** مہابھارت ہندوؤں کی ایک مشہور و معروف کتاب ہے جس میں سرزمین ہندوستان کے عہد سلف کے تاریخی واقعات قلمبند ہیں۔ ہندو قوم کے عروج و اقبال، رعب جلال، ہنر و کمال، ہمت و استقلال باہمی جنگ و جدال اور تنزل و زوال کی دلآویز۔ دردانگیز اور عبرت خیز داستان ہے۔ پنجاب کے نامور وطن پرست شاعر نے اس کو نہایت سلیس عام فہم اور دلپسند اُردو زبان میں بطرز ناول شائع کیا ہے۔ مہابھارت کی سی ضخیم کتاب صفحہ پیالہ کھلکھ گویا دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی مثل سچ ثابت کر دکھائی ہے۔ اندر پرست (دہلی) کے مہاراجہ دھرت راشٹر اور اس کے ظالم فرزند درجودھن کے شر انگیز کارناموں اور عبرت ناک انجام کو جس مؤثر دردناک پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے پڑھنے والے کے دل میں عجیب رقت طاری ہوتی ہے۔ اٹھارہ دن کی خوفناک جنگ کا چیتا نقشہ ان الفاظ میں دکھائے گئے ہیں۔ وہ دلوں میں نیا جوش اور زندگی پیدا کر دیتے ہیں۔ معلوم در اصل کی بے حرمتی۔ نکل۔ سہدیو اور بھیم سین و دیگر شہزادوں کی جلاوطنی اور سپہ سالار بھیشم پتامہ کی دلیری و استقلال کا ذکر مطالعہ کرکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پانڈو اور کورو شہزادوں کے امتحان بہادری اور سپہ گری کا حال دیکھ کر دل و دماغ عظمت و افتخار کے جوش سے بھر جاتا ہے۔ سرتاج فلاسفہ ہند شری کرشن چندر جی مہاراج کا فلسفہ حیات و ممات حیرت و استعجاب میں ڈال دیتا ہے۔ وطن کے جذبات جا بجا کتاب ہذا میں نہایت خوبصورتی سے اپنی جھلک دکھاتے ہیں۔ اور ان تمام باتوں کی جن کو آجکل لوگ بعید از قیاس خیال کرتے ہیں۔ علمی توضیح و تاویل کر دیگئی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہندو لڑکوں اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے علم ادب اور تاریخ کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف دونوں میں ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنے کے قابل ہو جائینگی۔ بلکہ باہمی غلط فہمیوں کو مٹا کر اتحاد و یگانگت سے بغلگیر ہونے کا سامان کریگی۔ کاغذ و لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے ہر اس دلچسپ کتاب کے مطالعہ کی پُرزور سفارش کرتے ہیں جس میں قدیم ہندوستان کی ایک خوفناک جنگ کے حالات درج ہیں۔ جو آج سے پانچ ہزار سال پیشتر وقوع پذیر ہوئی تھی۔ قیمت صرف ایک پیہ آٹھ آنہ (عہ۱۶) تجدید رکھی گئی ہے +

**اخبار ہندوستان لاہور:۔** لالہ لاجپت فلک نے جو پنجاب کے نوجوان قومی شاعر ہیں۔ اور شاعری کی دنیا میں بہت بلند پایہ رکھتے ہیں۔ جس سلیس اور عام فہم پیرایہ میں مہابھارت کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ اس سے مہابھارت کو ایک نمایاں خصوصیت حاصل ہو گئی ہے آپ نے مہابھارت کی تمام اصلی خوبیوں اور خصوصیتوں کو اس کتاب میں لاکر کوزہ میں دریا کو بند کرنے کی مثل سچی ثابت کر دکھائی ہے +

**اخبار پرکاش لاہور۔** لالہ لاجپت کی مہابھارت بطرز ناول میں دیش بھگتی اور پراچین عظمت کا جذبہ نئی روشنی کے مطابق کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے۔ اور شاعرانہ چاشنی بھی موقعہ بموقعہ دیگئی ہے +

**آریہ گزٹ لاہور:۔** لالہ لاجپت نے مہابھارت کے ناولوں کے پیرایہ میں لکھکر اسے چار چاند لگا دیئے ہیں دردبندی کی بیمزگی کا خیال بالکل ایسے دردناک پیرایہ میں دکھایا گیا ہے۔ کہ بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں +

**اخبار لائل گزٹ لاہور۔** زمانہ سلف کے ہندوؤں کی بہادری سپہ گری اور تہذیب کے حالات کو اگر نہایت پُرشور و ولولہ انگیز عبارت میں دیکھنا ہو۔ تو مہابھارت ملک ملاحظہ کرے +

**اخبار ٹریبون لاہور:۔** لالہ لاجپت کی تصنیف کردہ کتاب مہابھارت بطرز ناول نہایت عام فہم اور محاورہ اُردو زبان میں لکھا گیا ہے۔ اور نہایت دلچسپ ہے +

ملنے کا پتہ **مینجر ویاس پستکالہ لاہور**

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

# لالہ چند فلک کی مفید ملک تصنیفات

**خیالاتِ لاجپت** یعنی لالہ لاجپت رائے جی کے جملہ ملکی قومی مجلسی مضامین تقاریر اور خطوط کا مجموعہ مع حالاتِ زندگی باتصویر۔ قیمت (عہ) +

**خیالاتِ گوکھلے** یعنی محب ملک گوپال کرشن گوکھلے کے جملہ پولیٹکل سوشیل۔ قومی ایم کونسلی ایڈریسوں۔ مضامین اور لیکچروں کا مجموعہ مع حالاتِ زندگی۔ باتصویر۔ قیمت فی جلد دو روپے (عہ) +

**خیالاتِ دادا بھائی** یعنی محترم بزرگ ہند مسٹر دادا بھائی جی کی تقریروں و تحریروں کا مجموعہ مع حالاتِ زندگی قیمت فی جلد آٹھ آنے (۸/) +

**خیالاتِ سیاجی** یعنی محب ہندوستان و مخرِ راجگان سیاجی راؤ مہاراجہ بڑودہ کی سبق آموز تحریروں کا مجموعہ مع حالاتِ زندگی۔ قیمت فی جلد آٹھ آنے (۸/) +

**خیالاتِ گھوش** یعنی محب ملک ڈاکٹر رائش بہاری گھوش کی تقریروں و تحریروں کا مجموعہ مع حالاتِ زندگی قیمت فی جلد ۸/

**تقاریرِ بینرجی** یعنی بنگال کے مشہور لیڈر بینرجی کی جملہ مذہبی۔ قومی تقریروں کا مجموعہ مع حالاتِ زندگی۔ قیمت فی جلد آٹھ آنے (۸/) +

**سودیشی تحریک** یعنی مسٹر گوکھلے۔ بینرجی۔ لالہ لاجپت رائے۔ بابو رمیش چندر دت۔ بال گنگا دھر تلک۔ پرتھی چند۔ مولوی ذکاء اللہ۔ مہاراجہ بڑودہ وغیرہ وغیرہ لیڈرانِ ملک قوم کے سودیشی کے متعلق خیالات قیمت فی جلد یک روپیہ (عہ/) +

**ہندوستانی کہانی** (مسٹر کیٹر ہارڈی کی زبانی) یعنی مسٹر کیٹر ہارڈی کی ہندوستان کے متعلقہ تحریروں و تقریروں کا مجموعہ مع حالاتِ زندگی۔ قیمت فی جلد آٹھ آنہ (۸/) +

**تقاریرِ گوکھلے** دیش بھگت گوکھلے مرحوم کی چند تقریروں کا مجموعہ مع حالاتِ زندگی۔ قیمت چار آنے (۴/) +

**جیلخانہ کی کہانی** یعنی جیلخانہ کی عبرتناک زندگی کے متعلق پولیٹکل قیدیوں کے لکھے ہوئے دردناک حالات۔ قیمت فی جلد۔ قیمت فی جلد آٹھ آنہ (۸/)

**دولت کمانیکا ڈھنگ** یعنی روپیہ کمانے کے اصول۔ قیمت فی جلد چھ آنے (۶/) +

**گنجینۂ دولت و تجارت** یعنی دولتمند بننے اور کاروبار کو ترقی دینے کے ڈھنگ۔ قیمت فی جلد چھ آنہ (۶/)

**ہمارا حکیم** یعنی آنکھ۔ ناک۔ کان۔ دانت۔ دہن۔ اور چہرہ۔ معدہ۔ غرضیکہ سر سے پاؤں تک تمام اعضاء کے امراض کے تیر بہدف نسخے قیمت فی جلد دو آنے (۲/) +

**خیالاتِ تلک** یعنی تلک مہاراج کے مضامین لیکچر و نکا مجموعہ

## ویشیہ پستکالیہ کی شائع کردہ دیگر مفید کتب

| | |
|---|---|
| مہارانا پرتاپ | قیمت ۲۰/ |
| سرمایہ دولت مند | ۲۰/ |
| گیرہی سنسکرت | ۲۰/ |
| قومی زندگی۔ مصنفہ ڈاکٹر اقبال | ۲۰/ |
| لکشمن جتی | ۲۰/ |
| پولیٹیکل بونا پارٹ | ۲۰/ |

پتہ:- مینجر ویشیہ پستکالیہ لاہور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar